هو الاول

منظوم موسوم

بقصۂ خسروان عجم

ترجمہ تمام شاہنامے کا ہی بطور اختصار کے اُردو زبان مین *
نام مترجم کامول چند لکھنوی اور تخلص اُسکا منشی ہی *

بندۂ احقر غلام حیدر

ساکن ہوگلی نے اِس کتاب فواید انتساب کو سنہ ۱۲۶۲ ہجری قدسی مین مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے کلکتے کے درمیان عہد حکومت مین زندۂ نوئنیان عظیم الشان اشرف الامرا نواب گورنر جنرل سر ہنری ہاردنک بہادر دام اقبالہ کے حسب ایما جناب گردون رکاب معدن ذہن و ذکا * مخزن جود و عطا * صاحب السیف والقلم * والامناقب عالی ہمم * (قطعہ)

جم حشم انجم سپہ گردون شکوہ * مرجع خرد و کلان عالم مآب
فخر سام و رستم [illegible] بزرگی * داخل خدام یہان افراسیاب

کپتان جارج ترنبل مارشل بہادر نے
اسکول و مدارس کے اردو آموز طلبہ کی سیر کے لیے
چھاپا کیا ٭ تا کہ وے رزم کی اصطلاحات سے بھی واقف
ہون ٭ اور چستی و چالاکی مزاج مین آوے ٭ (بیت)
ہران کس کہ شہنامہ خوانی کند ٭ اگر زن بود پہلوانی کند
اگرچہ یہہ تواریخ پرانی ہی پر اسکے قصّے ایسے دل چسپ
و دلبر ہین کہ جب پڑھیے تب نئے معلوم ہون ٭ (بیت)
٭ ساقی تو نظر کیجیو ٹک صحن چمن کو ٭
٭ اس پیر کے جلوے کا بھلا کوئی جوان ہی ٭

فہرست قصۂ خسروان عجم

تمام ہوا فہرست شاہنامے کا

❋❋
❋

سر نامہ حمد خدائے کریم — کہ ہی کردگار و غفور و رحیم

بلندی دہ خسروان ہی وہی — شہی بخش شاہنشہان ہی وہی

کبھی دے فریدونکو وہ دستگاہ — کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ

کبھی ناتوانونکو بخشے وہ زور — سلیمان کو گاہے کرے مثل مور

جن و دیو و انسان و حور و پری — مہ و مہر اور زہرہ و مشتری

کئے اُسنے قدرت سے پیدا تمام — نہان تھے ہوئے سو ہویدا تمام

کیا اُسنے پیدا یہہ بالا و پست — زبردست دنیا میں اور زیردست

بلند اُسنے چرخ بریں کو کیا　　فراخ اُسنے یکسر زمین کو کیا

عجب قدرت اُسکی عجب شان ہی　　عیان اُسپہ سب راز پنہان ہی

پرستار اُسکا ہی ہر یک مدام　　کرین ذکر اُسکا سبھی صبح و شام

بھرے دم حباب اُسکا دریا مین ہان　　کرے موج ذکر اُسکا و رد زبان

کیا اُسنے آراستہ باغ دہر　　عنایت سے اُسکے ہی گل شاد بہر

چمن مین کیا سرو کو سر فراز　　بہار و خزان سے کیا بے نیاز

جہاندار ہی پاک پروردگار　　پرستار اُسکے ہیں سب تاجدار

خداوند کون و مکان ہی وہی　　نگہدار خالق جہان ہی وہی

دلیرونکو اُسنے کیا ہی دلیر　　کیا نرہ شیرون کو اُسنے ہی شیر

اگر وہ نہ یہہ قوت وزور دے　　تو پھر رستمی کوئی کیا کر سکے

گدا کو وہ چاہے تو دے خسروی　　ضعیفونکو کر دے وہ دم مین قوی

توانا ہی وہ آپ اور زورمند　　قوی ہی خداوند پست و بلند

ذرا جس کسی پر ہو لطف الہ　　تو اُسکا ہو خورشید سان عز و جاہ

وہ بخشے جسے عزت و افتخار　　اُسے تاب کسکی کرے پھر جو خوار

گرفتار ہو اُسکے جو قہر مین　　مذلت نصیب اُسکے ہو دہر مین

یہہ مقدور کسکا جو ہو دستگیر　　پڑا وہ رہے خاک مین ناگزیر

غرض وہ نہ جب تک مددگار ہو　　کسی کا نہ کچھ کام زنہار ہو
گدا و شہ اُسکے ہیں فرمان پذیر　　وہ سب کا ہی یاری وہ دستگیر
تو ای منشی اُسسے ہی کر التجا　　کہ شاہ و گدا کا ہی حاجت روا
تو درگاہ مین اُسکی ہو ہر زمان　　تضرع کنان اور مناجات خان

* مناجات *

مین افتادہ یارب سرخاک ہون　　ستمدیدۂ دور افلاک ہون
تو ہی دستگیر او ریاری رسان　　ذرا ہو مددگار میرا یہان
ستاتی ہی اب گردش روزگار　　مجھے خوار رکھتی ہی لیل ونہار
یہہ پھرتا نہیں بخت برگشتہ آہ　　رکھے ہی یہہ سرگشتہ شام و پگاہ
نہیں ہی کوئی اور فریاد رس　　تو ہی داد خواہونکا بس دادرس
نگاہ کرم مجھہ پہ کر یا خدا　　مجھے بند رنج والم سے چھڑا
ذرا کر تر و تازہ باغ مراد　　مرا کر تو روشن چراغ مراد
دکھا اب بہار گل آرزو　　پلا مجھکو جام مل آرزو
گنہگار ہون اور عصیان شعار　　ولے تو ہی غفار وآمرزگار
عقوبت نرکھہ مجھہ پہ ہرگز روا　　میرے حال پر رحم کر یا خدا
گنہہ بخش میری کہ مین بندہ ہون　　پرستندہ ہون اور سرافگندہ ہون

مجھے اپنے در کے سوا اور در　　دکھامت تو ای داور داد گر
نہیں اور کچھ خواہش دل یہان　　ولیکن تمنا ہی یہہ ہر زمان
کہ منت کش غیر ہرگز نہوں　　ترا ایک مرہون احسان رہون
مذرگاہ سے اپنی رکھہ نا مراد　　تو برلا مراد اور کر مجھکو شاد
جہانمین نرکھہ دل پریشان مجھے　　نہ کر فکر روزی سے حیران مجھے
تو جمعیت خاطر اب مجھکو بخش　　میرا کام دل روز وشب مجھکو بخش
شبستان دل کو مرے سربسر　　چراغ خرد سے منور تو کر
مجھے اپنے گنجینۂ فیض سے　　در دانش و گوہر عقاں دے
مری طبع ہو نکتہ دان یا الہ　　معانی شناسی کی ہو دستگاہ
مجھے بخش اب دستگاہ سخن　　شتابی دکھا مجھکو راہ سخن
مرے خامہ کو کر تو گوہر فشان　　زبان کو مری کر فصیح البیان
الہی مری اب دعا ہو قبول　　بحق محمد طفیل رسول

* نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی *

پر از مشک وعنبر نہ کیون ہو دہان　　ثنائے محمد ہی ورد زبان
وہ ختم رسل سرور نامور　　فلک جسکے آگے جھکاتا ہی سر
سر سرفرازان عالی جناب　　سپہر نبوت کا وہ آفتاب

جہان جسکے دین سے ہی روشن تمام | مہ انور اُسکا ہی داغی غلام
سر سروران احمد مجتبیٰ | رسول خدا سید انبیا
خردمند و دانشور بے نظیر | بسان مہ و مہر روشن ضمیر
نکو رائے و دانادل و راست گو | خجستہ خصال اور فرخندہ خو
سحاب سخا و محیط کرم | یم جود خوش خلق و عالی ہمم
وہ مہر جہانتاب اوج جلال | وہ سرو سرافراز باغ کمال
فروغ جہان نور ایمان و دین | وہ شمع شبستان عین الیقین
شفیع گناہان بروز جزا | کشایندۂ عقدۂ مدعا
فرازندۂ رایت سروری | درخشندہ خورشید پیغمبری
وہ ہی خاص خاصان پروردگار | کہ جسنے کیا دین کو استوار
قدم اُسنے معراج پر جب رکھا | تو پایہ برٹھا اور معراج کا
سپہر برین کے زہے خوش نصیب | ہوا گام زن وہان خدا کا حبیب
میسر ہوا جسکو قرب حضور | نظر اُسکو آیا وہ تابندہ نور
تجلی کہین جسکو اہل یقین | منور ہی جسسے زمان و زمین
خدا نے اُسے فخر آدم کیا | سرافراز و ممتاز عالم کیا
یہہ بخشا اُسے پایگاہ رفیع | ہوئے جسکے شاہان عالم مطیع

گرامی و اشرف ہی انسان مین — غرض اُسکی لولاک ہی شان مین
کرون اُسکے اصحاب کا اب بیان — کہ ہین صاحب عزت و فخر و شان
ابوبکر و عثمان والا گہر — عمر اور علی وہ شہ نامور
کرے اب جو اوصاف کا کچھ بیان — نہ طاقت قلم کی نہ طاب زبان
دعا پر سخن کو کرون مختصر — یہہ ہی عرض مری کہ شام و سحر
معین اور یاور رہو یا مصطفیٰ — مرے دل کا برلاؤ تم مدعا
گنہ گار ہون مین بروز حساب — مری کیجیو تم شفاعت شتاب
یہہ منشی تمھارا ہی کمتر غلام — کرم اُسپہ اپنا رکھو صبح و شام

* مدح ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازیکی *

لکھہ ای خامہ اب مدح شاہ جہان — شہنشاہ جم جاہ صاحب قران
جہاندار اکبر شہ بے نظیر — خداوند تاج و کلاہ و سریر
فروزندہ خورشید اوج مہی — گرامی دُر دُرج شاہنشہی
ہمایون خصایل شہ نامور — خجستہ شمایل فرشتہ سیر
جہانبان دین پرور و حق پژوہ — حقایق شہنو شاہ والا شکوہ
محبت رکھے ہی وہ درویش سے — مودت ہی اُسکو صفا کیش سے
شناور ہی دریای عرفان کا — دل اُسکا ہی مثل گہر پر صفا

حقیقت کرون حلم کی کیا بیان — نہین اُسکے ہم سنگ کوہ گران
فزون شفقت و خلق ہمت بلند — مروت مین یکتا شہ ارجمند
خدیو زمان شاہ عالی تبار — شہ دادگر خسرو نامدار
جہان پرور و کام بخش جہان — سر سرفرازان کس بیکسان
در دولت شاہ عالم پناہ — فقیر و غنی کا ہی اُمید گاہ
بنے کام یہان ہرکسی کا شتاب — یہان آکے ہر کوئی ہو کامیاب
یہہ وہ بارگہ ہی کہ امید وار — نہ محروم یہان سے گیا زینہار
سخاوت میں دیکھا تو سحر و سحاب — حضور اُسکی خجالت سے ہین غرق آب
کف جود سلطان والا گہر — گہربار رہتا ہی شام و سحر
اگر کچھ ہو فرمان بران سے خطا — کرے عفو از روی لطف و عطا
جہان سرکشان ہووے سجدہ کنان — وہ ہی آستان خدیوے زمان
جھکایا یہان جو سر از انکسار — تو چرخ برین نے یہہ پایا وقار
نہ یہہ رتبۂ شمس ہوتا کبھی — اُٹھاتا گر اُسکی نہ سورج کبھی
کواکب مین سب اِس سخن کی گواہ — کرشمہ ہی اِسکا ہی رخشندہ ماہ
عطارد ہی منشی جہاندار کا — سپاہی ہی مریخ سرکار کا
جو یہان مشتری گرم طاعت ہوئی — تو اُسکو میسر سعادت ہوئی

نہ کیونکر ہو زہرہ کو یہہ فخر و شان — کہ ہی نغمہ سنجان مین جاکر یہان

زحل نے غلامی جو کی اختیار — تو پایا فلک پر بڑا اعتبار

بہ لطف شہنشاہ عالی جناب — فقط دوستان کچھ نہین کامیاب

جو دشمن بھی ہو آنکر عذر خواہ — کرے اُسپہ احسان شہ دین پناہ

شہنشہ کے اوصاف ہین بیشمار — نہین تاب کلک و زبان زینہار

کرے جو بیان وصف شاہ زمن — دعا پر ہی ناچار ختم سخن

یہہ منشی کی ہی آرزو ہر زمان — یہی ہی دعا اُسکی ورد زبان

کہ یارب شہنشاہ شادان رہے — ترا لطف دایم نگہبان رہے

رہے اسکی شمشیر کشورستان — تہ خاک و خون ہو سر دشمنان

جہاندار اکبر بہ نیروے بخت — ہمیشہ جہان مین ہو با تاج و تخت

* کتاب کی تالیف کا سبب *

عزیزان معنی شناس ایکروز — کہ تھا مثل نوروز بہجت فروز

جہم محفل آراستھے ہنگام شب — مہیا تھا سامان عیش و طرب

وہ مجلس تھی رشک بہار چمن — ہر یک لحظہ تھا ذکر شعر و سخن

تواریخ کا بھی جو مذکور تھا — تو پھر ہر کسی نے بیان یون کیا

کہ ہی شاہنامہ تماشا کتاب — عجب نظم دلکش ہی با آب و تاب

وسیلے ہر کسی کو میسر نہین　　یہہ تاریخ فرخ نہیں ہر کہین
توکل کہ مرد سخن سنج تھا　　کیا ترجمہ اُسنے شہہ نامے کا
لکھا نثر میں نسخۂ مختصر　　کہ احوال معلوم ہو سربسر
بہ شمشیر خانی وہ موسوم ہی　　تمام اُس مین احوال مرقوم ہی
یہہ سنکر برادر مرے مہربان　　سخن فہم و دانشور و نکتہ دان
کہ زور آور اُنکا جہان مین ہی نام　　بخلق پسندیدہ مشہور عام
یہہ بولے کہ اے منشی اِس نامے کو　　تم اب ریختہ کی زبان مین لکھو
کرو نظم ترتیب با آب و تاب　　بنام شہنشاہ گردون جناب
وہ سلطان کہ ہی تاج شاہنشہان　　وہ خاقان کہ ہی خسرو خسروان
چراغ شبستان سلطان تمر　　جہاندار بخشندۂ لعل و در
خدا نے جسے شاہ اکبر کیا　　خداوند اورنگ افسر کیا
سنا یہہ سخن جب تو باصد طرب　　وونہیں کرکے شمشیر خانی طلب
ہوا میں دل و جان سے مصروف کار　　لکھی نظم یہہ دلکش و آبدار
بجز فکر اشعار شام و سحر　　نہ تھا مجھکو زنہار فکر دگر
معانی شناسان فرخ نہاد　　سخن آشنایان با دین و داد
ہوئے سنکے اِس نظم کو شادکام　　رہ منصفی سے یہہ بولے تمام

کہ واللہ یہہ نامۂ دلپذیر　　بہت خوب ہی بلکہ ہی بے نظیر

بجا ہی جو ہون اُسپہ گوہر نثار　　کہ ہی یہہ بنام شہ نامدار

مرتب یہہ شہ نامہ جب ہو چکا　　کیا فکر تب سال تاریخ کا

تو پھر ہاتف غیب نے صبحدم　　کہا قصۂ خسروان عجم ۱۲۲۵

* آغاز شاہ نامے کا اور کیومرث کی سلطنت کا بیان *

سخن گوے و روشن دل و ہوشمند　　یہہ کہتا ہی زیر سپہر بلند

ہوا پہلے جو کوئی کشورکشا　　شہ دادگستر کیومرث تھا

سدا کوہ مین تھا وہ ساکن گزین　　بجز چرم پوشاک تھی کچھ نہین

سیامک تھا اُس شاہ کا ایک پسر　　خردمند و بمثل پدر نامور

وہ تھا حسن میں غیرت آفتاب　　عزیز دل شاہ عالی جناب

کیومرث کا دشمن یک دیو تھا　　ارادہ اُسے اُس سے تھا جنگ کا

غرض بچہ اُس دیو کا ایکبار　　پدر سے لگا کہنے ای نامدار

یہہ ہی عرض میری کہ گر حکم ہو　　تو جاؤن کیومرث کی جنگ کو

سنا اُسنے جب یہہ بیان پسر　　تو دیوونکی فوج اُسکے ہمراہ کر

کیا اُسکو وونہیں روان سوے شاہ　　کہ تا ہو کیومرث سے کینہ خواہ

سیامک نے صدم سنی یہہ خبر　　کیا عرض جا کر حضور پدر

دلیر و ہنرمند و اہل تمیز ۔ کیومرث کا جان و دل سے عزیز

کیا شاہ نے اُسکو سردار فوج ۔ روانہ ہوا پھر وہ مانند موج

درند و چرند اور ہر جانور ۔ سدا تھے مطیع شہ نامور

کیومرث کے ساتھ سب دام و دد ۔ روانہ ہوئے وہان سے بہر مدد

جو پہنچا یہہ لشکر تو وہ دیو بھی ۔ ہو آکے شہ کے مقابل تبھی

پئے رزم شاہنشہ نامدار ۔ وہ لایا بہت لشکر دیو سار

ہوا گرم بازار رزم و ستیز ۔ ہوئی ایک برپا وہان رستخیز

زبس گرم کین ہر دلاور ہوا ۔ تو مغلوب دیو و نکا لشکر ہوا

ہوئے دیو عاجز و دو دام سے ۔ خفا زندگی کے ہوئے نام سے

ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ بس ۔ رہی جنگ کی پھر نہ جی میں ہوس

کیومرث کے ہاتھ سے دیو سار ۔ ہوا کشتۂ خنجر آبدار

غرض دیو اور بچۂ دیو بھی ۔ ہوا قتل اور اُسکا لشکر سبھی

کیومرث کی فتح شامل ہوئی ۔ تمنای دل اُسکی حاصل ہوئی

کیومرث شاہ خجستہ خصال ۔ جہان مین رہا حکمران تیس سال

بفر خندہ فالی ہوا بعد ازان ۔ وہ ہوشنگ فرمان روائے جہان

ہوشنگ کی سلطنت کا احوال

ہوا جب کہ ہوشنگ فیروز بخت | بصد فرخی مالک تاج و تخت
جہان پروری اُسنے کی اختیار | کیا عدل و انصاف لیل و نہار
جہان داد سے اُسکے آباد تھا | نہ تھا نام کو غم ہر یک شاد تھا
کیا اور یہہ کام فرہنگ سے | کہ آتش نمودار کی سنگ سے
جب آیا یہہ نور اُسکے پیش نظر | تو شاہ جہاندار فرخ سیر
سپاس خداوند لایا بجا | یہہ ارشاد تاکید سے پھر کیا
کہ آتش ہی نور الٰہی تمام | کرے خلق آتش پرستی مدام
جہاندار نے پھر بایئن نیک | کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
سوئے شہر لایا وہی آب جو | بآئین دلچسپ و طرز نکو
بجز میوۂ و غیر برگ شجر | نہ پوشاک تھی نی خورش بیشتر
نشان اُسنے دی رسم نان و طعام | دل مردمان کو کیا شاد کام
سمور اور سنجاب اور پوستین | کیا اُسنے پیدا بروئے زمین
جہان میں یہہ آہنگری کا ہنر | کیا اُسنے پیدا نہ تھا پیشتر
چہل سال باداد و دانش زنا | جہاندار ہوشنگ فرمان روا
جو عمر اُسکی آخر ہوئی بعد ازان | ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان

طہمورث کی سلطنت کا احوال

وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند　جسے خلق و عالم کہے دیو بند

رعیت نواز اور تھا دادگر　نہ تھا کام جز داد شام و سحر

تمنائے خاطر تھی بہبود خلق　مراد دل بادشہ سود خلق

جو تھے عہد میں اُسکے دانشوران　یہہ اُنسے لگا کہنے شاہ جہان

کہ تدبیر ایسی کرو کوئی اب　کہ ہو خلق کو منفعت روز و شب

پھر آغاز وہان پشم بافی ہوئی　کہ پوشاک مردم کو کافی ہوئی

سیہ گوش اور یوز و شاہین و باز　بہ عہد شہنشاہ گردن فراز

گرفتار مردم ہوئے آنکر　وے دیکھے شکار افگنی سر بسر

شہ خلق پرور کا تھا یک وزیر　خردمند و دانا و روشن ضمیر

وہ قید ایکدن کرکے یک دیو کو　لے آیا حضور شہ نامجو

وہیں دیو غیرت میں آئے تمام　کیا عزم رزم شہ نیک نام

فراہم ہوآئے پئے جنگ شاہ　ادھر سے ہوا شاہ بھی کینہ خواہ

جو سر گروہ دیوؤنکے تھا فوج کا　سو اُس دیو سرکش کا غو نام تھا

صف آرا اُدھر تھے وہ خونخوار دیو　ادھر تھے دلیران کیہان خدیو

بہم جنگ جو ہر دو لشکر ہوئے　ہزاروں جدا تن سے وہان سر ہوئے

وہ غو شاہ کے جب مقابل ہوا　　تو غو کا شہنشاہ قاتل ہوا
یک گرز تو ڑا سر کینہ خواہ　　دکھائی عدم کی وہیں اُسکو راہ
رہے زندہ میدان میں جو اور دیو　　اُنہیں قید کر لیگیا وہ خدیو
پھرا رزم گہ سے جو ہو فتحیاب　　کیا حکم تب شاہ نے یوں شتاب
کرو قتل دیوؤنکو یکدست اب　　لگے کہنے دیوان خونخوار تب
اگر ہووے جاں بخشی ای تاجور　　تو سکھلاویں ہم ایک طرفہ ہنر
پذیرا کیا شہ نے یہہ التماس　　وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس
شہنشہ کو لکھنا سکھایا وونہیں　　وہ حرفونکا پڑھنا بتایا وونہیں
شہنشہ نے سی سال کی داوری　　رہے اُسکے محکوم دیو و پری
پسر تھا جو جمشید طہمورت کا　　ہوا بعد اُسکے وہ فرمان روا

* جمشید کی سلطنت کا احوال *

جہاندار جمشید عالی وقار　　خردمند و دانشور و ہوشیار
خداوند اورنگ سا ہنشہی　　سپہر اور اقلیم فرمان دہی
دلیر و قوی زور و آفاق گیر　　ہر یک شاہ تھا اُسکا فرمان پذیر
شجاعت بہت خوب ہمت بلند　　اور اقبال و دولت سے تھا بہرہ مند
زیادہ تھی فریدوں اُسکا جاہ و حشم　　سدا خالق پر اُسکا لطف و کرم

هنرمند آگاه دل ذو فنون ۔ فراست سے ہر چیز کا رہ نمون
فن پارچہ بافی و کشت کار ۔ کیا شاہ جمشید نے آشکار
خز و خز و دیبا بریشم کتان ۔ زرہ جوشن و تیغ و برگستوان
ہوئے عہد مین اُسکے پیدا یہہ سب ۔ ہوئے اِس جہان مین ہویدا یہہ سب
زراعت کے قابل زمین تھی جہان ۔ اور اُس جا تھا آب روان سو وہان
کیا شہ نے مردم کو مسکن گزین ۔ ہوا ہر کو بھی ہر مکان کا مکین
سزا وار ہر شخص کے ہر مکان ۔ دیا اور کیا حکم یہہ بعد ازان
کہ اب اِس مکان مین زراعت کرو ۔ نہ بے شغل و بیکار ہرگز رہو
یہہ دیوؤنکو ارشاد پھر وہان کیا ۔ کہ تم طرز و نقشہ مکانات کا
سکھاؤ یہان مردمان کو تمام ۔ کہ کرنے لگین سب عمارت کا کام
ہوا جب یہہ حکم شہ نامدار ۔ ہوئے دیو تب وہ نہین مشغول کار
وہ حمام اور قصر و ایوان و کاخ ۔ پناہ گزند و بلند و فراخ
بنائے گچ و خشت اور سنگ سے ۔ طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے
بہت دلکشا اور بہت اُستوار ۔ سراپا لطافت سراپا بہار
پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا ۔ بہ یاقوت و گوہر مزیب کیا
اور اُس تخت پر بیٹھتا تھا مدام ۔ رہے تھا سدا خورم و شادکام

کبھی حکم کرتا وہ یوں دیوؤں کو ۔ بروے ہوا تخت کو لے چلو

غرض دیوؤں کے دوش پر رکھ کے تخت ۔ جہاں چاہتا وہ شہ نیک بخت

پہنچتا وہاں ایک دم میں بشوق ۔ نہ تھا دل میں اندیشۂ تحت و فوق

شہنشہ نے کشتی بھی تیار کی ۔ محیط جہاں میں یہ پہلے نہ تھی

ہر سال کا ہی جو نوروز نام ۔ سو اُسکا ہی موجد شۂ ذوالکرام

جب آتا یہہ نوروز عشرت قرین ۔ تب یک جشن ترتیب کرتا وہ ہیں

مہیا مۓ و نغمہ ہوتا وہاں ۔ غرض عیش کرتا وہ شاہ جہاں

جن و انس و دیو و پری کو تمام ۔ گہر بخشتا خسرو نیک نام

بہ عیش و طرب ہفتصد سال تک ۔ رہا حکمران شاہ زیر فلک

رہی خلق آسودہ و بے خطر ۔ بہت خرم و شاد شام و سحر

نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا ۔ کوئی دردمند و نہ بیمار تھا

نہ تھا کوئی رنجور اُس دور میں ۔ رہی مرگ بھی دور اُس دور میں

جو گذرے برس سات سے اسطرح ۔ کیا ہی بیاں میں نے یہاں جسطرح

تو شہ سے ہوئی عقل و دانش نفور ۔ ہوا شاہ کے دل میں پیدا غرور

یکایک جو اپنی طرف کی نظر ۔ کہ جاہ و حشم ہی مرا اسقدر

تو آیا یہی جی میں جمشید کے ۔ کہ ہمسر ہوں میں ماہ و خورشید کے

بجاہ و حشم زیر چرخ برین　　برابر کوئی اپنے دیکھا نہین
اکابر جو تھے اُنکو کر کے طلب　　یہہ جمشید لایا زبان پر کہ اب
بتاؤ کہ دنیا مین ہی کوئی شاہ　　کہ جسکا سراپر مرے ہووے جاہ
خداوند اورنگ و افسرہون مین　　جہاندار بخشندۂ زر ہون مین
جہان کو کیا مین نے آراستہ　　جہان سے ہوا رنج برخاستہ
خور و خواب و آرام اہل جہان　　یہہ جمعیت خاطر مردمان
نشاط و خوشی نغمہ و جام و مے　　مرے ہی سبب سے ہی ہر ایک شے
جہان مین ہوا مجھسے پیدا ہنر　　نہین کوئی مجھسا شہ نامور
نہین کام مجھکو بجز عدل و داد　　کہ جسسے خلایق ہی آباد و شاد
غرض جبکہ جمشید سے یہہ سخن　　لگے کہنے دانشوران زمن
کہ بس تو ہی بخشندہ و دادگر　　نہین اور تجھسا کوئی تاجور
ولے دل مین سمجھے وہ یزدان شناس　　کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس
ہوا رخصت اب اسکے اقبال و تخت　　نصیبون سے اسکے گیا تاج و تخت
کوئی دنکو دیکھے ہی یہہ روز بد　　ہوئی فرد فرماند ہی اُسکی رد
وہ فرمان بران شہ نامدار　　کنارا لگے کرنے بے اختیار
جدا ہوگئے شہ سے یکبار سب　　غرض آ گئے وہان سے سرداراب

شہنشہ کے دل مین بھی آیا ہراس ۔ وہان اُڑ گئے اُسکے ہوش و حواس

یقین یہہ ہوا بس کہ یزدان پاک ۔ مقرر ہوا مجھسے اب خشمناک

گئی دولت اُس شہ سے منہہ پھیرنے ۔ لگی اُسکو لے دولتی گھیرنے

جہاندار جمشید انجام کار ۔ ہوا بس تباہ و پریشان و خوار

گرفتار قہر الہی ہوا ۔ جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

ملا الغرض خاک مین تخت جم ۔ ہوا جائے ضحاک پھر تخت جم

کہون آگے ضحاک کی داستان ۔ کرون اُسکی اب سلطنت کا بیان

* ضحاک تازی کی سلطنت کا بیان *

سپہدار مرتاش تازی بنام ۔ شہ کامران خسرو ذوالاکرام

کہ تھا تازیان کا وہ فرمان روا ۔ رعیت نوازی مین مشغول تھا

ہزارون بز و اُشتر و گاو و میش ۔ رکھے تھا سپہدار فرخندہ کیش

شب و روز اُن چار پایونکا شیر ۔ غریبونکو دیتا شہ بے نظیر

پسر ایک تھا اُسکا ضحاک نام ۔ جوان و دلیر و بلند احتشام

رکھے اسپ تازی تھا وہ دس ہزار ۔ بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار

حضور اُسکے ابلیس ناراست گو ۔ ہوا حاضر ایکدن بہ شکل نکو

گذارش کئی نقل کی آن کر ۔ کہ دلچسپ اور نغز تھین سر بسر

ولے تھا فریب اُس میں یکسر بھرا ۔ خدع سے سخن کو بھی خالی نہ تھا

میرا تھا ضحاک جو عقل سے ۔ ہوا خرم و شاد اُس نقل سے

لگا کہنے ابلیس سے اور بھی ۔ بیان کر لطیفے بالطف و خوشی

وہ بولا کہ ای شاہ فرخ نہاد ۔ سخن خوب تر اسے ہیں مجھکو یاد

ولیکن مین کہتا ہون اس شرط سے ۔ کہ گر عہد اور قول دے تو مجھے

کہ جو کچھ کہون میں کرے وہی تو ۔ کسی سے نہ یہہ راز کہو ولے کبھو

قسم کھا کے ضحاک نے بس شتاب ۔ دیا اُسکے گفتار کا یہہ جواب

یہہ مذکور کیا جو ترے راز کو ۔ کرون ظاہر ای مرد فرخندہ خو

ہوا جبکہ آپس میں عہد اُستوار ۔ یہہ ابلیس بولا کہ ای نامدار

جو مرتاش تازی ہی تیرا پدر ۔ تو اُسکو شتابی کہیں قتل کر

کہ تو ہی جوان اور ترا باپ پیر ۔ یہہ تجھکو ہی زیبندہ تاج و سریر

یہہ سنکر ہوا دلکو یک اُسکے درد ۔ لگا کہنے اُسے کہ ای نیک مرد

یہہ گفتار تو ناپسندیدہ ہی ۔ نہ میزان دانش مین سنجیدہ ہی

رہ دین و دانش سے جو دور ہو ۔ وہ بیداد کب مجھکو منظور ہو

کہی شاہزادے نے یہہ بات جب ۔ یہہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب

گر اس کام سے تو کرے درگذر ۔ پھرے عہد سے اپنے ای نامور

رہے تیری گردن پہ سوگند بند ‏ ‏ تو ہو خوار اور تجھکو پہنچے گزند

نہ خون پدر اُسکو منظور تھا ‏ ‏ ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا

یہ پوچھا کہ کسطرح کیجیے ہلاک ‏ ‏ بتا کوئی تدبیر بے خوف و باک

لگا کہنے پھر وہ کہ ای نامدار ‏ ‏ یہ کچھ کام مشکل نہین زینہار

کوا ایک اُس شاہ کی راہ مین ‏ ‏ کرون کندہ تا وہ گرے چاہ مین

مکان ایک بیرون دولت سرا ‏ ‏ شہ نامور نے کیا تھا بنا

وہ شہ اُسمکان مین زروئے طرب ‏ ‏ عبادت کو جاتا تھا ہنگام شب

ستمگار ناپاک نے ایک چاہ ‏ ‏ کیا کندہ وو نہین سر راہ شاہ

کیا اُسکو خس پوش پھر سر بسر ‏ ‏ شہ نامور کو نہ تھی کچھ خبر

گیا جب اُدھر کو تو بس راہ مین ‏ ‏ گرا شاہ آزادہ اُس چاہ مین

گئے ٹوٹ اُسکے سر و دست و پا ‏ ‏ ہوا قید ہستی سے دم مین رہا

وہ ضحاک بے رحم و بیداد گر ‏ ‏ سر تخت بیٹھا بجائے پدر

پھر ابلیس بد ذات نے یون کہا ‏ ‏ کہ صد شکر ای شاہ کشور کشا

ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ ‏ ‏ مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ

مری دانش و عقل و تدبیر پر ‏ ‏ عمل تو کرے ہر شب و روز گر

تو ہو بادشہ ہفت اقلیم کا ‏ ‏ خداوند ہو تخت و دیہیم کا

سراسر جہان کی تجھے خوبیان — میسر ہون ای بادشاہ جہان

یہہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ — تملق لگا کرنے شام و پگاہ

نوازش بہت اُسپہ مصروف کی — کلید خورش خانہ پھر اُسکو دی

خوراک اور جز میوہ و نان وہان — نہ تھی اُندنون بہر اہل جہان

خورش خانۂ خسرو نامور — ملا جب کہ اُسکو تو شام و سحر

پکانے لگا نغز و خوشتر طعام — مزہ دار و خوش ذایقہ ہر طعام

وہ تیار کر پیش فرمان روا — کبھی مرغ لاتا کبھی چار پا

پکا ایکدن بیضۂ مرغ وہان — خورشگر جو لایا تو شاہ جہان

ہوا کھاکے اُسکو بہت شادکام — کہ تھا خوشتر و نغز و نیکو طعام

ز روئے طرب شہ نے کی آفرین — یہہ سنکر کیا عرض اُسنے وہین

کہ ای قدردان شاہ فرخ سیر — خورش لاونگا ایسے کل نغز تر

غرض دوسرے روز پھر شاد شاد — حضور جہاندار فرخ نہاد

بصد لطف کبک و تدرو سفید — پکاکے گیا بادل پر اُمید

وہ ضحاک نے جب کہ کھایا طعام — نہایت ہوا خورم و شادکام

ز روئے عنایت کہا یون کہ اب — جو کچھ چاہئے مجھسے تو کر طلب

کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب — کہ ای شاہ ضحاک عالیجناب

مری آرزو ہی یہہ شام و پگاہ — کروں ایک بوسہ سر کتف شاہ

یہہ رتبہ نہیں گرچہ اپنا ولے — اگر شہ کی لطف و عنایات سے

بر آوے مرا مدعا کیا عجب — مجھے کامیابی ہو با صد طرب

یہہ ضحاک بولا کہ ای نیک خو — ترے دل کی بر لاؤں میں آرزو

نوازش سے تجھکو کروں ارجمند — کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند

یہہ کہہ کر دئے کھول کتف اپنے بس — یہی جی مین ابلیس کے تھی ہوس

جو کتف اپنے شہ نے برہنہ کئے — تو شیطان نے اُس پہ بوسے دیئے

دیئے جب کہ بوسے سر کتف شاہ — ہوئے وو ہیں پیدا دو مار سیاہ

یہہ کردار بد کر کے وہان آشکار — نظر سے وہ غایب ہوا نابکار

جہاندار ضحاک حیران ہوا — بہت دل میں اپنے پشیمان ہوا

کیا چارہ دانشوروں سے طلب — لگے کرنے تدبیر و تجویز سب

پر اس درد کا کچھ نہ پایا علاج — کسیکو بھی اسکا نہ آیا علاج

پھر اتنے مین ابلیس پیدا ہوا — بشکل طبیبان ہویدا ہوا

وہ آکر حضور شہ نامدار — لگا کہنے شہ سے کہ ای شہریار

ہوا وہ لکھا جو نصیبوں مین تھا — نہیں دفع ہونی یہہ ہرگز بلا

تمنی زندگی اب تو دشوار ہی — خرد چارہ سازی سے ناچار ہی

ہوا سنکے ضحاک اندوہگین | لگا کرنے فریاد و زاری وو نہین
پہر کہنے لگا پہر ز روے نیاز | کہ ای مرد فرزانہ و چارہ ساز
کسی طرح کچھ چارہ سازی تو کر | شتابی سے عاجز نوازی تو کر
کیا شاہ نے جب بہت انکسار | تو بولا وہ پہریون کہ ای تاجدار
نہین اسے چارا کوئی اور نغز | کہ سانپون کو دے آدمی کا تو مغز
تری جان کو پہر نہ پہنچے گزند | رہے تو نہ پہر اس قدر دردمند
بتایا جو ابلیس نے یہہ علاج | لگا کرنے دایم خداوند تاج

ضحاک کے ہاتھہ ایران کی سلطنت لگنی اور جمشید کا آوارہ ہوکر تنہا زابل مین پہنچنا فقیری کے لباس مین اور پہچاننا اُسکیتین زابلستان کے بادشاہ کی بیتی کا پہر نکاح کرنا اُسکا جمشید کے ساتھہ

یہہ ہر ملک و کشور مین پہنچی خبر | کہ ضحاک شاہنشہ نامور
رکھے ہی دو مار سیہ اپنے پاس | جسے دیکہہ اُڑتے ہیں ہوش و حواس
یہہ ہیبت ہوئی شاہ کی دہر مین | کہ ڈرنے لگے لوگ ہر شہر مین
بزرگان ایران کہ جمشید سے | ہوئے منحرف تھے سو وہ آن کے
ہوئے بیشتر ضحاک جانب سبھی | کہ چست باندھے ہوئے بندگی

بیان کر کے احوال ایران تمام — کیا عرض یون ہی شہ ذو الکرام
اگر فوج سرکار جاوے اُدھر — تو ساتھہ آوے وہ ملک بھی زود تر
یہہ سنکر وہ وہیں لشکر بیکران — کیا شاہ نے ساتھہ اُنکے روان
وہ جمشید بھی آمقابل ہوا — ولے کام دل کچھہ نہ حاصل ہوا
شکست اُسنے کھائی بہنگام جنگ — گریزان ہوا شاہ جم بیدرنگ
جو اقبال اور تخت برہم ہوا — تو جم اور تبہ لشکر جم ہوا
رہا کوئی بھی پھر نہ ہمراہ جم — کسی سمت تنہا گیا شاہ جم
ہوا شاہ ضحاک ایران کا شاہ — ہوا وہ نصیب اُسکے تاج و کلاہ
کئے لوگ ضحاک نے پھر روان — کہا یون شہ جم کو پاؤ جہان
اُسے قید کر کے یہان لاؤ تم — تفحص کنان ہر طرف جاؤ تم
کرون پھر ہر یک کا مین رتبہ فزون — زر و گوہر و لعل انعام دون
ہر یک طرف کے ہر طرفدار کو — گیا وو نہین حکم شہ نام جو
گرلاوے اُسے جو گرفتار کر — رضامند مین اُسسے ہون بیشتر
اور تبہ اُسکا ہو مرے حضور — غم و فکر دنیا رہے دل سے دور
ستمدیدۂ چرخ پر فتنہ جم — شب و روز با خاطر پر الم
ستونئے وادی وکوہ آوارہ تھا — نہایت غریب اور بیچارہ تھا

ہر یک سے چھپاتا تھا وہ آپکو | نہ ہرگز جتاتا تھا وہ آپ کو
پری وار مردم سے پوشیدہ تھا | کہ آفت رسیدہ تھا غمدیدہ تھا
غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم | گیا زابلستان مین شاہ جم
سپہدار کو رنگ زاباں کا شاہ | رکھے ایک تھا دختر رشک ماہ
مہ و مہر سے حسن میں خوب تھی | دلارام و دلدار و محبوب تھی
وہ زلف دوتا اُسکی دام بلا | گرفتار جسکا نہو وے رہا
وہ ابرو تھی یا تیغ بران تھی | وہ مژگان تھی یا آنکہ پیکان تھی
کئے سیکڑوں یک نگہ سے ہلاک | ہزارون ملائے تہ خون و خاک
وہ قامت کہون یا قیامت کہون | قیامت سے بالا وہ قامت کہون
کہون کیا کہ رفتار نے کیا کیا | ہر یک کام پر فتنہ برپا کیا
لبون سے جو کچھ اُسکے ہو آشکار | دم عیسوی سے نہو زینہار
وہ چشم اُسکی خون ریز مردم مدام | ہوئی جس سے ترکونکی ترکی تمام
سوا خوبی و حسن کے وہ صنم | نہ مردون سے تھی کچھ شجاعت میں کم
ہنر پہلوانی کے تھے اُسکو یاد | وہ تھی پہلوانی مین بھی اوستاد
جو درپیش آجاوے بھی کوئی جنگ | تو بیخوف واللہ بس بیدرنگ
پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ | پئے رزم جاتی دلیرانہ وہ

برس پندرہ کی تھی وہ دل ستاں — خردمند و دانشور و نکتہ دان

جوان تھی و لیکن بہ تدبیر پیر — شعور و فراست مین تھی بے نظیر

اُسی سال مین جو منوں چہر شاہ — طرف زابلستان کے لایا سپاہ

تو تدبیر سے اُسکے بدخواہ پر — شہ زابلستان نے پائی ظفر

دلیر و ہنرمند و صاحب جمال — جہان مین تھی وہ دلربا بے مثال

بہت اُسکے شاہان طلبگار تھے — بہ نقد دل و جان خریدار تھے

و لے باپ کو اُسکے انکار تھا — کسیکو وہ دیتا نہ زنہار تھا

یہہ عہد و مواثیق تھا ہمدگر — کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھ کر

رکھے وصال کی اپنے جی میں ہوس — خوشی سے وہ ہم بستر اُسکے ہو بس

زن عاقل یک دایہ تھی دخت کی — کہ انجم شناس و خردمند تھی

سو اُس دایہ نے ایکدن دخت کو — کہا تھا کہ ای دخت فرخندہ خو

ترے مین نے دیکھے جو طالع تو ہان — ہوا یون عیان مجھکو راز نہان

کہ تو ہووے ہمخوابۂ شاہ جم — اور اُسسے ہو یک طفل فرخ شیم

یہہ سنکر نوید مسرت فزا — بہت شاد تھی جی میں وہ دلربا

کہا تھا یہہ دایہ نے جاکر شتاب — حضور شہنشاہ والا جناب

یہہ مژدہ سنا جو سنایا مجھے — خبردار کر راز پوشیدہ سے

بغرض اِس سبب سے وہ شاہ زمن — نہ سنتا تھا خواہشگرونکا سخن
وہ جم اِتفاقاً وہان جو گیا — سر راہ یک باغ تھا شاہ کا
اور اُس باغ مین تھی وہ دلدار بھی — جو دن رات جم کی طلبگار تھی
یہہ تھی آرزوئے دل شاہ جم — کہ اِس باغ مین جاکر اب کوئی دم
ذرا جی کو بھی اپنے بہلائیے — صبا کی طرح سیر کر آئیے
ولے حاجبون نے نہ جانے دیا — وہ ناچار و مجبور سا رہ گیا
ہوا جو خوش آئی تو بیرون باغ — وہ ٹھہرا ذرا با دل داغ داغ
تلے یک شجر کے گیا بیٹھ جم — کہ ہو دور دل سے غبار الم
کسی کام کے واسطے ناگہان — کنیز اُس پری رو کی آئی وہان
پڑی اُسکی جمشید پر جو نظر — تو حیران ہوئی بس اُسے دیکھکر
عیان جم کی صورت سے تھی نیکوئی — درخشندہ تھی شوکت خسروی
یہہ پوچھا کہ تو کون ہی ای جوان — عیان کر تو مجھسے یہہ راز نہان
دیا اُسکو جمشید نے یہہ جواب — کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
کہون کیا کہ رکھتا تھا دولت عظیم — بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
پر اب گمرہ بخت برگشتہ ہون — خراب و پریشان و سرگشتہ ہون
مجھے خواہش بادۂ ناب ہی — کہ دل رنج سے رہ کے بیتاب ہی

خداوند سے باغ کے لا شتاب ‏ مرے واسطے تو سہ جام شراب

کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور ‏ ذرا کلفت راہ ہو دل سے دور

پرستار نے جب سنا یہہ سخن ‏ گئی باغ میں پیش رشک چمن

کہا یہہ کہ ای بانوئے مہربان ‏ در باغ پر ایک آیا جوان

اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہی پر ‏ رخ خوب اُسکا ہی رشک قمر

اُسے اور ہرگز نہیں کچھ ہوس ‏ سہ جام مے لعل چاہے ہی بس

پرستار سے سنکے وصف جوان ‏ لگی کہنے وہ دختر دلستان

کہ اُسنے تو بس صرف چاہی شراب ‏ وے اُسکو پہنچاؤنگی مین شتاب

مے لعل اور شاہد دلنواز ‏ سرود و دف و چنگ عشرت کا ساز

یہہ کہکر اُتھی بس وہ سرو روان ‏ پرستار کے ساتھہ آئی دوان

در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر ‏ تو صورت کو جمشید کی دیکھہ کر

یہہ سمجھی وہ نہیں وہ بت دلستان ‏ کہ ایرانیو نمین سے ہی یہہ جوان

ہوا زرد غم سے رخ لالہ رنگ ‏ طرح غنچہ کے ہی یہہ جی سے بہ تنگ

اثر کر گیا عشق جمشید کا ‏ گرفتار اُلفت ہوئی دلربا

لگی پوچھنے یون کہ ای خستہ حال ‏ گرفتار تشویش و رنج و ملال

تو بیٹھا ہی کیون اب بزیر شجر ‏ تو ٹھہرا ہی کیون سائے میں آنکر

مگر اس کنیزک پہ مایاں ہوا | اسیر محبت ترا دل ہوا
پس اب دیکھکر اس پرستار کو | مجھے یاد کی آئی ای نیک خو
اگر تجھکو ہی آرزوئے شراب | تو اس باغ مین ای جوان آشتاب
کیا جب طلب اسنے جمشید کو | تو سو جا یہہ جمشید فرخندہ خو
اگر جاؤن بیٹھ بہت نوجوان | مبادا بلا کوئی آوے یہان
کیا جم نے جالے میں آخر حذر | ولیکن یہہ بولی حذر کچھ نکر
پدر ہی مرا شاہ زابلستان | مین اسکی ہون یک دختر دلستان
رکھے جان سے ہی گرامی مجھے | بہت پاس خاطر ہی میرا اسے
سمجھے ہی یہہ پروانگی روز و شب | جسے چاہون اسکو کرون مین طلب
غرض شوق سے تو یہان آشتاب | کہ ناہید بھی ہی اور سرود و شراب
سنا تھا یہہ جمشید نے پیشتر | کہ یہہ دخت ہی رشک شمس و قمر
اور اب اسکو دیکھا تو شیدا ہوا | اثر عشق کا دل مین پیدا ہوا
گیا باغ مین شاہ جم بس وہین | ہوئی شاد و خرم بہت نازنین
شہ جم کے رکھہ ہاتھہ مین اپنا ہاتھہ | خرامان چمن مین ہوئی اسکے ساتھہ
گئی سیر کرتی وہ یک حوض پر | ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر
کنیزان گل چہرہ آئین وہان | ہوئین جم کے آگے وہ سجدہ کنان

بحکم پدر پرو بہ مشک و گلاب شہ جم کے پھر پانون دھوئے شتاب
کیا شیشہ و جام پھر وہان طلب ہوا دور عیش و نشاط و طرب
کہا نازنین نے کراب بید رنگ پلاؤ اُسے بادۂ لالہ رنگ
جو حکم اُس پری چہرے نے یہہ کیا تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
کئے نوش جم نے پیاپی سہ جام ہوا دور اندیشہ دل سبے تمام
برسم شہان جو ہوا بادہ کش پہر کہنے لگی جی مین وہ حور وش
کہ ہی یہہ جوان بیگمان بادشاہ کیا چرخ نے لیکن اُسکو تباہ
کہا پھر یہہ جمشید سے ای جوان رہ دور سے اب تو آیا یہان
ترے واسطے ہووے حاضر طعام وہ بولا کہ تم مجھکو دو اور جام
لگی کہنے پھر یون وہ رشک قمر تجھے خواہش بادہ ہی اسقدر
کہ جز بادہ تو کچھ نہین چاہے اور نظر آئے مجھکو عجب تیرے طور
دیا شاہ جمشید نے یہہ جواب کہ ہی بیشتر مجھکو میاں شراب
و لے گر نپاؤن نہ بیتاب ہون نہ بے صبر بن بادۂ ناب ہون
عجب چیز ہی بادہ ای نازنین کہ دل سے کرے دور کلفت وونہین
دل تیرہ کو روشنائی ہی می جسے کوفت ہو مومیائی ہی می

کرے بادہ گلگون رخ زرد کو ‎ ‎ کرے مرد یک پل میں نامرد کو
جو ہو پیر فرتوت بھی بادہ کش ‎ ‎ تو ہوئے جوانی ہوا ای حورروش
خورش کے مزے کو زیادہ کرے ‎ ‎ غم دل کو بس دور بادہ کرے
کرے رفع سب ماندگی ہائے تن ‎ ‎ لگے می سے خوشتر بہار چمن
زبس مجکو تھی راہ کی ماندگی ‎ ‎ تمنا ہو ئی بادۂ ناب کی
کہا جب فصاحت سے جم نے سخن ‎ ‎ گمان لے گئی تب وہ رشک چمن
کہ جمشید شاہ جہان ہی یہی ‎ ‎ جہاندار شاہ شہان ہی یہی
لگی کہنے پھر جی میں یون داستان ‎ ‎ کہ کیونکر یقین ہو میرا یہہ گمان
یکایک یہہ خاطر میں گذرا کہ اب ‎ ‎ شبیہہ شہ جم کرون مین طلب
کسی سے کہا یون کہ لاؤ شبیہہ ‎ ‎ مرے باپ سے لا دیکھاؤ شبیہہ
پھر اتنے میں گلشن کی دیوار پر ‎ ‎ پڑی اُس پری چہرہ کی جو نظر
تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہین دو ‎ ‎ ملا کر بہم اپنی منقار کو
کوئی شوق سے جیسے بیدرد وغم ‎ ‎ ملاوے لب یار سے لب بہم
وہ دونون تھے سرگرم ناز و نیاز ‎ ‎ اُدھر سے نیاز اور اِدھر سے تھا ناز
جو یون دیکھے دونون کبوتر بہم ‎ ‎ تو کچھ شرم سے آگئی پیش جم
طلب کرکے پھر وہ نہین تیر و کمان ‎ ‎ لگی کہنے جمشید سنیے یون کہ ہان

تو فرماوے ان مین سے اسدم جسے کرون صید اُسکو مین یک تیر سے

شہ جم یہہ بولا کہ ای ناز نین جہان مرد ہو وہان یہہ لازم نہیں

کہ زن پیشدستی کرے وقت کار نہ کر پیشدستی تو اب زینہار

اگر لاکھہ زن ہو شجاع و دلیر قوی اپنے نزدیک ہو مثل شیر

ولے ہمسری مرد سے کیا کرے کرے ہمسری گر تو بیجا کرے

کہ زن زن ہی آخر کو اور مرد مرد شعور زنان پیش مردان ہی گرد

دلیری و تدبیر و زور و ہنر رکھے مرد ہی زن سے یان بیشتر

حوالے میرے کر یہہ تیر و کمان ہنر دیکھہ میرا تو ای دلستان

یہہ سنکر پری رو ہوئی شرمگین عرق آگیا چہرے پر بس وہین

ولے دل میں افزون محبت ہوئی زیادہ شہ جم کی اُلفت ہوئی

کمان ہاتھہ سے آگے جم کے رکھی کیا عذر بھی اور بہت عاجزی

کہا پھر یہہ جم نے کہ ای نیک خو کرون گر ہدف تیر کا مادے کو

تو پھر دل جسے چاہے اُس زنکو لون بصد شوق ہم بستر اپنا کرون

مراد اس سخن سے تھی وہ رشک ماہ کہ ہووے ہم آغوش جمشید شاہ

پر پرو بھی اِس رمز کو پا گئی یہہ بات اُسکے بھی دھیان مین آگئی

کمان سے ہوا تیر جب دم رہا ۔ گری مادہ بسمل ہو نر اُڑ گیا
پھر اک دم میں بیٹھا وہاں آنکر ۔ کہ بیٹھا ہوا تھا جہاں پیشتر
وہ پر زور تھی نازنین کی کمان ۔ کہ زابل میں تھے جس قدر پہلوان
کوئی کھینچ سکتا تھا اُسکو نہین ۔ ولے جم نے کھینچا تو وہ نازنین
لگی کہنے جی مین کہ کیا احتیاج ۔ شبیہ شہ جم جو دیکھوں میں آج
ہوا بس یقین یون کہ جمشید ہی ۔ نہ ابر پوشیدہ خورشید ہی
غرض قوت و زور جم دیکھکر ۔ ہوئی آفرین خوان وہ رشک قمر
طلبگار جم کی ہوئی دل سے بس ۔ ہوئی وصال کی اُسکے جی میں ہوس
تصور میں جم کے پیا پھر شتاب ۔ پری چہرہ نے ایک جام شراب
شہ جم سے پھر آپ ایکر کمان ۔ یہہ کہنے لگی وہ بت دلستان
کبوتر جو بیٹھا ہی پھر آن کے ۔ نشانہ کرون تیر کا گر اُسے
تو جس مرد فرخ پہ مایل ہو دل ۔ ملاقات کا اُسکی سایل ہو دل
مرا وہ بہم آغوش ہو شوق سے ۔ کرون اُسکو ہمخواب میں ذوق سے
یہہ اِس گفتگو سے تھی اُسکی مراد ۔ کہ ہو حضرت جمشید فرخ نہاد
سمجھہ یہہ گیا شاہ جم بھی وہ نہین ۔ کہ میری طلبگار ہی نازنین

کہا اُسنے یہہ ماجرا یک قلم | نگہہ کی جو ہیں دایہ نے سوے جم
لیا جم کو پہچان اور یون کہا | کہ ای دختر ہوش دلربا
جو دیکھا تھا طالع میں تیرے سواب | ہوا آشکارا بالطاف رب
طلبگار تھے جسکے سو ہی یہی | شہ جم شہ نامجو ہی یہی
نہ کر دیر ہو وصل سے کامیاب | خوشی سے ہو ہم بستر اسکے شتاب
وہ دختر کہ تھی عاشق روے یار | رکھے تھی تمناے بوس و کنار
سنا اُسنے دایہ سے جب یہہ سخن | ہوئی اور دیوانہ وہ سیمتن
اور اپنے ہوئی دل میں خوش بیشتر | کہ معشوق مطلب ہوا جلوہ گر
یہہ دایہ سے بولی جو تو نے کہا | ز روے کرم راست لاوے خدا
پھر اتنے میں وہان جم کی آئی شبیہ | وہ دایہ کو اُسنے دکھائی شبیہ
جو صورت سے جم کی مقابل ہوئی | تو بس باعث فرحت دل ہوئی
شہ جم کو دایہ نے پھر دی شبیہ | اور اُسنے وہ اپنی جو دیکھی شبیہ
تو اورنگ و دیہیم کو یاد کر | دل پر الم سے کیا نالہ سر
لگا کھینچنے آہ پھر شہریار | ہوئے دیدۂ زار بھی اشکبار
پری رونے دیکھا جو یہہ حال جم | تو پوچھا کہ کیون تونے کی چشم نم

یہہ صحبت ہی اُسجدپ و بزم طرب پھر اسوقت گریے کا کیا ہی سبب

گیا کس طرف ہای تیرا خیال مگر ہم سے کچھ تو نے پایا ملال

یہہ کہنے لگا جم کہ ای گل عذار جو دنیا مین ہنیں عاقل و ہوشیار

ستمدیدگان کے وہ احوال پر غم و درد سے نالہ کرتے ہیں سر

سوئے پریان کی جو مین نے نگاہ تو دیکھی شبیہ جم ای رشک ماہ

مجھے یاد آیا وہ جاہ و حشم بزرگی و اورنگ و تاج و علم

لگا رونے جون ابر بے اختیار رہا کچھ نہ دل مین شکیب و قرار

کیا جور چرخ ستمگر نے ہائے کیا ظلم اِس سفلہ پرور نے ہائے

کیا شاہ جمشید کو یون تباہ لیا چھین یکدست تاج و کلاہ

جہان مین کیا شاہ ضحاک کو دیا تاج و تخت ایک ناپاک کو

وہ مار سیہ جسکے ہیں کتف پر وہ صورت مین ہی دیو سے بھی بتر

نہیں کچھ خبر شاہ جمشید کی نہیں حال سے اُسکے کچھ آگہی

کہ اب ہی وہ برگشتہ اختر کہان بجز نام اُسکا نہیں کچھ نشان

خدا جانے جیتا ہی یا مر گیا ہوا اُسکا احوال کیا جانے کیا

کہین ہی آسیر بلائے بزرگ ہوا یا کہین لقمۂ شیر و گرگ

یہہ قصہ بیان جب کہ جم نے کیا تب اُس دخت دایہ نے جی مین کہا

کہ ہی آپ یہہ جسم شہ نامجو — و لیکن چھپاتا ہی اب آپ کو

کنیزون کو یکسر کیا وہان سے دور — رہی دایہ اور وہ بت رشک حور

کہا پھر یہہ خلوت مین ہی تو ہی جسم — نہ پوشیدہ رکھہ ہم سے جانے ہین ہم

کہا مین نہین جسم وہ بولی کہ ہان — یہہ کہتی ہی کیا پیکر پرنیان

شہ جسم یہہ بولا کہ ای دل ستان — مرا یا غلط ہی یہہ تیرا گمان

مجھے جسم جو سمجھے ہی تو مہ جبین — مگر کوئی ہم شکل ہو تا نہین

تملق بہت نازنین نے کیا — و لیکن یہہ انکار کرتا رہا

بہت کر کے پھر عجز اور انکسار — یہہ بولی کہ ای خسرو نامدار

کریگا تو انکار گر لاکھہ پر — کرونگی مین تجھہ سے نہ اب درگذر

کہ تجھکو لیا مین نے پہچان اب — تو مت جان تک مجھکو انجان اب

بہانہ جو کرتا ہی تو بار بار — نہین جاویگا پیش کچھہ زینہار

یہہ دایہ جو بیٹھی ہوئی ہی یہان — خبردار ہی راز اختر سے ہان

ترے وصل کا مجھکو مژدہ دیا — اور اس راز سے مجھکو واقف کیا

کہ تجھسے خدا دے مجھے اک پسر — یہہ سکار شب و روز و شام و سحر

تری ہی تمنائے دیدار تھی — دل و جان سے تیری طلبگار تھی

تری شیفتہ ایک مدت سے ہون — گرفتار غم تیری الفت سے ہون

نہ آرام جان ہی نہ کچھ مجھ کو تاب ۔ نہ دل مین شکیب اور نہ آنکھو نمین خواب

خدا سے یہہ چاہون تھی ای نام جو ۔ کسی طرح تیری ملاقات ہو

غرض آخرکار لایا ادھر ۔ میرا جذبۂ دل تجھے کھینچ کر

غنیمت سمجھہ تو مرے وصل کو ۔ کہ تجھہ سے ہوئی آپ مین کام جو

وہ محبوب ہون اور ہون دلستان ۔ کہ مجھہ پر کرے جان فدا اک جہان

بہت شاہ میرے ہوئے خواستگار ۔ نہ اقبال مین نے کیا زینہار

کہ تجھہ پر دل زار دیوانہ تھا ۔ تیرے عشق مین سب سے بیگانہ تھا

تو مجھہ سے دلارام و دلدار سے ۔ پری چہرہ و ماہ رخسار سے

نہ ہو شوق سے گر ہم آغوش اب ۔ تو صد حیف ہی اور برا ہی غضب

جدائی کے ہون درد سے بیقرار ۔ خدا کے لئے مجھہ سے ہو ہمکنار

نہیں تو کرون اپنے سینے کو چاک ۔ کرون آپ کو ایکدم مین ہلاک

یہہ کہکر لگی رونے بے اختیار ۔ زبان پر یہہ لائی کہ ای نامدار

مقرر ہی تو جو مجھے ہی یقین ۔ تو اقرار کرتا بھلا کیون نہیں

یہہ دل تجھہ پہ صدقے کرون بلکہ جان ۔ تو کر مجھہ سے راز نہفتہ عیان

جو کچھہ راستی ہی سو وہ بات تو ۔ رکھے کیون ہی پوشیدہ ای نامجو

کیا دخت نے جب بہت انکسار ۔ یہہ کہنے لگا تب شہ نامدار

مجھے راستی سے نہ کیون ہو حذر — کہ رکھتا ہون دو چیز کا مین خطر

مخالف مرا ایک تو سخت ہی — مرا دشمن جان وہ کم بخت ہی

خبر اُسکو پہنچے نمبادا کہین — اور آجاوین لوگ اُسکے ای نازنین

مجھے دوسرے تجھسے اندیشہ ہی — کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہی

نہین ہی پسندیدۂ عاقلان — کہ زن سے عیان کیجیے راز نہان

پھر سنکر لگی کہنے وہ گلعذار — کہ ہر زن نہین بیوفا زینہار

قسم ہی مجھے اب تری جان کی — قسم ہی مجھے اپنے ایمان کی

کہ بدخواہ تیری نہین زینہار — دل وجان سے ہون مین تری دوستدار

نہ کر خوف و اندیشہ ای نامور — سمجھ اس مکان کو نہ جائے خطر

پھر جب درمیان آئی قول و قسم — تو ایمن ہوا بس وہ ہمین شاہ جم

کہا جم نے پھر قصہ اپنا تمام — کیا ظاہر آگے پریوش کے نام

پری چہرہ لے ہاتھ مین جم کا ہاتھ — طرف قصر کے لے گئی اپنے ساتھ

کیا جاکے آراستہ تخت زر — ہوئی ساتھ جمشید کے جلوہ گر

بندھا عقد جس طرح آئین تھی — ادا کی جو رسم و رہ دین تھی

ہوئے عہد و پیمان جو محکم بہم — ہوا ساتھ گلرو کے پیوند جم

ہوئے عقد پر تخت و دولت گواہ — ہوئی شہ کی منکوحہ وہ رشک ماہ

سر مسند زرین ہوئی جائے خواب ہوا اتصال مہ و آفتاب
ہوئی بے حجابانہ وہ ہم کنار عجب رنگ کی اُسگھڑی تھی بہار
ہوا چہرہ افروز رنگ مراد نشانے پہ بیٹھا خدنگ مراد
وہ باہم لگے عیش کرنے مدام مئی وصال کے وہ لگے پینے جام
کئی روز گذرے کہ وہ سیمبر بہت کم لگی آنے پیش پدر
تو کرنے لگا اُسکی وہ جستجو کسی نے خبر دی کہ وہ ماہ رو
ہوئی یک جوان سے گرفتار اب رہے ہی ہم آغوش وہ روز و شب
یہہ سنتے ہی بس وہ ہوا خشمگین اور آئی وہ جب دختر نازنین
تو چین برجبیں ہو کے از روے خشم لگا کہنے اُسے کہ ای شوخ چشم
ہوئی اِس قدر ہای بیباک تو اُوڑانے لگی سر بسر خاک تو
کیا چاک اب شرم کا پیرہن لیا جامۂ بےحیائی پہن
کیا راز کو ہم سے تونے نہان ولے رنگ روسے ہی تیرے عیان
وہ تھی حاملہ اُن دنوں گابدن ہوا از رد تھا روے رشک چمن
کیا عرض اُسنے کہ سن ای پدر دیا تونے تھا حکم یہہ پیشتر
کہ پیاسہ جسے اُسکی ہمخواب ہو سو لائی عمل مین بطرز نکو
ولے شششہ[illegible] ننگ تو آرا[illegible] رہ ننگ سے منہ کو موڑ [illegible]

دکھا میں نے ناموس یکسر نگاہ　　کیا جفت وہ شاہ عالم پناہ

جہان مین نہیں جسکے ہمسر کوئی　　نہیں جاہ مین اُس سے برتر کوئی

پھر دایہ نے بھی عرض شہ سے کیا　　شہا مین نے تجھکو جو مژدہ دیا

بفضل خدا اُسنے پایا ظہور　　ہوا جاوہ گر مہر مقصد کا نور

شہ جم یہان آگیا ناگہان　　ہوئی حاملہ اُسسے یہہ داستان

سنی دایہ سے اُسنے یہہ بات جب　　شہ زابلستان ہوا شاد تب

یہہ بولا کہ خوش مژدہ تونے دیا　　مرے دلکو مسرور شادان کیا

یہہ ہی یاوری بخت کی سربسر　　ہوا جو گذر شاہ جم کا ادھر

مقرر اُسے باندھ کر صبحگاہ　　روانہ کرون سوے ضحاک شاہ

کہ ہو مجھسے خوشنود وہ شہریار　　فزون ہو میرا عز و جاہ و وقار

مجھے لطف سے اور اقلیم دے　　در و لعل بخشے زر و سیم دے

یہہ سنکر وہ دلدار رونے لگی　　اور بے صبر و بیتاب ہونے لگی

یہہ بولی کہ ای خسرو نامجو　　تو جور و تعدی کے درپی نہو

روا رکھہ نہ خونریزی شاہ جم　　میری جان پر تو نکر یہہ ستم

جو لے اپنے کشور میں آکر پناہ　　دغا ساتھہ اُسکے ہی بیداد آہ

اُٹھا اپنے دل سے ذرا یہہ خیال　　نہ لے اپنی گردن پہ ناحق وبال

سدا تخت و دیہیم رہتا نہیں ۔ ہمیشہ زر و سیم رہتا نہیں

نہ اپنا سمجھ ملک و دیہیم کو ۔ سمجھ خاک لعل و در و سیم کو

نہ بیچارے پر جور و بیداد کر ۔ خداوند جان آفرین سے بھی ڈر

گزند غریبان نہ کر تو پسند ۔ نہ بدنام ہو ای شہ ارجمند

تو جمشید کو مجھسے مت کر جدا ۔ وگر نے میرے تن سے کر سر جدا

یہہ کہکر وہ روتے لگی زار زار ۔ فغان بس لگی کرنے بے اختیار

ہوئی بسکہ گریہ کنان نازنین ۔ تو رحم آگیا باپ کو پھر وہین

یہہ بولا کہ ای دخت والا تمیز ۔ مجھے ہی بہت تیری خاطر عزیز

تو خاطر کو رکھ جمع شام و سحر ۔ کہ اِس کام سے مین نے کی درگذر

اذیت نہ جم پر رکھونگا روا ۔ نہ ہرگز گزند اُسکو پہنچاؤنگا

اُسے بانٹ دون ملک و مال و سپاہ ۔ زیادہ کرون عز و توقیر و جاہ

یہہ کہہ جا کے میری طرف سے شتاب ۔ کہ ای بادشاہ ثریا جناب

سحر میں بھی آؤنگا تیرے حضور ۔ غم و فکر کو دل سے رکھنا تو دور

ہوئی شاد وہ دختر دلستان ۔ گئی پیش جمشید وہ وہین دوان

سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا ۔ دل شاہ کو مطمئین وہان کیا

فروزان ہوا جبکہ نور سحر ۔ ہوا مہر رخشندہ تب جلوہ گر

گیا پیش جم شاہ زابلستان جھکا کر سر اپنا سر اُسنے وہان
کہا یون کہ ای شاہ عالی تبار نہو بد گمان مجھسے اب زینہار
یقین جان تو جب تلک زندہ ہون یہہ دختر کنیز اور مین بندہ ہون
نہ دینا کچھ اندیشہ کو دل مین راہ کہ خدمت میں حاضر ہون شام و پگاہ
دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر ولے جی مین جمشید کے تھا خطر
یہی قصد تھا یہانسے ٹل جائے ملے جب کہ قابو نکل جائے

بھاگنا شاہ جمشید کا زابل سے ہندوستانکی طرف اور
گرفتار ہونا اُسکا درمیان راہ کے ضحاک تازیکے
لوگون کے ہاتھہ پھر قتل ہونا اُسکا ضحاک کے روبرو

بہت دن رہا شہر زابل میں جم ولے دکھ تھا اُسکے آرام کم
وہ دلدار تھی رات دن اُسکے پاس وہ تسپر بھی رہتا تھا دایم اُداس
رہے تھا شب و روز اندیشہ مند کہ پہنچے مبادا یہان کچھ گزند
کسی نے کہا ای شہ بے نظیر یہہ چاہین ہیں یہاںکے امیر و وزیر
کہ تجھکو پکڑ کے بحال تباہ روانہ کرین سوے ضحاک شاہ
نہین تو وہ لشکر ادھر بھیج کر کریگا تبہ ملک کو سر بسر
ہوا جب خبردار اِس بات سے گریزان ہوا جم کسی گھات سے

وہ ازاں سے جاکر سوے چین گیا ولیکن وہاں بھی بہت کم رہا
وہاں سے سوئے ہند راہی ہوا بیابان نورد تباہی ہوا
جو گھبرا گیا راہ کی رنج سے گیا بیٹھ سائے مین اس مہل کے
وہ از بسکہ تھا اپنے جی سے بہ تنگ لگا بخت ناساز سے کرنے جنگ
کہ ای بخت کم بخت کیا جور ہی یہ مانا یہ بھی ظالم کوئی طور ہی
خراب اور آوارہ مجھکو کیا ملا خاک مین ہائی تو نے دیا
ہوا پھر مخاطب بسوئے فلک کہ ای چرخ بیداد یہ کب تلک
کہاں تک پھروں میں تباہ و خراب کہاں تک رہون ہائے بے صبر و تاب
یہ ناسازی بخت ہی سر بسر کہ سرگشتہ یون ہون مین شام و سحر
عدم سے میں آتا نہ ہستی مین کاش نہ ہوتا مجھے یہ غم جان خراش
یہ کر یا ہوا زاری و آہ جسم ہوا سے ذرا سو گیا ایک دم
اُسے آگیا خواب اور ناگہان ہوا فتنۂ خفتہ بیدار وہان
اجل بھی کمی گاہ مین تھی کہین سو وہ آگئی اُسکے سر پر وہین ۔
غرض ایک ضحاک کا ایلچی کہ ساتھ اُسکے تھوڑی سی تھی فوج بھی
وہ تھا سوئے خاقان چین رہ سپر کہین اتفاقا جو گذرا اُدھر
شہ جم کو پہچان اُسنے لیا گرفتار بس وہ ہیں اُسکو کیا

بحال پریشان و بند گران　　گیا سوئے ضحاک جم کو روان

کسی کا نہین یہہ جہان دوستدار　　کسی کا نہین چرخ گردندہ یار

عبث ہی جو دولت پہ بھولے کوئی　　طرح گل کے شادی سے پھولے کوئی

کہ دولت بھی ہی آہ ناپایدار　　نہ دنیا کو ہی کچھ ثبات و قرار

ذرا دیکھنا حال جمشید شاہ　　کہ تھا چرخ پر جسکا تاج و کلاہ

ہوا وہ گرفتار زنجیر و بند　　اُسے چرخ گردان سے پہنچا گزند

خبر سنکے بولا یہہ ضحاک شاہ　　کہ یہان جم کو لاؤ بحال تباہ

گیا جب کہ جم آگے ضحاک کے　　پس پشت تھے ہاتھہ دونون بندھے

فقط پانون مین کچھہ نہ زنجیر تھی　　بندھی تھی رسن اُسکی گردن مین بھی

الم سے تمام اُسکا چہرہ تھا زرد　　گرفتار خواری تھا وہ نیک مرد

اُٹھاتا نہ تھا شرم سے سر وہان　　اور آنکھون سے تھے اُسکے آنسو روان

خوشی سے وہ ضحاک بیداد گر　　ہوا خندہ زن حال یہہ دیکھکر

لگا کہنے ظالم یہہ جمشید سے　　فزون تھا ترا جاہ خورشید سے

پر اب اِس طرح کیون ہوا خوار تو　　خرابی مین کیون ہی گرفتار تو

ہوا کس لئے تجھسے برگشتہ بخت　　کہان ہی ترا اب وہ دیہیم و تخت

کہان پادشاہی و تاج و علم　　کہان لشکر و فوج و جاہ و حشم

کہان حکم رانی کہان گیر و دار — کہان وہ تری رسم و آئین کار
جواب اُسکو جمشید نے یہہ دیا — کہ مجھسے نصیبا جو یون پھر گیا
تو بیجا ہی اِس بختیاری پہ ناز — عبث ہی پھر اِس تاجداری پہ ناز
نہ مغرور دولت پہ ہو اسقدر — ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر
تجھے بھی یہہ پیش آئیگا ایکدن — رہینگے نہ تیرے سدا نیک دن
کریگا فلک تجھکو خوار اِس طرح — کہ دیکھے ہی تو مجھکو اب جسطرح
لگا کہنے پھر یون وہ بیداد گر — کہ کھینچون تجھے اِس گھڑی دار پر
کرون یا قلم سر کو شمشیر سے — پروؤن ترے تن کو یا تیر سے
ذرا کہہ کہ ہی کیا تری آرزو — وہ منظور ہی جو کہے مجھسے تو
یہہ گفتار سن کر لگا کہنے جم — کہ اسوقت مجھکو نہیں کچھ بھی غم
قضا نے یہہ چاہا تو کیا خوف و باک — تو جسطرح چاہے مجھے کر ہلاک
یہہ ضحاک نے پھر کسیکو کہا — کہ چیر و اِسے ایک آرا منگا
وہ دو تختے لایا اور اک آرا بھی — شہ جم کو تختے سے باندھا تبھی
پھر آرے سے چیرا اُسے بس وہان — ہوئے ایک جسم سے دو پیکر عیان
جہان سے عبث ہی اُمید وفا — کہ بے مہر ہی اور سراپا جفا
نہ دور فلک کا ہی کچھ اعتبار — کہ پھرتا رہے ہی یہہ لیل و نہار

جو ہوا رجمند اُسکو یہہ چرخ دون — کرے آخرکار یون سرنگون

ہریک دم ہی موجود یہان سازمرگ — سدا گوش زد ہی بس آواز مرگ

خبر یہہ گئی سوے زابلستان — ہوا قتل جمشید شاہ جہان

جب اُس نازنین کو یہہ پہنچی خبر — تو رنج والم سے ہوئی نوحہ گر

نہ آنکھونمین خواب اور نہ دلمین قرار — لگی رہنے بیتاب لیل و نہار

اُسے کام تھا اشکباری کے ساتھہ — سدا شغل تھا آہ و زاری کے ساتھہ

نہ تھی آشنا وہ خور و خواب سے — وہ بیگانہ تھی صبر اور تاب سے

اُٹھایا بہت اُسنے بیداد دہر — پھر آخر کو وہ مرگئی کھاکے زہر

دو ہمشیرہ تھین شاہ جم کی کہین — اُنہیں لوگ لائے پکڑ کے وہین

کہے خلق تھی ایک کو شہریار — اور اُس دوسری کا تھا نام ارنوار

اُنہین شاہ ضحاک نے کر طلب — رکھا اپنے گھر میں بہ لطف و طرب

خواب دیکھنا ضحاک کا اور ڈرنا اُسکا اُس خواب ہولناک سے

وہ ضحاک تازی پس از قتل جم — جہان میں لگا کرنے جور و ستم

کہے قتل اور گاہ غارت گری — ہوئی تازہ رسم ستم پروری

دو مرد جوان کو وہ بے خوف و باک — طلب کرکے ہر روز کرتا ہلاک

وہ ہوتے غریب اور یا ارجمند — روا جان پر اُنکے رکھتا گزند

غرض مغز کو اُنکے لیکر تمام   کھلاتا وہ سانپونکو ہر صبح وشام
لگا کرنے بیدا وہ بے حساب   پھر اُسنے کہین رات کو ایک خواب
یہہ دیکھا کہ پیدا ہوئے تین گرد   اور اُنمین سے وہین کمان ایک خرد
کیا حملہ دونون نے ضحاک پر   ہوا جیسے عاجز وہ بیدادگر
وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان   سو اُسنے وہین ایک گرز گران
جو مارا سر شاہ ضحاک پر   تو پھر پریشان ہوا مغز سر
ستمگر کے ہاتونکو باندھا شتاب   رسن ڈال گردن مین کھینچا شتاب
اُسے لے گئے کھینچ بالاے کوہ   کیا سخت اُسکو زبون وستوہ
ہوا دیکھکر خواب وہ ہولناک   ہوا دلکو اندیشہ و خوف و باک
کیا خواب مین اِسقدر ایک فغان   کہ لرزان ہوا سربسر وہ مکان
ہوئین وہ وہین بیدار اہل حرم   دل اُنکا ہوا ہول سے پر الم
لگین پوچھنے شاہ سے کیا ہوا   یہہ فرماؤ کیا فتنہ برپا ہوا
فغان خواب مین کیون کیا اِسقدر   لگے کانپنے جیسے دیوار و در
یہہ ضحاک بولا جو یہہ داستان   سنو تم تو پھر پریشان ہو جان
مری زندگانی سے ہو نا اُمید   نشاط جوانی سے ہو نا امید
کہا اُسنے پھر قصۂ خواب سب   یہہ ٹھہرا کہ ہو جاوہ گر صبح جب

تو اختر شناس آکے حاضر ہوں یہان | کہ بن اسکی تعبیر یکسر بیان
جو تابان ہوا چرخ پر آفتاب | تو حاضر ہوئے موبدان وہان شتاب
سنی داستان خواب کی یک قلم | گئے ہوش اُڑ ہو گیا بند دم
یہہ دریافت دانشورون نے کیا | ہوا بخت برگشتہ ضحاک کا
زوال اسکی دولت کا پہنچا قریب | ہوئی اسکی بیدولتی اب نصیب
ولے خوف جانسے وہ خاموش تھے | نہ زنہار اُنکے بجا ہوش تھے
یہہ اندیشہ تھا گر کہین راست اب | تو ہووے شہ نامور پر غضب
ابھی جان پر اپنے پہنچے گزند | نہ کہتے تھے کچھ اس لئے ہوشمند
دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب | بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب
جو روز چہارم ہوا شہ خفا | تو ناچار یون موبدان نے کہا
کہ ای شاہ اقبال راہی ہوا | تہی تجھسے اب تخت شاہی ہوا
ہوئی عمر آخر بس آیا زوال | ہوا تو گرفتار رنج و وبال
فریدون کوئی شخص ہوئیگا شاہ | بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
وہ ممتاز نسل کیان ہوئیگا | وہ فرمان روائے جہان ہوویگا
کہین ہوویگی گاے برمایہ ایک | سو پالیگی اُسکو بائین نیک
ہوا لیکن اب تک وہ پیدا نہین | کچھ آثار اُسکا ہویدا نہین

کہا شہ نے پھر خواب میں کہتے ہان   مرے سر پہ مارا ہی گرز گران

لگے اُکہنے یون عاقل و ہوشیار   فریدون ہی ہوگا وہ ای شہریار

کہ ماریگا اُس گرز وہ گاؤ سر   کریگا تجھے آکے یہان سے بدر

یہہ پوچھا پھر اُسنے کہ ظاہر کرو   فریدون مرا کیون بد اندیش ہو

وہ بولے کہ ای شاہ بیخوف و باک   کریگا پدر کو تو اُسکے ہلاک

غرض تجھسے چاہیگا خون پدر   کریگا تجھے قتل وہ آن کر

سنی شاہ نے جب یہہ تعبیر خواب   ہوا درد و غم سے وہ بے صبر و تاب

رہے تک ہوش قایم رہے شاہ کے   زمین پر گرا بس وہین تخت سے

جو ہوش و ہواس اُسکے آئے بجا   تو پھر تخت پر پانون اُسنے رکھا

ولے بے خور و خواب رہنے لگا   شب و روز بیتاب رہنے لگا

نشان فریدونکی تھی جستجو   لگے ہاتھہ دشمن یہہ تھی آرزو

گئے لوگ چارون طرف کو روان   کرین جستجو تا بہ گرد جہان

کیا حکم یون شاہ ضحاک نے   دیا سبکو فرمان یہہ ناپاک نے

کہ نسل کیان سے جسے پاؤ تم   گرفتار کر کے اُسے لاؤ تم

سناؤن فریدونکی اب داستان   بخوبی کرون مین یہہ قصہ بیان

٭ داستان تولد ہونا فریدون کا ٭

ملک زادہ یک آبتین نام تھا | خردمند اور نیک فرجام تھا
وہ تھا نسل میں شاہ طہمورث کی | خطا اصل میں اُسکی ہرگز نہ تھی
گرامی تبار اور خجستہ نژاد | پدر بر پدر شاہ فرخ نہاد
ہمیشہ تھا ایران مین مسکن گزین | ولے گھر سے نکلے تھا باہر نہیں
کہ ضحاک ناپاک کے مردمان | کیانی کو بس دیکھہ پاتے جہان
تو لے جاتے اُسکو گرفتار کر | یہی خوف تھا جی مین شام و سحر
رہے تھا وہ پوشیدہ گھر مین مدام | کہیں آنے جانے سے تھ کچھہ نہ کام
اُسے جاو دان بیم ضحاک تھا | دل اُسکا شب و روز غمناک تھا
اور اُسکی تھی یک زوجۂ سیمفام | کہ فرزانک اُس نازنین کا تھا نام
ہوئی وہ زن مہروش بار دار | ہوا اُسسے پیدا پھر یک مہ عذار
جبین سے عیان اُسکی شان مہی | نمودار تھا فر شاہنشہی
فریدون رکھا باپ نے اُسکا نام | اُسے دیکھکر دل ہوا شادکام
پھر اُس آبتین نے یہہ جی مین کہا | کہ جی بیٹھے بیٹھے بتنگ آ گیا
نکل گھر سے چلئے بس اب سوے دشت | وہان چل کے کیجیے ذرا سیر و گشت
یہہ کہکر وہ ہین سوے صحرا گیا | لگا پھرنے اور سیر کرنے لگا

اُدھر ناگہاں لوگ ضحاک کے جو پہنچے تو پہچان کر بس اُسے

گرفتار کر کے بحال تباہ وہیں لیگئے پیش ضحاک شاہ

کیا قتل آخر اُسے شاہ نے کیا یہہ ستم ہای بدخواہ نے

فریدوں کی ماں کو جو پہنچی خبر تو اندیشہ دل مین ہوا بیشتر

نہ اُس سرزمین مین رہی زینہار کہ رہتی جہاں تھی وہ لیل و نہار

وہاں سے شتابی سے تاں وہ گئی فریدوں کو لیکر نکل وہ گئی

کہیں ایک دلچسپ تھا مرغزار وہ پہنچی وہاں بادل سوگوار

وہاں کا نگہبان تھا حق شناس اور اک گاے پرشیر تھی اُسکے پاس

کہ برمایہ تھا نام اُس گاے کا غریبوں کو شیر اُسکا بس وقف تھا

غرض مالک گاے نے زود تر پالا یا فریدوں کو شیر اس قدر

کہ بس ہو گیا سیر وہ شیرخوار نہ خواہش رہی شیر کی زینہار

وہاں ایک شب وہ زن نیکذات رہی اور آخر ہوئی جبکہ رات

تو سودا اس یہہ آگیا ناگہاں کہ چلئے کہیں اور رہئے نہاں

مبادا یہاں کوئی پہچان لے مری اور اس طفل کی جان لے

ولیکن جو غمگین رہے تھی مدام ہوا خشک تھا شیر اُسکا تمام

یہہ سوچی کہ یہہ کودک شیرخوار نہ زندہ رہے شیر بن زینہار

وہ طفل اُن دنون دو مہینے کا تھا
شب و روز فکر اُسکے جینے کا تھا

وہ ناچار ہو کر بہت بیحواس
گئی دوڑ کر اُس نگہبان کے پاس

لگی رونے وہان جاکے بے اختیار
کیا اُسکے آگے بہت انکسار

یہہ کہنے لگی ایک دل خستہ ہون
بصد رنج و اندوہ وابستہ ہون

یہہ بچہ ہے بیچارۂ بے پدر
تو کر پرورش اسکی شام و سحر

ٹھکانا نہیں اور پاتی ہون مین
ترے پاس اب چھوڑ جاتی ہون مین

اسے گاے برمایہ کا دیجیو شیر
کہ پروردہ ہو کودک دلپذیر

قبول اُس جوانمرد نے سب کیا
فریدونکو لے پاس اپنے رکھا

ہوئی وہانسے راہی اُسے سونپ کر
نہ دیکھا ذرا اُسنے پھر کر اُدھر

روان سوے البرز وہ زن ہوئی
رہی جاکے وہان اور ایمن ہوئی

یہان مالک اُس گاے برمایہ کا
فریدون پر رکھتا تھا رحمت روا

اُسے جانتا تھا بجائے پسر
وہ کرتا تھا شفقت مثال پدر

وہ مصروف تھا پرورش مین مدام
کھلاتا تھا شیر اُسکو ہر صبح و شام

گئی جب گذر الغرض تین سال
فریدونکی مان کو یہہ آیا خیال

سوئے مرغزار اب ذرا جائیے
وہانسے فریدون کو لے آئیے

ہوئی کوہ البرز سے پھر روان
مسافت کو طی کرکے آئی یہان

کہا اُس نے آکر کہ ای مرد پیر　　مجھے دے میرا کودک دل پذیر

کہ البرز مین یہان سے لیجاؤن اب　　رکھون پاس اپنے اسے روز و شب

وہ بولا کہ ہی یہہ ابھی خرد سال　　اسے ہوئیگی وہان اذیت کمال

نہ لیجا تو ویرانے مین طفل کو　　گزند اُسکو کچھ پہنچے ایسا نہو

وہ کہنے لگی یون کہ ای مرد نیک　　مرے دل مین گذرا ہی وسواس ایک

خدا کی طرف سے ہوئی رہبری　　کہ رکھنے مین یہان نہین بہتری

یہہ کہکر اُسے لیگئی بس وہان　　جہان اسکا البرز مین تھا مکان

ہوئی شاہ ضحاک کو جب خبر　　کہ بیشے مین ہی آبتین کا پسر

یہہ سنکر ستمگار بد روزگار　　رہ کین سے آیا سوئے مرغزار

نگہبان کو اور گاو کو کر ہلاک　　کیا اُسنے یہہ ظلم بےخوف و باک

کہ دیکھے جو کچھ مردم و چارپا　　کیا تن سے ہر ایک کے سر جدا

گیا پھر وہ ظالم شتابی وہان　　فریدون کے رہنے کا تھا جو مکان

نشان کچھ نہ پایا فریدون کا جب　　کیا سارے ایوان کو مسمار تب

لگا دی وہان آگ بھی پھر شتاب　　جلا کر کیا اُس مکانکو خراب

بد اندیش تھا گرچہ ضحاک شاہ　　ولے تھا فریدون پہ فضل اله

کہ آنے سے ضحاک کے پیشتر　　اُسے لیگئی یہان سے مان آنکر

سر کوہ یک مرد درویش تھا | کہ روشن ضمیر و صفا کیش تھا
فریدونکو وہ لیگئی اُسکے پاس | کہا یون کہ اے مرد ایزد شناس
یہہ بچہ ترا بندہ ہی اور غلام | کرم کی نظر رکھہ تو اِسپر مدام
رہ عجز سے پھر فریدون کا سر | رکھا مرد درویش کے پانون پر
کیا عجز مان نے فریدونکی جب | اُسے رحم آیا فریدن پہ تب
جو کچھہ قوت اُسکو پہنچتا بہم | تو دیتا وہ دونون کو بے رنج وغم
ہمیشہ باِسنر شفقت و عاطفت | فریدونکی کرتا تھا وہ تربیت
لگا کہنے درویش پھر ایکروز | کہ یہہ طفل فرخندہ و دلفروز
خداوند روئے زمین ہوئیگا | شہنشاہ باداد و دین ہوئیگا
یہہ چھینیگا ضحاک کا تخت وتاج | شہان جہان سے یہہ لیگا خراج
اگر لیگا یہی قتل ضحاک کو | جہنم مین بھیجیگا ناپاک کو
زن خوش سیر بھی یہہ بولی وہہین | کہی طور سے اِسکے مجھکو یقین
کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لے | ظفر مند ہو ہفت اقلیم لے
ہوا الغرض شانزدہ سالہ جب | سر کوہ البرز سے آکے تب
فریدون نے صحرا مین مسکن کیا | نہ زنہار کچھہ خوف دشمن کیا
یہہ پوچھا کہ اے مادر مہربان | ہمارے پدر کو نہ آسمان

کیا شاہ ضحاک نے کیون ہلاک — ملایا اُسے کیون نہ خون و خاک

وہ قصہ تھا جو کچھ کہا اُسنے سب — یہہ سنکر فریدون ہوا پر غضب

کہا سو اُسے ضحاک بد اوگر — مین اب جا کے لیتا ہون خون پدر

وہ بولی کہ ضحاک ہی پادشاہ — رکھے ہی وہ ساتھہ اپنے گنج و سپاہ

تو بیباس ہی کچھہ اُسکے ہمسر نہین — ترے پاس لشکر نہین زر نہین

نصیبون مین ہی تیرے شاہی اگر — تو کیا اضطراب اِسقدر ای پسر

ذرا صبر کرنا بالطاف رب — جو کچھ چاہئے سو مہیا ہو سب

کرے شاد لطف الہی تجھے — میسر ہو اسباب شاہی تجھے

فریدون یہہ سنکر ہوا خشمگین — یہہ پاسخ دیا اپنی مان کو وہین

خدا نے کیا ہی مجھے بھی دلیر — آکیلا لڑون جا کے مانند شیر

مرا یار ہردم ہی پروردگار — نہین خوف ضحاک سے زینہار

کرون ایکدم مین اُسے غرق خون — زر و تاج اور ننگ سب چھین لون

وہ بولی کہ یہہ کام دشوار ہی — پسندیدہ تیری نہ گفتار ہی

تجھے قوت و زور اِتنا کہان — کہ ہو ہم نبرد اُسکے تو ای جوان

یہہ گفتار مستانہ بہتر نہین — کہ سر ہو نہ برباد اِس مین کہین

نصیحت مری ای پسر رکھہ تو یاد — رکھے رب سدا تجھکو آباد و شاد

سنو آگے احوال اب کاوہ کا کہ کیا اُسنے کار نمایان گیا

پھر جانا کاوہ آھنگر کا ضحاک بد اختر سے اور جمع کرنا
اُسکا بہت سے آدمیون کو اور لانا فریدونکو میدان سے
پھر لڑنا کاوہ کا فریدونکو لیکر ضحاک کے ساتھہ

ستمگار ضحاک بد روزگار فریدون کے جانب سے لیل و نہار
رکھے دل میں تھا بیم و خوف و ہراس بجا تھے نہ کچھ اُسکے ہوش و حواس
بہت مردم آزاری اُسنے جو کی تو ضحاک سے خلق آزردہ تھی
یہہ سب کے شب و روز تھی آرزو کہ یارب فریدون شہ نامجو
کرے آکے ضحاک کا سر جدا خداوند ہو تاج و اورنگ کا
تلاش فریدون وہ نہین تھا مدام غرض منتظر وقت کے تھے تمام
کہین ایک دن ظالم کینہ جو طلب کر بزرگان اقلیم کو
یہہ بولا میرا دشمن جان و مال جہان مین ہی یک کودک خردسال
ول اُسکی طرف سے ہی اب دردمند شب و روز رہتا ہی بیم گزند
مجھے یاد ہی قول مردان پیر سمجھئے نہ دشمن کو ہرگز حقیر
خبر مجھکو پہنچی ہی اِس طرح یہان کہ اب وہ گیا سوے ہندوستان
اگرچہ ابھی سال مین خرد ہی ولیکن دلیری مین یکہ گرد ہی

خردمند مثل بزرگان ہی وہ | دلاور بسان دلیران ہی وہ
یہہ ہی عزم میرا کہ ای مردمان | پری دیو مردم سے فوج گران
فراہم کرون اور جاؤن اُدھر | شتاب اُسکو لاؤن گرفتار کر
سفر مجھکو در پیش ہی دور کا | یہہ خرد و کلان سے ہون مین چاہتا
کہ اب ایک تیار محضر کرین | گواہی و مہر اپنی اُسپر کرین
یہہ مضمون ہو مرقوم اُسمین تمام | کہ ضحاک ہی خسرو نیک نام
نہین کام اُسکو بجز عدل و داد | جہان اُسکی لطف و کرم سے ہی شاد
شہ حق شنو راست گفتار ہی | جہان پرور و نیک کردار ہی
خطر بسکہ تھا اُس ستمگار کا | سبھون نے یہہ ناچار محضر کیا
ہر یک شخص کی پھر گواہی ہوئی | نشانی بفرمان شاہی ہوئی
ولیکن جو کاوہ تھا آہنگر ایک | دلیر و خردمند تھا مرد نیک
کہین اُسکے نوبت تھی فرزند کی | یہہ اُس دن ہوس شاہ کے جیمین تھی
کہ سکا وہ کے فرزند کو قتل کر | کھلا دیجے سانپون کو بس مغز سر
وہ کاوہ ہوا آن کے دادخواہ | لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ
کہ ای شاہ سن میری فریاد کو | ذرا کام فرما نہ بیداد کو
تو ہی اژدہا پیکر و پیلتن | جہاندار و سالار و شاہ زمن

وے کس لئے ہم پہ سختی و جور — ذرا کیجئے اپنے اب دل میں غور

کبھی بھی ہی انصاف کوئی بھلا — رکھے داد تو نام بیداد کا

کرے مرے فرزند کو یون ہلاک — نہ آوے ترے جیمین کچھ ترس و باک

پھر اپنی بھلائی کا محضر لکھے — نکوئی کا مضمون سراسر لکھے

یہہ گفتار سنکر وہ حیران ہوا — ہراسان ہوا دل مین ترسان ہوا

رکھا پھر روا خون نہ بیچار یکا — اُسے اُسکا بیٹا حوالے کیا

لگا کہنے کاوہ سے یون تاجور — کہ اب تو گواہی تو محضر پہ کر

پڑھا جب کہ کاوہ نے محضر وہان — ہوا تب خروشان و نعرہ زنان

بزرگان اقلیم سے یون کہا — کہ ای مردمان تمنے یہہ کیا کیا

خطر سے شہ دیو چہرے کے اب — گرفتار عصیان ہوئے ہای سب

کیا تم نے ہرگز نہ کار نکو — غرض سوے دوزخ رکھا سب نے رو

یہہ کہکر شتابی سے بےخوف و باک — کیا اُسنے یکدست محضر کو چاک

کہے اور بھی کچھ سخنہاے سخت — حضور خداوند دیہیم و تخت

پھر اُس انجمن سے وہیں اُٹھ گیا — اور اُسکا وہ بیٹا بھی ہمراہ تھا

ہوئے آفرین خوان وہ سب شاہ کو — یہہ کہنے لگے ای شہ نامجو

ہوا کاوہ گستاخ اور بےادب — حق نعمت شہ گیا بھول سب

حضور خداوند روئے زمین — زبان پر وہ لایا سخنہاے کین
رہ کینہ سے چاک محضر کیا — اطاعت سے پیچیدہ یون سر کیا
شقاوت سے اب لے رہ انحراف — گیا یہان سے بس ہو کے وہ برخلاف
مگر دوستدار فریدون ہوا — کہ دشمن ترا زیر گردون ہوا
نہ فرمان بری کی جو گمراہ نے — تو پھر کیون تحمل کیا شاہ نے
دیا شاہ ضحاک نے یہہ جواب — تحمل کا مجھسے نہ پوچھو حساب
کیا آنکے کاوہ نے جب خروش — تو یکبارگی اُڑ گئے میرے ہوش
لگا پیٹنے اپنے سر کو وہ جب — بس یک خوف آیا مرے دلکو تب
خدا نے جو چاہا سو یاروکیا — اور آگے کریگا جو کچھ چاہیگا
گیا جب کہ وہ کاوہ کینہ خواہ — فراہم ہوئی پاس اُسکے سپاہ
طلب کر کے پھر چرم آہنگران — بنایا وہیں یک علم اُسنے وہان
علم ہاتھہ میں لیکے وہ نامور — روانہ ہوا وہان سے بس پیشتر
یہہ کہتا تھا ہر بار کر کے خروش — کہ اے نامداران با عقل و ہوش
فریدون کا ہو دل مین جسکے خیال — سو آوے یہان وہ خجستہ خصال
کرے چاکری پھر نہ ضحاک کی — رفاقت کرے ترک ناپاک کی
ہوئے جمع وہان شہری و لشکری — ہوا پھر فزون رتبۂ سروری

وہ کاوہ تھا بس آگے آگے رواں ۔ پس کاوہ انبوہ پیر و جواں
کہاں ہی فریدوں یہ واقف نہ تھے ۔ مگر سر اُٹھائے وہ سیدھے چلے
غرض رفتہ رفتہ تفحص کناں ۔ وہ پہنچے وہاں تھا فریدوں جہاں
جو کاوہ حضور فریدوں گیا ۔ ادب سے دیا اپنے سر کو جھکا
کیا عرض ای وارث تاج و تخت ۔ تری یار دولت مددگار بخت
تو ضحاک کا چاہیے دیہیم لے ۔ جہاندار ہو ہفت اقلیم لے
یہ سمجھا فریدوں عالی جناب ۔ کہ تائید غیبی ہوئی ہمرکاب
کیا شکر لطف جہان آفرین ۔ بجا سجدۂ شکر لایا وہیں

داستان جانا فریدونکا کاوہ کے ساتھہ ضحاک سے لڑنیکے لئے اور بیٹھنا اُسکا تخت شاھی پر اور تسخیر کرنا ملک کا تائید سے خداوند تعالےٰ کے

میسر ہوا جب یہ جاہ و حشم ۔ سپاہ فراوان و تاج و علم
ہوا خوش فریدون فرخ سیر ۔ کیا تاج شاہنشہی زیب سر
علم پر جو تھا چرم آہنگران ۔ کیا زیر زیبا سے روی نہاں
بنی بیکار گوہرین اُس پر ایک ۔ بہت نادر و نغز و دلچسپ و نیک
وہ یکدست تھا زرد و سرخ و بنفش ۔ رکھا نام پھر کاوِیانی درفش
علم کی جو اس طرح تزئین ہوئی ۔ ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئی

کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان — تو پہلے منگا چرم آہنگران

بنا کر علم اُسکو پر زر کرے — مزین بہ دیبا و گوہر کرے

شہان کیان نے بصد فرخی — یہہ رسم و رہ نیک جاری رکھی

کیا پھر فریدون نے یہہ عزم جزم — کہ ضحاک سے جاکے اب کیجے رزم

گیا پاس ماں کے یہہ اُس سے کہا — کہ رکھتا ہوں میں قصد ایران کا

دعا کر تو ای مادر مہربان — کہ ہوں میں ظفریاب جاکر وہان

وہ جاہ و حشم دیکھہ شادان ہوئی — ولیکن جدائی سے گریان ہوئی

دعا دیکے پھر اُسکو رخصت کیا — اور اُسدم خدا سے یہہ کی التجا

کہ سونپا تجھے یارب اپنا پسر — نگہدار رہنا تو شام و سحر

روانہ ہوا پھر وہ عالی جناب — ہوا کاوہ لشکر کو لے ہمرکاب

فریدون کے تھے دو برادر بزرگ — ولیکن وہ تھے کینہ ور مثل گرگ

فریدون نے ساتھہ اپنے اُنکو لیا — وفور عنایت سے شادان کیا

پھر آہنگر اُس شاہ نے کر طلب — کیا حکم اِس طرح اُسکو کہ اب

بنا دے تو یک گرزۂ گاو سر — مرتب کیا اُس نے بس زود تر

اُترتا تھا شب کو وہ لشکر جہان — سحرگاہ ہوتا تھا وہان سے روان

اِسی طرح ہر روز تھے رہ نورد — سر چرخ پہنچی تھی لشکر کی گرد

وہ پہنچے کہیں اُس جگہہ ایکبار ۔۔۔ کہ ایزد پرستونکے تھے وہاں مزار

رہا شاہ تنہا وہاں وقت شب ۔۔۔ اور امداد کی اُسنے وہانسے طلب

فریدونکو اِلہام اُس دم ہوا ۔۔۔ فریدون کا دل جسّے خرم ہوا

یہہ آواز آئی کہ دل شاد رکھہ ۔۔۔ یہہ افسون بتاتے ہیں سو یاد رکھہ

پھر ایک شخص پیدا ہوا ناگہان ۔۔۔ کہ رکھتا تھا وہ صورت راستان

فریدونکو سکھاکے افسونگری ۔۔۔ یہہ بولا کہ ای لایق سروری

کوئی آوے در پیش مشکل جہان ۔۔۔ یہہ افسون تو پڑھنا وہاں بیگمان

کہ ہوجاوے آسان وہ مشکل تمام ۔۔۔ بن آوے شتابی سے یکدست کام

یہہ سنکر فریدون فرخ نہاد ۔۔۔ ہوا دل مین اپنے وو نہیں شاد شاد

خوشی سے اُسے اور قوت ہوئی ۔۔۔ زیادہ فریدونکی ہمت ہوئی

ترقی پر اِقبال تھا شاہ کا ۔۔۔ ظہور اُسکے تھا دولت و جاہ کا

بڑے بھائی دونوں جو تھے کینہ ور ۔۔۔ حسد لیگئے یہہ حشم دیکھکر

لگے کہنے باہم کہ ہی یہہ غضب ۔۔۔ جو ہون اُسکے محکوم ہم روز و شب

فریدونکو بس قتل اب کیجئے ۔۔۔ نہ تاخیر کو راہ یہان دیجئے

کہا ایک نے ہی یہہ مشکل کمال ۔۔۔ ہلاک فریدون ہی یعنے محال

دیا دوسرے نے یہہ اُسکو جواب ۔۔۔ نہیں لازم اِسکام میں اِضطراب

کرینگے ہلاک اسکو تدبیر سے ۔ بہانے سے حیلے سے تزویر سے

کہیں ایک دن بادل پر صفا ۔ تہ دامن کوہ سوتا وہ تھا

گئے بس وہ دونوں شقاوت نشان ۔ اُٹھا لاو وہیں ایک سنگ گران

سر کوہ سے اُسکو غلطان کیا ۔ کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا

یکایک سنی اُسنے آواز سنگ ۔ ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ

فسونکو کیا شہ نے وردزبان ۔ ہوا بند وہ سنگ غلطان وہان

نہ غلطان ہوا پھر ذرا بیشتر ۔ بد اندیش حیران رہے دیکھکر

رہ گرم سے پھر خروشان ہوئے ۔ وہ سرگرم فریاد وافغان ہوئے

یہہ بولے کہ ہمکو تعجب ہی یہان ۔ ہلا کسطرح بہانے سے سنگ گران

اگر کوہ سے ہاں گرتا کبھی ۔ تو ضائع فریدوں بھی ہوتا تبھی

جہان آفرین نے رکھا اب نگاہ ۔ بجا لائیے شکر لطف اله

ولیکن فریدون نے سمجھا وہان ۔ کہ یہہ کام انکا ہی تھا بیگمان

نہ کچھ منہہ پر انکے کہا زینہار ۔ زیادہ کیا اور اُنکا وقار

بصد فرخی پھر شہ نیک مرد ۔ دم صبح وہان سے ہوا رہ نورد

بیابان اور کوہ کی راہ سے ۔ سپاہ اور حشم شوکت و جاہ سے

تھا ان دنوں جا نہ تھا شہر بغداد کا ۔ ترمد ونوں کو کاوہ وہاں لے گیا

گذر ہان سے کشتی جو کی وہان طلب ‏ ندی اُسنے اور شہ ہوا پر غضب

کیا وو ہیں دریا میں گھوڑا روان ‏ روانہ ہوئی فوج بھی بعد ازان

نہ ہر گز ذرا دل میں آیا خطر ‏ گئے بحر زخار سے سب اُتر

وہانسے جہاندار گیتی ستان ‏ ہوا سوے بیت المقدس روان

مکان وہ بنایا تھا ضحاک نے ‏ کیا تھا بلند اُسکو ناپاک نے

بہت دور سے وہ نظر آئے تھا ‏ فلک بھی اُسے دیکھہ شرمائے تھا

طلسم ایک تھا وہ درون مکان ‏ بلاہاے دشوار تر تھین جہان

گیا اُس مکان مین وہ شاہ دلیر ‏ دلیری کو جسکے نہ پہنچے تھا شیر

نمایان ہوئی وہان بلائے عظیم ‏ سب دیو اور اژدہائے عظیم

فریدون نے افسون وہ اُسدم پڑھا ‏ کہ عاجز ہوئے دیو اور اژدہا

کیا گرز سے وو ہیں اُنکو ہلاک ‏ پھر آگے گیا شاہ بے خوف و باک

وہان ایک اورنگ آیا نظر ‏ مکلل بہ یاقوت و لعل و گہر

پہرہ دار سے پوچھا کہ کسکا ہی تخت ‏ لگا کہنے یون شاہ وہ نیک بخت

کہ یہہ تخت ضحاک تازی کا ہی ‏ ولے اب فریدن غازی کا ہی

بصد فرخی پھر شہ نامور ‏ سر تخت زرین ہوا جلوہ گر

پھر اس شخص وہان شاہ کو مل گیا ‏ اور اُس شخص سے شاہ نے یون کہا

کہ ضحاک بیدادگر ہی کہان — جو کچھ تجھکو معلوم ہی کر بیان

یہہ بولا سوئے ہند وہ زشت رو — فریدون کی کرنے گیا جستجو

اُدھر لیگیا لشکر بیکران — زرہ پوش مردان و جنگی یلان

درون طلسم اُسکا ہی مال و زر — رکھا ہی نہان گنج و لعل و گہر

رہی فوج تھوڑی سی باقی یہان — طلسم و حرم خانے کی پاسبان

ہوا سنکے خوش شاہ آفاق گیر — تصرف میں لایا وہ زرین سریر

لیا مال و زر اور توڑا طلسم — نہ چھوڑا خزانہ نہ چھوڑا طلسم

خدا کا ادا شکرِ نعمت کیا — کہ اُسنے خداوند دولت کیا

گیا پھر شہنشاہ گیتی پناہ — سوئے شبستان ضحاک شاہ

ہوا قتل جو وہان مقابل ہوا — فریدون شبستان مین داخل ہوا

بتان پری چہرہ و سیمبر — ہوئین شادمان شاہ کو دیکھہ کر

یہہ بولین کہ ہم تھین اسیر بلا — گیا آنکے تونے ہم کو رہا

وہین خواہران جم نامور — لگین کہنے یون چشم کو کرکے تر

اُٹھائے جو کچھ ہمنے رنج و عذاب — کہین کیا اب ای شاہ عالی جناب

کہ اک دیو پیکر کے صحبت مین تھین — گرفتار ہم یک مصیبت مین تھین

اِدھر اُس سیہ روسے تھا بیم و یاس — اُدھر اژدہائے سیہ کا ہراس

ہوا ہم پہ بارے خدا مہربان — کہ بھیجا بجاہ و حشم تجھکو یہان

پھرے وان ہوا پھر مددگار بخت — کہ آیا تو ای وارث تاج و تخت

یہی اپنے دل کی ہی اب آرزو — کہ جب تک جہان ہی جہان میں ہو تو

یہہ پوچھا فریدون نے ای دلربا — سوئے ہند ضحاک اب کیون گیا

وہ بولی کہ ہی اُسکو تجھسے خطر — تجسس کو تیرے گیا ہی اُدھر

کہ شاید کہین ہاتھ آجائے تو — سوا اِسکے اُسکو ہی یہہ آرزو

کہ جادوستان کو مسخر کرے — دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے

بہم وہانسے پہنچا ہی اک سحرکار — فسون ساز و جادوگر و ہوشیار

تجھے جسکے جادوسے پہنچے گزند — وہ ہو بےخطر زیر چرخ بلند

ولے چاہتا ہی یہہ عالم تمام — دعا ہی یہہ ہر ایک کی صبح و شام

کہ بدخواہ تیرا سدا خوار ہو — تو دایم جہان مین جہاندار ہو

زہے تیرے اقبال و دولت قرین — نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

بیٹھنا فریدونکا تخت پر کیون کے اور گرفتار کرنا اُسکا ضحاک کے تین

ہوا جب کہ ضحاک کا تختگاہ — نصیب شہنشاہ گیتی پناہ

سراپا گلستان ہوا وہ مکان — ہوا تازہ یکدست باغ جہان

ہوا ہمسر عرش و افلاک تخت — کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت

شبستان ہوا غیرت صد چمن ۔ ہوئی رشک باغ ارم انجمن
ہوئین کامران وہ پری پیکران ۔ بہم بزمی خسرو کامران
کیا شاہ نے ملک تسخیر سب ۔ ہوا کامیاب نشاط و طرب
ہوا رونق افزاے تخت کیان ۔ فروزندہ خورشید بخت کیان
کوئی کندرو ایک تھا پہلوان ۔ طلسم و زر و مال کا پاسبان
گیا پیش ضحاک وہ بھاگ کر ۔ وہان جاکے اُسنے کہی یہہ خبر
کہ شاہا سپہ گردن کش سر بلند ۔ جوان و دلیر و قوی ارجمند
کسی طرف سے ایکے فوج گران ۔ سوئے شہر بغداد آئے دوان
بزرگ اُنمین دو ہین اور اک خرد ہی ۔ دلاور ہی پرزور ہی گرد ہی
نمایان ہی چہرے سے فر کیان ۔ خداوند دولت ہی وہ نوجوان
وہ سر گرد ہی لشکر و فوج کا ۔ سپہدار و ممتاز و فرمان روا
رکھے ہی وہ پاس اپنے گرز گران ۔ جوانمرد ہی جنگ جو پہلوان
بجاہ و حشم اُسنے وہان آنکر ۔ وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر
ترے دیو گردان جنگ آزما ۔ جو وہان تھے اُنہیں قتل سبکو کیا
کیا زیر پا اپنے تیرا وہ تخت ۔ ہوا بدگمان تیرا برگشتہ بخت
ہوا تیرے داخل شبستان مین ۔ تصرف کیا تیرے ایوان مین

ستمگار سمجھا یہہ سنکر خبر — کہ پہنچا فریدون وہان آنکر
وے اُسنے پنہان کیا راز کو — کرتا کوئی لشکر میں بیدل نہو
کہا یون کہ مہمان کوئی ہوویگا — جو رخ اُسنے سوئے شبستان کیا
نہیں جاے اندیشہ کچھ زینہار — رہا چاہئے شاد ایل و نہار
یہہ گفتار سن اور کھا پیچ وتاب — دیا کندرو نے یہہ اُسکو جواب
کہ اب سوچ بھی کچھ تجہا چاہئے — اُسے کیونکہ مہمان کہا چاہئے
رکھے جو کوئی گرزہ گاؤ سر — شبستان میں شوخی کرے آنکر
وہ مہمان کوئی آفت دہر ہی — بڑا یہہ غضب ہی بڑا قہر ہی
کہ یون خواہران جہاندار جم — رہین بے حجابانہ اُسسے بہم
ادھر ہمکنار اُسسے ہو شہر یار — اُدھر اُسکے پہلو میں ہو ار نواز
پھرا شہر مین اُسکا لشکر تمام — ہوئے مردمان اُسکے چاکر تمام
یہہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے — تو کی خواہش مرگ ناپاک نے
ہوا کندرو پر غضب خشمگین — لگا کہنے یون اُسسے از روے کین
تری بات کا کچھ نہیں اعتبار — ذرا بھی نہین راستی زینہار
ترا خوف سے دل پریشان ہوا — تو مارے خطر کے گریزان ہوا
نہ اب ناظم شہر تجھکو کرون — نہ خدمت تجھے کوئی زنہار دون

اُسے کندرو نے یہہ پاسخ دیا | کہ ہی مجھکو اب یہہ گمان خسروا
تو ہرگز نہو بہرہ ور تخت سے | نہو کامران افسرو تخت سے
بھلا شہریاری نہو جب مجھے | کرے ناظم شہر کیونکر مجھے
ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر | نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر
نہ ہا کر یہہ تندی و خشم و غرور | تو ہو چارہ جو تا بلا ہووے دور
سنی جبکہ گفتار ارباب ہوش | تو آیا ستمگار کے دل مین جوش
کیا حکم ضحاک نے پھر وہین | کہ گردان رکھین اب سر اسپ زین
غرض کرکے تیار لشکر تمام | روانہ وہان سے ہوا تیز گام
فریدون شہ نامور تھا جہان | وہان شاہ ضحاک آیا دوان
ولے فوج بیدل تھی ضحاک سے | نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک سے
کہ اُسکے ستم سے وہ پرخون تھے سب | طلبگار عہد فریدون تھے سب
سنا فوج نے جب فریدونکا نام | دل اُنکا ہوا خرم و شادکام
دلیران و مردان و برنا و پیر | کہ تھے پہلوانی مین قوے بے نظیر
فریدونکے آکر ہوئے سب رفیق | کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق
وہ لشکر جو یون ہو گیا برخلاف | تو بیدادگر دل مین سمجھا یہہ صاف
کہ کرتا نہین خیرخواہی کوئی | نہیں چاہتا میری شاہی کوئی

کیا دل میں یہہ شور پھر وہیں | کہ تنہا صباح ہو اب بھر کہیں
سوئے خوابگاہ فریدون جاؤن | وہان جاکے بس قتل اُسکو کرون
ہوئی رات جب دم تو وہ بیحیا | ہوا غرق آہن مین سر تا بپا
یہہ اُسدم بنی صورت نابکار | کہ کوئی نہ پہچانے پھر زینہار
کمند ایک لیکر گیا بس وہیں | چڑھا پھر سر بام کاخ برین
جو دیکھے تو ایوان مین ارنواز | فریدون سے ہی شوق سے گرم ساز
ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب | دل اُسکا ہوا گرم کین و غضب
شتابی سے ایوان مین ڈالی کمند | کہ وہان جاکے پہنچا وے شہ کو گزند
بلندی سے بد خواہ آیا فرود | فریدون نے دیکھا جو اُسکو تو زود
اُٹھا لیکے وہ گرزہ گاؤ سر | مقابل ہوا اُس سے بس آنکر
وہ گرز اُسکے سر پر جو مارا شتاب | تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب
فریدون نے پھر یہہ ارادہ کیا | کہ اک اور ضرب اُسکے سر پر لگا
ملا دیجے اُسکو تہ خون و خاک | زمین تاکہ ناپاک سے ہووے پاک
صدا غیب سے لیکن آئی تبھی | کہ باقی ہی اِسکی ابھی زندگی
اِسے قید کر کوہ کے درمیان | رہے یہہ گرفتار بند گران
فریدون نے جسدم سنی یہہ صدا | تو ضحاک کو قید ووہین کیا

کہین کوہ تھا اک دماوند نام ‎ ‎ وہان غار تھا اک سراپا ظلام

کیا بند لیجا کے ضحاک کو ‎ ‎ رکھا سرنگون اُسمین ناپاک کو

ابتلا ہی اُسے سال گذرنے ہزار ‎ ‎ ہوا بعد اُسکے گرفتار و خوار

بد و نیک ہرچند ہی بے ثبات ‎ ‎ ولیکن جہان مین ہی بہتر یہہ بات

کہ نام نکوئی رہے یادگار ‎ ‎ ہمیشہ نکو نام ہی برقرار

فریدون مین تھی یہہ صفت سربسر ‎ ‎ کیا جز نکوئی نہ کار دگر

ہوا جب کہ ضحاک پر فتحیاب ‎ ‎ سعادت ہوئی شاہ کے ہمرکاب

تو سب نامداران وگردان شہر ‎ ‎ کہ تھے دولت و مال سے شاد بہر

شتابی سے حاضر ہوئے آن کر ‎ ‎ حضور شہ عادل و دادگر

کیا عرض یون ہم ہیں فرمان پذیر ‎ ‎ پرستندۂ شاہ آفاق گیر

کیا شاہ نے اُن پہ لطف و کرم ‎ ‎ فزون تر کیا اُنکا جاہ و حشم

سر تحت ایران و توران و چین ‎ ‎ ہوا جاے شاہنشہ دوربین

نوازش بگری شہ نے کی اختیار ‎ ‎ کیا عدل اور داد لیل و نہار

کشادہ کیا وہان در گنج زر ‎ ‎ رعیت نوازی پہ باندھی کمر

نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک ‎ ‎ تو نام نکوئی یہہ ہی اب تلک

ہمیشہ جو کوئی کرے کام نیک ۔ تو بیشک ہو آغاز و انجام نیک
سنو تم کہ آگے کروں میں بیان ۔ فریدونکے بیٹوں کی اب داستان

تقسیم کرنا فریدونکا جہان کے تئیں تینوں
بیٹوں پر اور رشک لیجانا سلم اور تور کا ایرج پر
پھر قتل کرنا اُن دونوں کا ایرج کو

شہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پور ۔ کہ تھا اُنکا نام ایرج و سلم و تور
ملک زادہ ایرج وَلے خرد تھا ۔ خرد مند و دانشور و خوش لقا
ہوئے جب جوان بادشہ زادگان ۔ ہوئی یون تمنا سے شاہ جہان
سہ دختر جہان ایک مادر سے ہون ۔ فزون حسن میں ماہ انور سے ہون
تو اُنکو وہان کتخدا کیجئے ۔ نہ تاخیر کو راہ تک دیجئے
کوئی مرد دانا تھا صندل بنام ۔ طلب کرکے اُسکو شہ ذو الاکرام
یہہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو ۔ جو ہی مدعا اُسکی کر جستجو
اُسے جب یہہ فرمان شاہی ہوا ۔ تو رخصت ہو وہانسے وہ راہی ہوا
بہت ملک میں گشت اُسنے کیا ۔ وَلے جبکہ شہر یمن مین گیا
تو لوگونسے وہانکے ہوا یہہ عیان ۔ کہ حسب تمنائے شاہ جہان
رکھے تین دختر ہی شاہ یمن ۔ پری چہرۂ و مہوش و سیم تن

سپہبد اُسکا وہانکے تھا سرو نام — گیا وہان رسول مبارک پیام

فریدون کا پیغام یکسر کہا — اور اقبال شاہ یمن نے کیا

ہوا پھر وہانسے وہ رخصت طلب — بصد انبساط و نشاط و طرب

فریدون نے جسدم سنا یہہ نوید — ہوا خوش کہ دل کی بر آئی اُمید

بصد حشمت و شوکت و فروشان — کیا شاہزادون کو شہ نے روان

گئے جب وہ سوئے دیار یمن — ہوا شاد تب شہریار یمن

پری طلعتون کو کیا کتخدا — بہت مال اور گنج اُنکو دیا

ہوئے وہانسے پھر سوئے ایران روان — ملکزادگان اور وہ مہوشان

فریدونکے پھر دل مین آیا خیال — کہ اب مین ہوا پیر دیرینہ سال

کرون ملک تقسیم ہر ایک کو — کہ باہم برادر نہون کینہ جو

دیا سلم کو روم و خاور وہین — ملا تور کو ملک توران و چین

ولے ملک زرریز ایران تمام — مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام

سوئے روم و توران گئے سلم و تور — رہا ایرج ایران مین باصد سرور

وہ کرنے لگے بادشاہی وہان — ہوئے تخت و دیہیم سے کامران

یکایک ولے سلم بیدل ہوا — سوئے کین ایرج وہ مایل ہوا

قناعت نہ کی خاور و روم پر — نہ آیا پسند اُسکو بخش پدر

سوئے تور پھر لکھکے نامہ شتاب رسول ایک بھیجا کہ لاوے جواب
لکھا تھا یہہ مضموں کہ بہتر ہیں ہم نہ زنہار ایرج سے کہتر ہیں ہم
ذرا سوچ اب ای خداوند تور کہ ہرگز نہیں باپ کو کچھ شعور
دیا اُسکو اورنگ و دیہیم زر کہ مجھسے بھی اور تجھسے ہی خرد تر
کیا ملک ایران کا ایرج کو شاہ کہ ہی جائے آسایش و تختگاہ
پراز مال و نعمت ہی ایران تمام وہاں عشرت و عیش ہی صبح و شام
مجھے اور تجھے ملک ایسا دیا جہاں جنگ و کینہ ہی صبح و مسا
یہاں کا ہی حاصل بھی ازبسکہ کم غنیموں سے ہی رزم و کین دمبدم
یہہ تقسیم ہی مجھکو بس ناگوار تری مصلحت کیا ہی ای نامدار
جو نامہ پڑھا تور نے سربسر ہوا دل میں اپنے غضب ناک تر
لکھا پھر وہیں سلم کو یہہ جواب کہ ای پادشاہ ثریا جناب
بھر نیک و بد تیرے شامل ہوں میں یقین جانیو تو کہ یکدل ہوں میں
ترے ساتھ میں دل سے پیوستہ ہوں پئے قتل ایرج کمربستہ ہوں
مگر اس نامہ ہر کو سوئے پدر روانہ کرو اب تو ہی خوب تر
یہہ پیغام بھیجو کہ ای بادشاہ بزرگی و خردی پہ کیجے نگاہ
ہمیں تخت ایران سزاوار ہی یہہ ایرج کے لایق نہ زنہار ہی

رہ راستی پر وہ آجاوے گر — تو بہتر ہی پھر ورنہ تیغ و سپر

جب آیا رسول خردمند یہان — کیا سام نے تب یہہ اُسے بیان

کہ سوئے فریدون روانہ تو ہو — یہہ پیغام پہنچا جہاندار کو

کہ دونون برادر نے بعد از درود — کہا یون کہ اب زیر چرخ کبود

ہوا خسروا عقل کو تیرے کیا — کہا دور بس دل سے ترس خدا

نہین خوب یہہ رسم و آئین وراہ — کہ ایرج کو دے تخت و تاج و کلاہ

یہہ کر غور دل مین کہ مہتر ہین ہم — سزاوار اورنگ و افسر ہین ہم

ستم ہی جو کہتر کرے مہتری — غضب ہی کہ کمتر کو ہو برتری

کوئی گوشۂ ملک کافی ہی بس — عبث ہی اُسے اور باقی ہوس

یہہ ہی حق مین ایرج کے خوب اور نکو — کہ ایران سے اب وہ دست بردار ہو

وگرنہ سواران جویاے کین — دلیران رومی و ترکان چین

شتابی سے ہون سوے ایران روان — قیامت کرین ایک برپا وہان

پھر ایران و ایرج ہون دونون خراب — خبر شرط ہی دیجے اسکا جواب

وہان سے روانہ ہو پیغام بر — جو آیا حضور شہ دادگر

ادب سے ہوا وہ ہین سجدہ کنان — رکھا سر کو اپنے سر آستان

فرستندگان کی طرف سے دیا — درود اُسنے اور شہ زروئے صفا

لگا پوچھنے یون کہ دونون ہمین شاد　　وہ بولے کہ ہان تمکو کرتے ہمین یاد

کیا عرض پھر یون کہ پیغامبر　　گزند و زیان سے ہمین بس بیخطر

یہہ بندہ تمھارا گنہگار ہی　　کہ لایا پیام ایک دشوار ہی

اگر میری تقصیر ہووے معاف　　تو پھر مین گذارش کرون صاف صاف

یہہ کہنے لگا شاہ عالم پناہ　　پیام آوران ہمین سدا بیگناہ

تو کہہ بیخطر ہو کے یکسر پیام　　بیان شوق سے کر حقیقت تمام

کہا جب کہ یہہ شاہ آزادہ نے　　تو کھولی زبان پھر فرستادہ نے

پیام درشت و سخنہاے سخت　　کہے سب حضور خداوند تخت

فریدون یہہ سنکر ہوا تند و گرم　　یہہ بولا کہ آتی نہین تمکو شرم

کیا مین نے یکدست تقسیم ملک　　کیا تمکو یعنے کہ تسلیم ملک

بدی کچھ نہین مین نے کی زینہار　　فزون تر کیا عز و جاہ و وقار

جو مجھسے نہین تو خدا سے تو ڈرو　　نہ زنہار باہم خرابی کرو

مجھے اب تمناے تاج و سریر　　نہین کچھ کہ دیکھو ہوا مین تو پیر

ذرا گوش دل سے سنو میری پند　　کہ قایم نہین دور چرخ بلند

رہو راضی اب میری تقسیم پر　　پئے کینہ خواہی نہ باندھو کمر

شہ نامور سے یہہ سنکر جواب　　فرستادہ رخصت ہوا پھر شتاب

فریدون نے ایرج کو کر کے طلب   کہا بھائیون کا وہ پیغام سب

کیا پھر یہہ راز نہفتہ عیان   کہ پرخاش پر ہین وہ گردن کشان

کیا سلم اور تور نے اتفاق   رکھین ہین ترے ساتھہ دونون نفاق

ارادہ کیا از رہ سرکشی   کہ تجھہ پر کرین آکے لشکر کشی

کمر قتل پر تیری باندھی ہی بس   ترا چھین لین ملک ہی یہہ ہوس

اگر مین بھی تیرا طرفدار ہون   معاون تیرا وقت پیکار ہون

تو میرے بھی ہووین مقابل وہ ہین   وہ گردن کشان کھینچ کر تیغ کین

وہ ہین کینہ جو زیر چرخ کہن   تو کیا فکر رکھتا ہی ای جان من

یہہ بولا وہین ایرج نامجو   وہ لاؤن عمل مین جو ارشاد ہو

جہاندار نے پھر کیا یون بیان   کہ ای نور چشم سعادت نشان

ترے ہین وہ دونون برادر بزرگ   ہوئے تجھسے اب کینہ جو مثل گرگ

تو ہی خرد اور یہہ نہین تجھہ مین تاب   جو اُنسے نبرد آزما ہو شتاب

مری ہی یہہ حالت کہ بس مین ہون پیر   کیا ترک شاہی ہوا گوشہ گیر

دو یکدل ہوئے ہر دو جنگ آوران   فراہم کیا لشکر بیکران

یہان ساتھہ اُنکے نہین تاب جنگ   نہ فوج اُسقدر ہی نہ اسباب جنگ

پسندیدۂ عقل و رائے نکو   یہی ہی کہ تو صلح جو اُنسے ہو

مری طرح شاہی سے اب درگذر　　نہ رکھ دل میں کچھ خواہش تاج وزر

کہ تا جانکو تیرے نہ پہنچے گزند　　تو ایمن رہے زیر چرخ بلند

نہ آرام جان افسر زر ہوا　　قلم آخرش شمع کا سر ہوا

سنی گوش جان سے فریدونکی پند　　لگا کہنے یون ایرج ارجمند

کہ زنہار ای شاہ فرخندہ بخت　　نہیں کچھ مجھے الفت تاج وتخت

جو دنیا و دولت نہیں پایدار　　تو غم کھاوے کیون مردم ہوشیار

یہہ کینہ اگر بہر اورنگ ہی　　پئے تاج شاہی اگر جنگ ہی

توگذرا مین اس تاج و اورنگ سے　　بہم صلح بہتر ہی اب جنگ سے

حضور اُنکے جاؤن مین اب لے سپاہ　　نہ وسواس کو دلمین دون اپنے راہ

کہ ہون خرد میں اور وے ہیں بزرگ　　بجاہ وحشم بھی ہیں مجھسے سترگ

کرون عرض یون ہون مین فرمان پذیر　　مبارک تجھے ہووے تاج و سریر

مجھے دہر مین کچھ نہین حب جاہ　　نہین کچھ تمناے تاج و کلاہ

میرے ساتھہ کسواسطے خشم وکین　　کہ ہون بندۂ خسرو روم وچین

یقین ہی کہ پھر مجھسے اُلفت کرین　　بزرگانہ مجھپر وہ شفقت کرین

فریدون نے ایرج سے پھر یون کہا　　کہ ای نور صد آفرین مرحبا

برادر ہمین تیرے سر خشم و کین　　تو ہی صلح جو اور محبت گزین

بہت خوب جانتا ہی اُدھر — کہ دونون وہ یکجا ہین اب ای پسر
ولے مین بھی اک اُنکو نامہ لکھون — رقم اُس مین درد دل اپنا کرون
کہ تا پڑھکے اُنکا دل کینہ ور — مہر مہر آجاوے بس زود تر
تجھے پھر بخوبی وہ رخصت کرین — محبت کرین اور شفقت کرین
ترا مجھکو دیدار حاصل ہو پھر — قرین مسرت میرا دل ہو پھر
یہہ کہکر فریدون نے نامہ لکھا — رقم اُسمین یعنے یہہ مضمون کیا
کہ تم ہو بزرگ ای جوانان گرد — یہہ ایرج تمھارا برادر ہی خرد
سر تخت شاہی سے آیا فرود — کلاہ شہی سر سے لایا فرود
کمر اُسنے باندھی پئے بندگی — یہہ آیا برائے پرستندگی
تمھین بھی ہی لازم کہ شفقت کرو — سر کین سے گذرو محبت کرو
کئی روز وہان جبکہ جاوین گذر — تو پھر اُسکو رخصت کرو تم اِدھر
سر نامہ جب شاہ نے مُہر کی — تو ایرج نے توران کی پھر راہ لی
گئے اِس قدر ساتھہ برنا و پیر — کہ تھے واسطے راہ کے ناگزیر

داستان جانا ایرج کا بھائیون کے پاس واسطے صلح کے اور مارا جانا اُسکا ہاتھہ سے تور کے

شہ روم و توران و چین سلم و تور — کہ تھا جنکو جاہ و حشم پر غرور

طرف ملک ایران کے رکھتے تھے عزم　　وہ تیار کرتے تھے اسباب رزم

بآرایش فوج سرگرم تھے　　ز خواہندۂ مہر و آزرم تھے

وہ توران مین آکر فراہم ہوئے　　پئے خون ایرج وہ باہم ہوئے

خبر پہنچی اتنے مین اُنکو وہان　　کہ لے فوج آتا ہی ایرج یہان

فریدون نے نامہ بھی اک لکھ دیا　　یہہ سنکر وہ دونون گئے پیشوا

خوشی سے جہان اُنکی تھی بارگاہ　　اُسے لیگئے وہان بہ اعزاز و جاہ

ملک زادہ ایرج تھا فرخندہ خو　　خردمند خوش منظر و خوبرو

اُسے دیکھکر لوگ خوش دل ہوئے　　دل وجان سے اُسکے مائل ہوئے

وہ باہم لگے کرنے یہہ گفتگو　　کہ لائق ہی شاہی کے یہہ نامجو

مقرر ہوا تھا جدا اک مکان　　کہ شہزادہ ایرج ہو جاوہ کنان

وہان جبکہ آیا وہ عالیجناب　　تو سب لشکر اُسکے ہوئے ہمرکاب

فرود آئے گرد اُس مکان کے تمام　　رفاقت سے ایرج کے تھے شادکام

کسی نے کہا سلم اور تور سے　　ستمگار بےرحم و مغرور سے

کہ ایرج کے شامل ہوئی سب سپاہ　　دل وجان سے اُسکے ہوئی خیرخواہ

کہین مین کہ جز ایرج نیک بخت　　نہین ہی کوئی لائق تاج و تخت

یہہ سنکر ہوئے سرکشان خشمگین　　زیادہ ہوا اور بھی دل مین کین

وہ ہرچند پیارے ہی تھے کینہ خواہ ‏ کہ رکھتے تھے دل مین خیال تباہ

ولے ایکے بیر و انگی باپ سے ‏ اکیلا جو آیا تھا یہان آپ سے

ہوئی تھی کچھہ اُنکو بھی شرم حضور ‏ ہوا تھا کچھ اک کینہ بھی دل سے دور

مگر اب جو برپا ہوا یہہ فساد ‏ تو آئے پھر اسبات پر بد نہاد

کہ ہو پینحطا کشتہ وہ نامدار ‏ سوئے خانہ جان برخو زینہار

سوئے فوج پھر سلم نے کی نگاہ ‏ بپایا طرف اپنے میاں سپاہ

کہا طور سے کام ابتر ہوا ‏ کہ دل بستہ ایرج سے لشکر ہوا

ہمین قصد تھا ملک ایران کا ‏ ولے اب ہی اندیشہ توران کا

ہوا قتل ایرج کا اب ناگزیر ‏ وگرنہ نہ ہم ہمین نہ تاج و سریر

بھری ہامی اسبات کی تور نے ‏ رکھا خون روا اُسکا مغرور نے

گیا دوسرے دن جو اُنکے حضور ‏ تو بولا یہہ ایرج سے کم بخت تور

کہ ای بے ادب ہمسے کہتر ہی تو ‏ نہ ہرگز سزاوار افسر ہی تو

ہمارا ادب کچھہ نہ رکھا نگاہ ‏ ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ

شب و روز یہان ہم تو کھینچین مہ رنج ‏ رہے تو وہان شاد با تاج و گنج

یہہ باتین جو تندی سے اُسنے کہین ‏ تو ایرج نے پاسخ دیا پھر وہین

کہ ای بادشاہ جہان گیر گرد ‏ بزرگ آپ ہین ہر طرح مین ہون خرد

مجھے چاہئے اب نہ تاج و کلاہ نہ گنج و نہ کشور نہ فوج و سپاہ

نہیں مجھ پہ لازم ہی اتنا عتاب کہ ہون بندۂ شاہ عالی جناب

یہہ کرتا تھا عجز اور گفتار نرم ولے تب پہ ہوتا تھا وہ تند و گرم

نہ گفتار ایرج کی بھائی اُسے نہ اُلفت برادر پہ آئی اُسے

سر کرسی زر وہ بیٹھا جو تھا وہان سے وہ اکبارگی بس اُٹھا

وہ کرسی زر از سر خشم و کین اُٹھا سر پہ ایرج کے ماری وہیں

پھر اُسکے رکھا دست و بازو پہ بند گزند برادر بس آیا پسند

بہت کرکے تب زاری و انکسار لگا کہنے ایرج کہ ای نامدار

نہ کر قتل مجھکو خدا سے تو ڈر نہ دے ہاتھ سے پاس شرم پدر

یقین جانیو یہہ کہ انجام کار تجھے رنج پہنچاویگا کردگار

نہ رکھ یہ ہی خون برادر روا مری جان پر رحم کر خسروا

نہیں کچھ مجھے خواہش سروری کرون رات دن محنت و چاکری

کیا عجز ہر چند ایرج نے پر نہ آیا شتر رحم بیداد گر

وہیں کھینچ کر خنجر آبگون کیا اُسنے ایرج کو بس غرق خون

سر نامور تن سے کرکے جدا حضور فریدون روانہ کیا

کہا یون کہ تو نے جسے ای پدر دیا تاج زر تھا یہہ اُسکا ہی سر

تو رکھ اُسکے اب سر بہ تاج مہی | بندھا اُسکو بالائے تخت شہی
فریدون یہہ کھینچے تھا وہان انتظار | کہ آوے کہین ایرج نامدار
کہ رستے مین نالہ کنان مردمان | لئے اُسکا تابوت پہنچے وہان
جو تابوت کھولا تو آیا نظر | وہ پیچیدہ تھا پرنیان مین جو سر
فریدون اُسے دیکھ گریان ہوا | وہ بیخود سر خاک غلطان ہوا
ذرا ہوش آیا فریدون کو جب | تو بولا کہ ہووین سیہ پوش سب
وہیں توڑ ڈالے وہ کوس و علم | فغان اور نالہ تھا وہان دمبدم
بنایا تھا ایرج نے اک گلستان | سر اُسکا کیا دفن ایکبار وہان
اُکھاڑے نہالان گلشن تمام | جلائے گل و سرو و سوسن تمام
یہہ کہتا تھا گریہ کنان شہریار | کہ افسوس ای گردش روزگار
ہوا کشتہ یون ایرج نازنین | کہ سر ہے کہین اور تن ہے کہین
ہوا سو ہوا لیکن ای کردگار | ترے فضل سے یون ہون اُمیدوار
کہ ہو تخم ایرج سے ایک نامور | پئے رزم و کین چست باندھے کمر
کہان تک کرون درد و غم کا بیان | سنو اب منوچہر کی داستان

داستان پیدا ہونا منوچہر کا پری چہر کے پیٹ سے

شبستان میں ایرج کے شاہ جہان | گیا ایکدن تو پہنچا وہان

کہ ہی یہان کوئی ماہ رو بار وار　　شتابی سے بھیجے کرو آشکار

کسی نے دیا شاہ کو یہہ نوید　　کہ ہی حاملہ ایک ماہ آفرید

یہہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار　　کہا یون کہ اب ہون یہہ اُمیدوار

خدا دے اسے ایک فرخ پسر　　کہ لے بدسگالان سے خون پدر

گذر جب گئے نو مہینے وہان　　تو پیدا ہوئی دختر دلستان

وہ تھی حسن مین رشک ماہ تمام　　فریدون نے رکھا پری چہر نام

کیا پرورش نازو نعمت کے ساتھہ　　رکھا ہم قرین اُسکو دولت کے ساتھہ

جوان دلاور پشنگ ایک تھا　　اُسے ساتھہ اُسکے کیا کتخدا

فریدونکے تھا نسل سے وہ جوان　　ہنرمند و دانشور و پہلوان

ہوئی حاملہ جب وہ رشک قمر　　تو اُسے تولد ہوا اک پسر

ملکزادہ ایرج کے ہم شکل تھا　　منوچہر نام اُسکا شہ نے رکھا

بہت شاہ کو شادمانی ہوئی　　سرنو اُسے زندگانی ہوئی

وہ لایا بجا شکر پروردگار　　دعا مانگتا تھا وہ لیل و نہار

کہ جب تک فلک پر مہ و مہر ہو　　الٰہی جہان میں منوچہر ہو

رہے اُسکا اقبال دایم بلند　　نہ پہنچے ذرا چشم بد سے گزند

ہوا جب جوان وہ منوچہر تب　　ہنر پہلوانی کے سکھلائے سب

منگائے سب آئین و رسم شہی پھر اُسکے رکھا سر پہ تاج مہی
کہا یون نظر کرکے سوئے سپاہ تمہارا منوچہر ہی پادشاہ
منوچہر کی تم اطاعت کرو دل و جان سے اُسکی خدمت کرو
دَرِ گنج شاہی کشادہ کیا سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا
فراہم ہوا لشکر گیرو دار دلیران جنگی و مردان کار
منوچہر سے مردمان سپاہ گذارش یہہ کرتے تھے شام و پگاہ
کہ عزم عدو سوزی اب کیجئے شتابی سے ایرج کا خون لیجئے
یہہ پہنچی خبر سلم اور تور کو منوچہر ہی مرد پیکار جو
قوی بازو پہلوان و دلیر حضور اُسکے روباہ سے کم ہی شیر
فریدون پھر رکھتا ہی اب عزم جزم کہ بھیجے اُسے اِس طرف بہر رزم
یہہ سنکر بہت دل میں لائے ہراس پریشان ہوئے اُنکے ہوش و حواس
کیا مشورہ یون کہ گنج و گہر روان کیجئے اب بسوئے پدر
منوچہر کو بھی طلب کیجئے یہان یہہ کہئے کہ ای بادشاہ جہان
عوض خون ایرج کے دیتے ہیں ہم اُسے گوہر و گنج و تاج و علم
غرض با زر و گنج بھیجا رسول کہ شاید فریدون کرے یہہ قبول
حضور فریدون یہہ پیغام بر جو پہنچا تو رکھ کر بسر خاک سر

دعا و ثنا کی شہنشاہ کی — کہ ای مہر رخشندۂ خسروی

زہے جاودان عالم افروز تو — ہمیشہ کرے جشن نوروز تو

وہ تحفہ جو لایا تھا پھر اُسنے سب — رکھا شہ کے آگے ز روئے طرب

در و لعل اور گوہر شاہوار — سریر زر و تاج گوہر نگار

وہ دیباے رومی وہ خز و حریر — وہ زرین طبق ہاے مشک و عبیر

وہ پیالان محمولۂ سیم و زر — حضور جہاندار گذران کر

کہا سلم اور تور کا یہہ پیام — کہ بندے ہین ہم ای شہ نیکنام

کیا ہمکو گمراہ شیطان نے آہ — جو سرزد ہوا ہمسے ایسا گناہ

خجالت زدہ ہم ہین تقصیر سے — ولیکن ہین ناچار تقدیر سے

اگرچہ ہین ہم تو سراپا خطا — ولے تو خطا بخش ہی خسروا

ہماری یہہ تقصیر ہووے معاف — کرو کینہ سے اپنے سینے کو صاف

تمنا یہہ ہی اپنی شام و سحر — سوئے خاور آوے منوچہر گر

تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان — ہم اُسکی کرین چاکری جاودان

رکھین اُسکے تارک پہ دیہیم زر — کرین پیشکش اُسکے گنج و گہر

فریدون نے دیکھے جو تحفے تمام — سنا اور اُن سرکشون کا پیام

بلایا منوچہر کو تب وہین — بیٹھایا سر کرسئ گوہرین

کہا یون کہ ای پور فرخ خصال تجھے ہی سعید و ہما تون یہہ فال
نظر کرتہ گنبد نیلگون ہوئے تیرے بدخواہ یکسر زبون
پھر آیا وہ شہ سوے پیغامبر ہوا خندہ زن اُسکی گفتار پر
دیا اُسکے پیغام کا یہہ جواب کہ جاہر دونا پاس سے کہہ شتاب
ہوئے گر منوچہر پر مہربان تن ایرج نامور ہی کہان
مگر تمنے اب بیگناہ و خطا کیا قصد خون منوچہر کا
منوچہر رکھ سر پہ خود و کلاہ سوئے خاور آویگا لیکر سپاہ
وہ سام نریمان وہ قارن دلیر وہ کاوہ کہ ہی جنگجو مثل شیر
وہ گرشاسپ و شاپور و شیرویہ یل کہ ہین پہلوانی مین سب بے بدل
یہہ مردان جنگ اور وہ پہلوان منوچہر کے ساتھہ پہنچینگے وہان
مجھے زر سے دیتے ہو تم کیا فریب یہہ بیکار ہی سب تمہارا فریب
یہان خواہش زر نہیں زینہار نہیں چاہئے گوہر شاہوار
تو سب پھیر لیجا یہہ گنج ای رسول کہ ہرگز ہمین کچھ نہین ہی قبول
کیا غدر جو نابکارون نے اب نہین ہی بجا یعنے بیجا ہی سب
ستم ساتھہ ایرج کے جو کچھ کیا سو اسکا مکافات دیگا خدا
گیا اِس جہان سے وہ ایرج اگر تو پیدا ہوا اور اک نامور

گر ایرج نہین تو منوچہر ہی | فروزندہ مثل مہ و مہر ہی
دلیر و قوی جون ہژبر دمان | نبرد آزما مثل شیر ژیان
کمر چست باندھے ہئے کارزار | نہ چھوڑے وہ ایرج کا خون زینہار
یہہ پیغامبر نے جواب سلام | سنا جب تو ہوش اُڑگئے بس تمام
ذرا ایکدم پھر نہ ٹھہرا وہان | ہوا بس وہین سوے خاور روان
غرض تیز رو ہو کے مثل صبا | جہان سلم اور تور تھے وہان گیا
وہ پاسخ کہ تھا تلخ جون زہرمار | کیا سلم اور تور سے آشکار
کہا پھر کہ میں نے منوچہر کو | جو دیکھا تو ہی مرد پیکار جو
جوانمرد شیر افکن و پیل تن | یل نوجوان گرد شمشیر زن
اور اُسکے جو لشکر مین ہین پہلوان | قوی زور ہین مثل پیل دمان
نبرد آزما ہر جوان مرد ہی | طلبگار پیکار و ناورد ہی
وہ دونون جفاکار بیداد گر | ہوئے سنکے پاسخ بہت پرخطر
پھر آراستہ ایک کی انجمن | پئے کینہ خواہی ہوئے رائے زن
یہہ بولے نہ چرخ فیروز رنگ | کہ گر ہم نہ پہلے کرین قصد جنگ
مبادا منوچہر ہووے دلیر | شتابی ادھر آوے مانند شیر
یہہ ہی مصلحت اب کہ لیکر سپاہ | چلین ہم بسوئے منوچہر شاہ

کہ ہین جاکے ایران مین ہم اُسّے جنگ — نہاین خوب اِسبات میں کچھ درنگ

داستان لڑنا منوچہر کا سلم اور تور کے سات
پھر فتح پانا اُسکا اُن دونون پر اور بیٹھنا
منوچہر کا تخت پر اور مرنا فریدونکا

کیا تور او رشلم نے جب یہہ عزم — کہ جاکر منوچہر سے کیجیے رزم
فراہم کیا لشکر بے شمار — یلان تنومند و جنگی سوار
سواران رومی و ترکان چین — نبرد آزمایان توران زمین
روان سوئے اقلیم ایران ہوئے — پئے کینہ خواہی شتابان ہوئے
فریدونکو جسدم یہہ پہنچی خبر — کہ خاور سے لشکر اب آیا اِدھر
بیان نامداروں سے تب یون کیا — کہ ای شیر مردان جنگ آزما
صبوری کرو تم نہ باندھو کمر — کہ تا آویں اب اور بھی پیشتر
خبر پھر یہہ پہنچی کہ اب سلم و تور — قریب آگئے بس نہیں کچھ ہین دور
منوچہر نے یون گذارش کیا — کہ اب ای جہاندار کشور کشا
نہین مجھکو زنہار تاب درنگ — اجازت مجھے دیجئے بہر جنگ
کیا اُسطرف شاہ نے پھر روان — منوچہر کو با سپاہ گران
زرہ پوش مردان شمشیرزن — جوانان جنگ آور و صف شکن

اُٹھے سر بسر گرز و تیغ و سنان | نہ پروائے سر تھی نہ فکر جان
یہان فوج کا کیجئے کیا شمار | سواران جنگی تھے شش صد ہزار
صف جنگ آراستہ جب ہوئی | وہ صلح مسدود پھر سب ہوئی
وہ آگے ہوا کاویانی درفش | کہ تھا اسکا قام سرخ و زرد و بنفش
سوئے راست گرد دلاور قباد | سوئے چپ وہ گرشاسپ فرخ نژاد
وہ سام نریمان و قارن دلیر | سر کینہ خواہی تھے مانند شیر
بجائے معین تھی قایم سپاہ | منوچہر تھا رونق قلبگاہ
اُدھر سے بھی دونون وہ گردن کشان | پئے رزم لائے سپاہ گران
گیا بڑھ کے آگے دلاور قباد | وہیں تور آیا دوان مثل باد
قباد دلاور سے کہنے لگا | منوچہر سے جاکے تو کہہ ذرا
کہ اے بے پدر خسرو نو تجھے | بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے
جو ہی دخت ایرج سے تیری نژاد | تو زنہار اسبات سے ہو نہ شاد
دیا تور کو اُسنے پھر یون جواب | کہ پہنچاؤن پیغام تیرا شتاب
کیا تونے اور سلم نے پر یہہ کام | کہ دونون پہ نفرین کرین خاص و عام
تمھارے وہ محفل مین لایا پناہ | کیا غرق خون تمنے ایرج کو آہ
الٰہی، جانیو تم کہ زیر فلک | رہے تم پہ لعنت قیامت تلک

پهرسنا نہ پاسخ کچھ اُسنے دیا
خجل ہو کے میدان سے پھر گیا

وہین رزمگہ سے پھر آیا قباد
حضور منوچہر فرخ نہاد

سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
منوچہر نار پہر باتانہین ہنسا

پہر کہنے لگا پھر بہ ہنگام جنگ
عیان ہو نبرد و گہر بید رنگ

کرون قتل مین سلم اور تور کو
کرون غرق خون ہر دو مقہور کو

پہراب پھر گیا تور میدان سے
امان اُسنے پائی ذرا جان سے

رکھین جنگ کو آج موقوف ہم
کرین حشر بر پا یہان صبحدم

پھر از رزمگہ سے منوچہر شاہ
گیا بس وہین ہوئے آرامگاہ

ہوا خیمہ زن دشت مین وقت شب
بسر کی وہ شب با نشاط و طرب

سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ

سواران جنگی و مردان کار
ہوئے قایم آکر یمین و یسار

وہ دونون ستمگار بھی لے سپاہ
ہوئے آکے میدان مین کینہ خواہ

ہوا گرم بازار کین و ستیز
ہوئی ایک بر پا وہان رستخیز

جوانون کا سر اور گرز گران
دلیرون کا پہلو و نوک سنان

تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ
وہان کام تھا سب کو با گرز و تیغ

ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار
زمین خون سے اُنکے ہوئی لالہ زار

و لیکن بتائید لطف الہ ۔ منوچہر کی غالب آئی سپاہ
ہوئے سلم اور تور بس دردمند ۔ کہ آیا نظر اُنکو اپنا گزند
لگے کہنے باہم وے دونون لئیم ۔ کہ غالب رہی آج فوج غنیم
مبادا کہ غالب ہو کال اور بھی ۔ سو اُسواسطے مشاحت ہی یہی
منوچہر پر آج شبخون کرین ۔ تیہ اُسکو ہم زیر گردون کرین
منوچہر کو بھی یہہ پہنچی خبر ۔ کہ وہ بدنہاد ان بیداد گر
شب خون کار کہتے ہیں اب عزم جزم ۔ کیا چاہتے ہیں وہ غفلت مین رزم
وہیں کرکے قارن کو شدنے طلب ۔ کہا یون خبردار لشکر سے اب
غرض سونپ کر اُسکو یکسر سپاہ ۔ کمین گاہ مین آپ بیٹھا وہ شاہ
سواران جنگ آزماسی ہزار ۔ لئے ساتھ اپنے ہوئے کارزار
گئی نصف سے رات جبدم گذر ۔ جہان ہوگیا تیرہ بس سر بسر
روانہ ہوا تور نخوت شعار ۔ سواران جنگی لئے صد ہزار
بعزم شب خون وہ آیا بدھر ۔ حصردار پائی سپہ سر بسر
یہہ ناچار چاہا کہ پھر جائے ۔ طرف اپنی لشکر کے اب آئے
و لیکن نہ زنہار پایا گذار ۔ ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
ہوئی وقت شب تیغ رانی وہان ۔ ہوئے غرق خون پھر ہزارون جوان

پھر پہنچی خبر جب منوچہر کو　کمین گاہ سے تب شہ نامجو
شتابی سے پہنچا سوئے رزمگاہ　کئے قتل آکر بہت کینہ خواہ
جہان تور بدکیش تھا رزم ساز　دلیرانہ پہنچا شہ نیزہ باز
جو یک نیزہ مارا سر پشت تور　تو قالب سے اُسکے ہوئی جان دور
اُٹھا وو ہیں اُسکو لیا زین سے　لٹایا زمین پر سر کین سے
جدا تیغ سے کر کے سر تور کا　حضور فریدون روانہ کیا
ہوا شاہ جب تور پر فتحیاب　سوئے سلم آیا اُدھر سے شتاب
نہ پائی وے سلم نے تاب جنگ　گریزان وہان سے ہوا بیدرنگ
گیا درمیان الانی حصار　ہوا جا کے محصور وہ نامدار
منوچہر بھی سوئے حصن متین　گیا لیکے فوج اور گھیرا وہیں
نگہبان دژ کا کو اسکے گرد تھا　دلیر و جوان مرد و جنگ آزما
سوئے رزم وپرخاش مایل ہوا　منوچہر کے وہ مقابل ہوا
پھر اک نیزہ مارا بہت زور سے　کمر پر منوچہر کے آن کے
ولیکن نہ ہرگز ہوا کارگر　رہا زین پہ قایم شہ نامور
منوچہر نے کھینچ کر وو ہیں تیغ　لگائی سر خصم پر بیدریغ
ولیکن نہ زنہار کارگر ہوا　ہوا شہ غضبناک پھر اُسپر آ

کمر بند اُسکا پکڑ کین سے　　سر خاک ملتا اُٹھا زین سے

تن اُسکا کیا تیغ سے چاک چاک　　سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک

لگا کہنے پھر شاہ فیروز جنگ　　کرو گھیر کر قلعہ کو خوب تنگ

ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار　　نہ تھا قلعہ مین پھر صبا کا گذار

رہا سلم مدت تلک قلعہ بند　　ہوا تنگ زیر سپہر بلند

منوچہر نے اُسکو بھیجا پیام　　کہ بس تیری ترکی ہوئی اب تمام

بنامردی آخر تو ہوگا ہلاک　　ملاؤنگا تجھکو تہ خون و خاک

اگر شیردل ہی تو ای پہلوان　　تو مت جان دے اپنی مثل سگان

مقابل مرے آکے ہو اب شتاب　　خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب

یہ سنکر اُسے غیرت آئی وہین　　وہ غیرت سر رزم لائی وہین

نکل قلعہ سے سلم جنگی سوار　　دلیرانہ آیا پئے کارزار

منوچہر شاہ ولایت ستان　　مقابل ہوا لیکے تیغ و سنان

کیا زخم شمشیر اُسپر رہا　　کہ تن سے ہوا سلم کے سر جدا

شہ روم و خاور ہوا کشتہ جب　　ہوا لشکر اُسکا پراگندہ سب

سپہدار خاور کا تھا اک وزیر　　وہ آیا حضور شہ بے نظیر

کیا عرض مت کھینچئے تیغ کین　　غریبون پر ای شاہ روے زمین

سر رخم آیا وہمین شہریار کیا اُسنے پیمان و عہد اُستوار

وزیر خرد مند رخصت ہوا کہ مشمول لطف و عنایت ہوا

غرض سام اور تور کی فوج کو وہ لایا حضور شہ نامجو

شہنشہ نے سب پر بلطف وخوشی عنایات شاہانہ مصروف کی

جو تھا منصب اُنکا وہ قایم رکھا زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا

ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان ہوا تب عنان تاب شاہ جہان

جو نزدیک پہنچا وہ کشور کشا فریدون پیادہ گیا پیشوا

پیادہ ہوا وہان منوچہر بھی کیا پھر قدم بوس باصد خوشی

جب آئے وہ ایوان شاہی میں تب فریدون نے باصد نشاط و طرب

بٹھایا منوچہر کو تخت پر رکھا اُسکے تارک پہ دیہیم زر

کہا پھر یہ سام نریمان سے کہ اپنے نبیرے کو سونپا تجھے

جہان سے ہون میں رفتنی آج کال کہ آتا ہی ہر دم پیام اجال

بہت پند کی پھر منوچہر کو دعا دی کہ دایم جہان مین تو ہو

پھر آخر فریدون جہان سے گیا وہ سرو سہی گلستان سے گیا

فریدون جہاندار اب ہی کہان ولے نام نیکی برہا جاودان

ہوا پھر بلفضال خدا ے کریم منوچہر بھی بادشاہ عظیم

بسان فریدوں کیا عدل و داد | رکھا لطف و احسان سے سبکو شاد
کیا سام کو اپنا مختار کار | کہ تھا کاروان وہ یل نامدار
سپاہ و امیراں و فرزانگان | ہوئے سب ثنا خوان شاہ جہان
یہہ کہتے تھے ہر شام و ہر بامداد | کہ ہم ای جہاندار فرخ نہاد
ترے جان و دل سے ہیں خدمت گذار | کرین چاکری تیری لیل و نہار
جہان میں تو فرمان روا ہو سدا | یہی آرزو ہی یہی ہی دعا
کہوں زال و رستم کی اب داستان | کہ سنکر جسے پیر بھی ہو جوان

داستان پیدا ہونا زال اور رستم کا
اور اُنکی جوان مردی کا بیان

شبستان مین سام کے اک پسر | تولد ہوا گلرخ و سیمبر
سفید اُسکے اندام پر مو تمام | گئی دایہ یہہ دیکھکر پیش سام
یہہ کہنے لگی تجھکو ای نامور | خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر
کہ ہی مہ جبین حسرو قد لالہ رو | ولے مثل قاز اُسکے ہیں تن کے مو
وہیں سام نے آکے دیکھا اُسے | ہوا خوف و اندیشہ پیدا اُسے
رکھا اُسکا ماں باپ نے نام زال | تعجب تھا صورت کا اُسکے کمال
یہہ کہتے تھے وہان مردم خاص و عام | کہ یہہ طفل ہرگز نہین پور سام

پریزاد یا دیو ہی یا پلنگ ۔۔۔ نہ خلقت ہی انساں کی بایں زیب و رنگ

یہہ سنکر ہوا سام یاں شرمگیں ۔۔۔ اُٹھا لیگیا زال کو بس وہیں

سوئے کوہ البرز ڈالا اُسے ۔۔۔ شبستان سے اپنے نکالا اُسے

مکان تھا وہاں ایک سیمرغ کا ۔۔۔ یکایک وہ سیمرغ اُدھر کو گیا

جو دیکھا تو اُس کو دک شیر خوار ۔۔۔ پڑا ہی سر خاک روتا ہی زار

ہوا مہربان رحم آیا اُسے ۔۔۔ اُٹھا آشیانے میں لایا اُسے

طرح اپنے بچونکے باصد خوشی ۔۔۔ لگا پرورش کرنے وہ زال کی

نہ سیمرغ کو صرف اُلفت ہوئی ۔۔۔ کہ بچون کو بھی اک محبت ہوئی

وہ رہتے تھے باہم شب و روز شاد ۔۔۔ ہوا پھر جوان زال فرخ نہاد

کوئی کاروان اتفاقا اُدھر ۔۔۔ جو گذرا تو شادان ہوا دیکھکر

وہ سیمرغ سے زال کو لیگیا ۔۔۔ محبت سے ساتھہ اُسکو اپنے رکھا

یہان سام کو خواب آیا نظر ۔۔۔ یہہ کہتا ہی کوئی کہ اے نامور

ترا پور زندہ ہی اور شاد ہی ۔۔۔ جہان میں بخوبی وہ آباد ہی

ہوا جب کہ بیدار وہ پہلوان ۔۔۔ تو پھر دل میں اپنے ہوا شادمان

ہوئی تازہ تر اُلفت و مہر پور ۔۔۔ کہ ہی پور دلبند آنکھون کا نور

خوشی سے پھر اُسکی خبر کے لئے ۔۔۔ روان سوئے البرز مردم کئے

پھر اک خواب دیکھا بروز دگر — نظر آئے دو مرد فرخ سیر

کہا ایک نے یون کہ ای بے شعور — کیا تو نے خوف خدا دل سے دور

رکھا دور آنکھون سے فرزند کو — کیا خوار یون پور دلبند کو

سپید اُسکے موہین اگر سر بسر — تو کیا عیب ہی تک نظر اُسپہ کر

کہ تیرا ابھی ابیض سر و ریش ہی — تو ناحق پسر کا بد اندیش ہی

نظر مین ترے گو ہی فرزند خوار — سرفراز ہی وہ پیش پروردگار

خروشان ہوا دیکھ کر بس یہہ خواب — نہ دل مین رہی کچھ صبوری نہ تاب

ہوا صبحدم سام گھر سے روان — سوئے کوہ البرز آیا دوان

خدا سے وہان اُسنے کی التجا — بہت زاری و گریہ کر کے کہا

الہی مرے حال پر رحم کر — کہ پھر پاؤن مین جلد اپنا پسر

پذیرا ہوئی اُسکی یکسر دعا — ہوا حال پر اُسکے لطف خدا

نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان — تو دیکھا کہ ہی سام گریہ کنان

وہ سیمرغ آیا وہین پیش سام — سنا اُسنے آکر یہہ قصہ تمام

تب سیمرغ نے سام سے پھر کہا — کہ دایہ ہون مین تیرے فرزند کا

بہت عاجزی سام نے اُسسے کی — گیا پاس وہ کاروان کے تبھی

کیا زال کو کاروان سے طلب — حوالے کیا اُسنے با صد طرب

پھرا واں سے سیمرغ لے زال کو   وہ آیا حضور ریان نام جو

کہا یوں کہ لیجیے یہہ اپنا پسر   یہہ ہی لایق تاج و اورنگ زر

ہوا سام یاں شاد و خرم وہیں   لگا کرنے سیمرغ کو آفرین

دیئے اپنے سیمرغ نے چند پر   کہا زال سے یون کہ ای نامور

جو مشکل کوئی پیش آوے تجھے   تو پر کو جلا یاد کیجو مجھے

شتابی سے پہنچون مین وہان آنکر   تری مشکل آسان کرون سر بسر

بھری ہی مرے دل مین اُلفت تری   زیادہ ہی مجھکو محبت تری

تجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار   فراموش مت کیجو زینہار

یہہ سنکر کیا زال نے یون بیان   ترا بندہ ہون ای شہ طایران

غریبون کا بس پرورندہ ہی تو   ترا گرد عالم ہی نام نکو

روانہ ہوئے وان سے پھر زال و سام   بہت دل میں اپنے تھے وہ شادکام

لگا کہنے پھر سام فرخ سیر   کہ شرمندہ ہون تجھسے مین ای پسر

جدا سے کیا عہد اب اُستوار   کہ تجھکو رکھون جاودان باوقار

کرون تیری تعظیم صبح و مسا   تلافی مری تا کہ ہو جرم کا

گئے جب کہ پھر شہر کے متصل   ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل

یہہ تو دور سے ارشاد شہ نے کیا   کہ لے آؤ تعجیل جا کے توشتا

وہ شہزادہ جب لیگیا آنکر　　گئے شہر مین تب بصد کر و فر
حضور منوچہر پھر زال کو　　گیا لیکے سام یل نام جو
کیا حاصل اُسنے زمیں بوس شاہ　　شہنشہ نے بخشا عمود و کلاہ
طلب کرکے انجم شناسونکو وہان　　کیا حکم پھر یون کہ ای بخردان
ذرا طالع زال دیکھو تم اب　　حقیقت گذارش کرو ملکے سب
سوئے گردش انجم و آسمان　　نظر کرکے بولے یہہ دانشوران
کہ ہین طالع زال شاہا بلند　　جہان مین یہہ ہوگا برآار جمند
دلیر و شجاع و قوی پہلوان　　یہہ ہوگا سر افراز گردن کشان
شہنشہ نے اسپان تازی و زر　　سلاح و درو خلعت پرگہر
کرم سے عنایت کیا زال کو　　جہان میں تفاخر دیا زال کو
کیا سام پر لطف پھر بیشمار　　زیادہ کیا اور بھی اقتدار
اُسے حاکم شہر زابل کیا　　سپہدار اقلیم کابل کیا
حضور جہاندار سے سام و زال　　مرخص ہوئے ہوکے شادان کمال
جو زابل مین پہنچا یل نامور　　تو پھر بہر تعلیم فرخ پسر
ہنر پروران جہان دیدہ کو　　فراست شناسان سنجیدہ کو

پھر کہنے لگا وہ یل نامور ۔ کہ ای اُستادان صاحب ہنر
کرو تربیت زال کو روز و شب ۔ ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
بتاؤ اسے داب شاہی تمام ۔ کرو تربیت اِسکی تم صبح و شام
ہر اک فن مین تم اُسکو کامل کرو ۔ ہنرمند ہشیار و عاقل کرو
بفرمان شاہ جہان بہر رزم ۔ سوئے گرگساران مرا اب ہی عزم
نصیحت لگا کرنے پھر زال کو ۔ کہ ای پور دانا و فرخندہ خو
تجھے مین نے سونپا یہ زابلستان ۔ تو داد و دہش خوب کرنا یہان
یہ کہکر وہ سام نبرد آزما ۔ سوئے کشور کرگساران گیا
ہوا حکمران ملک زابل کا زال ۔ رکھا خلق کو شاد و خورم کمال
غرض ملکداری بہت خوب کی ۔ بہت خلق نے پائی آسودگی
ہوئی پھر اُسے آرزوئے عروس ۔ ہوا میل خاطر سوئے عروس
سپہدار کابل جو مہراب تھا ۔ سو تھی اُسکی اک دختر مہ لقا
وہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر ۔ خردمند و دانشور و نامور
اور اُس دلستا نکا تھا رودابہ نام ۔ سمن بو صنوبر قد و لالہ فام
ہوا زال جسدم بعیش و خوشی ۔ طلبگار دختر کا مہراب کی
[illegible]

غرض حاملہ رشکِ گلشن ہوئی　　گرفتار غم وقت زادن ہوئی

رکا جاوے تھا دمبدم اُسکا دم　　کہ بچا کلان تھا درون شکم

ہوا زال کو پھر بہت اضطراب　　جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب

ہوا آکے سیمرغ حاضر وہان　　کیا زال نے ماجرا سب بیان

وہ بولا کہ ای سرور انجمن　　شکم میں ہی اک بچۂ پیلتن

کرے جسکی ہیبت سے قالب تہی　　ہزبر دمان پیل اور دیو بھی

نہ چیروگے پہلوے زن جب تلک　　شکم سے نہ نکلیگا یہہ تب تلک

یہہ سنکر دیا زال نے یون جواب　　کہ تدبیر فرمایئے کچھ شتاب

وہ تدبیر جسسے نہو خوف جان　　رہے جان کی خیر ای مہربان

بیابانکی لی اُسنے پھر وہیں راہ　　وہانسے وہ سیمرغ لایا گیاہ

کہا زال سے پھر کہ اب زود تر　　پلا بادہ زن کو تو بیہوش کر

فلان جاسے کر پہلو اُسکا تو چاک　　کہ بچہ نکل آوے بےخوف و باک

لگا اُسکے پھر زخم پر یہہ گیاہ　　کہ ہو تندرستی بفضل الہ

غرض زال نے پھر پلاکر شراب　　کیا مست رودابہ کو بس شتاب

کیا چاک پہلوے زن اسطرح　　بتایا تھا سیمرغ نے جسطرح

وہ پیدا ہوا بچۂ پیلتن　　جسے دیکھہ حیران رہے مرد و زن

بہن ایک رودابہ کی تھی جو سین — روان اشک کرنے لگی پھر وہین

مبادا کہ رودابہ ضایع ہو اب — کیا مطمئن زال نے اُسکو تب

لگائی جراحت پہ پھر وہ گیاہ — ہوئی تندرست اُسسے وہ رشک ماہ

وہ رودابہ وہان ہوش میں آئی جب — بہن سے لگی کرنے گفتار تب

وہ کودک تھا صورتمین ہمشکل سام — رکھا رستم اختر شناسون نے نام

شبیہ پسر زال نے کھینچ کر — شتابی سے بھیجی حضور پدر

سوئے پیکر رستم شیرخوار — نگہ کرکے بولا وہ سام سوار

بعینہ مری شکل ہی یہہ پسر — بجا ہی جو کہئے اسے شیر نر

تحایف بہت زال نے بعد ازان — خوشی سے کئے سوئے کابل روان

یہہ پہنچی خبر جبکہ محراب کو — کہ پیدا ہوا رستم نامجو

یہہ سنکر وہ مسرور و شادان ہوا — برنگ گل تازہ خندان ہوا

بجا لاکے شکر خدائے کریم — لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم

وہ رستم کہ تھا کودک بے نظیر — اُسے ہفت دائے کا ملتا تھا شیر

کبھی رہتی باقی جو کچھ اشتہا — تو شیر اُسکو دیتے بز و گاو کا

طعام اُسکو آنے لگا جب پسند — تو پھر پانچ آنے لگین گوسپند

وہ کھا جاوے تھا گوشت اُنکا تمام — تعجب مین تھے مردم خاص و عام

سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار ۔ بجو بلی ہوا اسپ پر تب سوار
لیا ہاتھ مین اپنے گرز پدر ۔ رہے لوگ حیران اُسے دیکھکر
کہ اس طرح کا کودک زورمند ۔ نہ دیکھا کہین زیر چرخ بلند
یہہ کہتے تھے رستم بلفضل خدا ۔ تنومند تر سام سے ہوویگا
ہوئے گرگساران ومازندران ۔ بفرمان فرمانروائے جہان
سر رزم تھا سام جنگی سوار ۔ لڑائی تھی دیوؤن سے لیل و نہار
یکایک دل سام آیا ادھر ۔ کہ دیکھین رخ رستم نامور
محبت نے کھینچا تو وہ پہلوان ۔ روانہ ہوا سوئے زابلستان
روانہ ہو کابل سے محراب بھی ۔ ہوئے زابل آیا بہ عیش خوشی
وہ پہنچا ولے سام سے پیشتر ۔ ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
قریب آکے پہنچا وہان سام جب ۔ گئے پیش وازال و محراب تب
بہت خوب تھا ایک پیل بلند ۔ سوار اُسپہ تھا رستم ارجمند
اور اسکے سر پہ رستم کے تھا تاج زر ۔ ہوا سام خوش دور سے دیکھکر
گئے جب کہ وہ سامھنے سام کے ۔ تو پھر وہین تعظیم کے واسطے
فرود آئے گھوڑون سے محراب وزال ۔ یہہ چاہے تھا پھر رستم خرد سال
اُتر فیل سے ہو پیادہ شتاب ۔ یہہ بولا ولے سام عالی جناب

کہ ای پور تکلیف مت کھینچ تو   تفاخر ترا ہی مری آرزو

یہہ کہکر دعا کی کہ پروردگار   رکھے تجھکو دایم بہ جاہ و وقار

ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر   سوئے راست بیٹھا وہ زال آنکر

طرف چپ کے سہراب فرخندہ خو   وہ رستم تھا جلوہ کنان رو برو

بہ صد لطف سام یل پیلتن   ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن

ثنا خوان وہ رستم ہوا سام کا   تہمتن نے پھر سام کو دی دعا

کہ ای پہلوان جہان شاد رہ   جہان جب تلک ہی تو آباد رہ

دعا دیکے پھر یون گذارش کیا   کہ ہون بندۂ کمترین سام کا

نہیں چاہتا خواب و آرام کچھ   نہ عیش و طرب سے رکھون کام کچھ

مجھے چاہیئے اسپ اور درع و خود   نہیں مین طلبگار ساز و سرود

خدنگ و سنان گرز و شمشیر لون   تن بدسگالان کرون غرق خون

یہہ گفتار سن سام شادان ہوا   رخ اُسکا برنگ گلستان ہوا

کیا ایک ترتیب جشن طرب   ہوئے بادہ کش بزم عشرت مین سب

ہوا نشۂ بادے کا جب دم وفور   تو بولا وہ سہراب مست غرور

نہیں زال اور سام سے کچھ خطر   نہ شاہ جہان گیر کا مجھکو ڈر

جہان مین ہون اور رستم پہلوان   بہ شمشیر خون ریز و گرز گران

وہان پھر کرے کون لشکر کشی | رہے پھر کسے طاقت سرکشی

کرو زندہ آئین ضحاک اب | ملاؤں حدو کو تہ خاک اب

وہ اس یاوہ گوئی سے تھا شاد کام | تبسم کنان اُسپہ تھے زال و سام

یہہ آئی خبر سام کو بعد آران | کہ پرزور پھر ہوگئے دشمنان

اُدھر کا کیا قصد پھر سام نے | کہ رخصت اِدھر چاہی آرام نے

کہا رستم و زال کو پھر وہین | کہ مت چھوڑنا تم رہ داد و دین

یہہ کہکر اُنہیں سام فرخ سیر | روانہ ہوا پھر سوئے باختر

گئے زال و رستم سوئے سیستان | کہ تھا وہ حکومت کا اُنکے مکان

منوچہر شاہ جہان گیر کا | وہان مست پیل سپید ایک تھا

اُٹھا ناگہان رات کو ایک شور | یہہ سنکر وہین رستم پیل زور

لگا پوچھنے یون کہ کیا ہی فغان | کیا مردمان نے یہہ اُس دم بیان

کہ پیل سپید شہ نامور | رہا ہوگیا بند کو توڑ کر

بہت خلق کو اُسنے پہنچا زیان | دوان ہر طرف ہی وہ پیل دمان

بھرے اِس خبر سے جو رستم کے گوش | کیا پہلوانی نے بس وہین جوش

لیا ہاتھ مین گرز سام دلیر | چلا سوئے بازار مانند شیر

دلے حاجبون نے کیا در کو بند | کہا یون کہ ای کودک ارجمند

شب تیرہ ہی اور ہاتھی چھٹا　　تو ایوان سے باہر ون نہ اسوقت جا

ہمانا اور اک مشت سخت آنکے　　لگایا وہیں سر پہ دربان کے

کوئی الغرض بیچارہ دربان موا　　گریزندہ پھر وہان سے ہراس ہوا

غرض توڑ کر وہ در قفل بند　　شتابان ہوا رستم زورمند

گیا سوئے پیل دوندہ دلیر　　ہوا جاکے نعرہ زنان مثل شیر

جو مارا بزور ایک گرز گران　　گرا خاک پر بس وہ پیل دمان

گیا کام آخر جب اُس فیل کا　　تو پھر پیل تن سوئے ایوان گیا

یہہ سنکر خبر زال حیران ہوا　　ولے دل مین مسرور وشادان ہوا

سپاس خداوند جان آفرین　　وہ لایا بجا اور خوشی سے وہین

طلب رستم نامور کو کیا　　سر و دست و بازو پہ بوسہ دیا

کہا دل میں اپنے نہین کچھ عجب　　جو خون نریمان یہہ لے جاکے اب

نریمان کا ہی جس طرح ماجرا　　بیان اُسکو کرتا ہون سنئے ذرا

کسی طرف ہی ایک کوہ سپند　　اور اُس کوہ پر ہی حصار بلند ۔

بحکم فریدون فرخندہ خو　　نریمان نے گھیرا تھا اُس قلعہ کو

کہین ایک سنگ گران قلعہ سے　　نریمان کے سر پر گرا آن کے

پراگندہ وہین ہوا مغز یل　　گئی جان قالب سے اُسکے نکل

یہہ رستم سے قصہ بیان کرکے سب | کہا زال نے یون کہ ای پور اب
شتابندہ ہو سوئے کوہ سپند | نریمان کا خون لیکے ہو ارجمند
یہہ سنکر وہین رستم نامدار | روانہ ہوا جانب کوہسار
یہہ پہنچی خبر سوے مازندران | کہ رستم ہوا جانب دژ روان
ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند | مبادا کہ رستم کو پہنچے گزند
وہان جنگ اسکو جو در پیش تھی | سو یکدست موقوف اسنے رکھی
سپاہ گران لیکے وہ ہمرکاب | کمک کو نبیرے کی پہنچا شتاب
جوانان جنگ آور و پیلتن | ہوئے گرد اس قلعے کے خیمہ زن
سہ سال اور اک ماہ تک وہان مقام | رکھا سام نے پر بنا کچھ نہ کام
پھر اوہان سے ناچار وہ پہلوان | روانہ ہوا سوے مازندران
کیا اسنے رستم کو رخصت ادھر | اور اس سے کہا یون کہ ای نامور
اکیلا پہن کاروان کا لباس | اگر قلعہ مین جاوے تو بے ہراس
تو چارہ گری کر سکے کچھ وہان | یہہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
کہ کندہ کرون جاکے بیخ حصار | ملاؤن اسے خاک مین ایکبار
یہہ کہہ کر بنا صورت کاروان | ہوا سوے دژ کوہ رستم روان
کئی اونٹ محمول بار نمک | کہ درکار تھا دژ مین بے شبہ و شک

بجائے شتربان تھے سب پہلوان　　ہر اِسک گرد تھا صورت ساربان

لئے باندھہ بار نمک مین سلاح　　کہ یہہ بات تھی وہان قرین صلاح

در دژ پہ پہنچا یان نامور　　خداوند دژ کو یہہ پہنچی خبر

کہ آیا ہی اب کاروان نمک　　وہ بولا کہ لاؤ اُسے یہان تلک

وہیں آن کے لے گئے مردمان　　گیا قلعے مین جب کہ وہ کاروان

تو ہر گوشہ سے آئے برنا و پیر　　ہوا گرد انبوہ اُسکے کثیر

ہوئی رات جسدم کہ تاریک تر　　تو اُس وقت وہ رستم نامور

سوئے مہتر دژ بہ عزم ستیز　　گیا اور برپا کی اک رستخیز

غضب اُسکے سب پہلوان دلیر　　خروشندہ مانند غرندہ شیر

مقابل ہوا کوتوال حصار　　ہوئی گرم وہان آتش کارزار

خبردار ہو قلعے کے سب سپاہ　　ہوئی آکے رزم اور وکینہ خواہ

بہ شمشیر گرز و سنان و خدنگ　　رہا صبح سے گرم بازار جنگ

ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ　　گریزان ہوئے سب نگہدار دژ ۔

دلیرون نے تاراج دژ کو کیا　　بہت مال و اسباب وہان سے لیا

عجب طرفہ تر وہان کی اجناس تھی　　کہ دیکھی نہ تھی مردمان نے کبھی

گیا پھر وہیں رستم نامدار　　سوئے خانۂ حکمران حصار

جو دیکھا تو ہی سنگ خارا کا گھر — اور آہن کی دیوار ہین سر بسر

سوا اُسکے اس گنبد زرنگار — بصد لطف و خوبی تھا رشک بہار

لگا کہنے یون دیکھکر پہلوان — کہ یہہ کار انسان نہین بیگمان

لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو — کہ ای نامدار و یل نامجو

کیا فتح میں نے یہہ حصن متین — کہ ہمسر نہیں جسکے چرخ برین

جو ارشاد ہوئے بجا لاؤن مین — رہون اب یہان یا وہان آؤن مین

یہہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام — دل اُسکا ہوا خرم و شادکام

یہہ پاسخ لکھا ای خردمند پور — رہے چشم بد تجھسے ہر لحظہ دور

کیا تو نے تسخیر حصن متین — ہزار آفرین صد ہزار آفرین

فقط دل کو میرے نہ گلشن کیا — روان نریمان کو روشن کیا

لگا آگ اب قلعہ کو کر خراب — وہانسے تو پھر اسطرف آ شتاب

کہ دیدار کا ہی ترے اشتیاق — جدائی تری ہی بہت مجھکو شاق

ترے پاس پہنچے ہین اُشتر ہزار — متاع گران مایہ لاکر کے بار

جو پہنچا یہہ نامہ تو وہ پہلوان — روانہ ہوا جانب سیستان

گیا زال با صد طرب پیشوا — بصد شوق اُسکو بغل مین لیا

جو اشاد رستم کو وہ دیکھکر — نثار اُسکے سر پر کیا سیم و زر

سوئے سام رستم نے نامہ لکھا ❊ رقم مژدۂ فتح و نصرت کیا
بہت تحفے ساتھ اُسکے بھیجے اُدھر ❊ کہ تھے نغز و پاکیزہ و خوب تر
غرض سام نے جب یہہ نامہ پڑھا ❊ تو پھر شوق سے چشم و سر پر رکھا
اُسے اِس قدر شادمانی ہوئی ❊ کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی
سنا کار نامہ یہہ رستم کا جب ❊ ہوئے اہل ایران قرین طرب
ہوا دل ہر اسکا یہہ اُمید وار ❊ کہ سارے بداندیش اب ہونگے خوار
بس اوئے منوچہر آتا ہون پھر ❊ یہہ باقی بھی قصہ سناتا ہون پھر

داستان انتقال کرنا منوچہر کا جہان فانی سے ملک جاودانی کی طرف

جو گذرے بشاہی صد و بست سال ❊ تو اختر شناسان صاحب کمال
لگے کہنے شاہ منوچہر کو ❊ کہ ای شاہ دانشور نام جو
قریب آئے اب تیری رحلت کے دن ❊ بسر ہو گئے بس خلافت کے دن
یہہ سنکر جہاندار کشور کشا ❊ طلب کرکے نودر کو کہنے لگا
کہ ہیں ہم کمر بستہ سوئے عدم ❊ مبارک تجھے تخت و تاج و علم
تو مت چھوڑیو رسم و آئین داد ❊ رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد
سوئے حق پرستی تو رہیو مدام ❊ نہ غیر از رہ راستی رکھیو گام
جہان مین ہوئی تازہ اب داوری ❊ ہوئی نام موسیٰ کے پیغمبری

وہ پیدا ہوا سوئے خاور زمین   کیا خالق نے اختیار اُسکا دین
وہ ہی مرسل خاص یزدان پاک   کیا اُسنے فرعون کو اب ہلاک
تو مت ہو جیو اُس سے پرخاش جو   قبول اُسکے اب کیجئو دین کو
تجھے پیش ہی اک مہم عظیم   ترے اہل توران ہیں سارے غنیم
وہ کینہ خواہی سے پورپشنگ   کرے قصد تیری طرف بہر جنگ
تجھے ہاتھ سے اُسکے پہنچے گزند   تو عاجز ہو بس زیر چرخ بلند
یہہ قصد نبرد از رہ سرکشی   کرے جب بداندیش لشکرکشی
خبر کیجئے سام اور زال کو   کمک چاہیئو اُنسے ای نامجو
بال نوجوان یعنے فرزند زال   نہیں پہلوان کوئی جسکے مثال
وہ اِس خاندان کا ہو خدمت گذار   کرے یاوری آکے لیل و نہار
منوچہر کرتا تھا جب یہہ بیان   ملک زادہ نوذر تھا گریہ کنان
نہ کچھ اُن دنون شاہ بیمار تھا   نہ کچھ درد تھا اور نہ آزار تھا
یکایک ہوا خسرو سرفراز   گرفتار بیماریِ جان گداز
نہ جان بر ہوا پھر شہ بےنظیر   جہان سے سفر کر گیا ناگزیر

داستان بیٹھنا نوذر کا تخت شاہی پر

منوچہر کے بعد با کر و فر   سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی ہوا مسند آراے فرماں دہی

ولیکن منوچہر کے رسم پر نہ قایم رہا خسرو نامور

نہ داد و دہش کی نہ انصاف و داد ہوا سوئے جور و ستم دل نہاد

ہوئی بند یکسر مروت کی راہ ہوا بندۂ سیم و زر بادشاہ

یکایک ہوئے اُسسے بیزار سب ہوئے منحرف باکہ سردار سب

لکھا بادشاہان اطراف کو کہ آؤ اِدھر اور یہہ ملک لو

ستمگار نے جب کہ دیکھا یہہ حال ہوا دل مین اپنے ہراسان کمال

سوئے سام نامہ کیا یک رواں لکھا یہہ کہ ای پہلوان جہان

تجھے وقت رحلت کے کرتا تھا یاد منوچہر شاہ خجستہ نہاد

زبان پر تماشہ کے یہی بار بار کہ رکن خلافت ہی سام سوار

ہمین پشت گرمی ہی بس سام سے ہم اُسکے ہمین قوت سے آرام سے

ہوئی سلطنت اِنذنون کچھ خراب یہان آپ کو اب تو پہنچا شتاب

وگرنہ یہہ پھر تخت شاہی نہین بد اندیش ہو اور ایران زمین

اِدھر تو یہہ نامہ لکھا اور اُدھر سب تہدیدگان پہنچے یہان بیشتر

گئے تھے جو نوذر نے بیداد یہان گئے سام تک سے جاکے یکسر بیان

روانہ ہوا مازندران سے وہین　　شتابان ہوا ہو سے ایران زمین

جو نزدیک پہنچا یاں ییک نام　　بزرگان ایران گئے پیش سام

گذارش کیا یہہ کہ ای نامور　　جہاندار نوذر ہی بیداد گر

تو بیٹھہ اب سر تخت فرماندہی　　تو رکھہ اپنے سر پر کلاہ شہی

گرفتار کر شاہ نوذر کو اب　　اطاعت کرین تیری ہم ملکے سب

یہہ لایا زبان پر یاں ار جمند　　خدا کے یہہ نزدیک کب ہی پسند

کہ نوذر نژاد کیان سے ہو یہان　　اُسے قید کر میں ہون شاہ جہان

منوچہر کی دخت ہوتی اگر　　سر تخت شاہنشہی جلوہ گر

کمر باندھتا مین پئے چاکری　　شب و روز کرتا مین فرمان بری

جو نوذر نے پیشہ لیا ظلم کا　　تو ای ناندارن ہی اندیشہ کیا

اُسے بار لاؤن میں اُس راہ سے　　کرون تازہ پیمان شہنشاہ سے

نہو منحرف اُسے تم زینہار　　کرو چاکری اُسکی لیل و نہار

یہہ کہہ کر گیا پیش شاہ جہان　　جھکایا سر عجز جون بندگان

کیا شاہ سے سب کہ گرویدہ پھر　　رہا کوئی بھی وہان نہ رنجیدہ پھر

منو آگے احوال پور پشنگ　　کہ نوذر سے آکر ہوا گرم جنگ

داستان جنگ کرنا افراسیاب پشنگ کے بیٹے کا جو بادشاہ توران کا تھا نوذر کے ساتھہ اور فتح پانا اور بیٹھنا افراسیاب کا تخت پر

پشنگ ایک مرد نبرد آزما سپہدار اقلیم توران کا
سرافراز تھا نسل سے تور کی اُسے جنگ نوذر سے منظور تھی
پسر ایک تھا اُسکا افراسیاب کہ ہیبت سے جسکے ہو خارا بھی آب
یل زورمند و دلیر و جوان نہ تھا اُسکے ہمسر کوئی پہلوان
پشنگ اُسسے کہنے لگا ایک روز کہ اے پور خوش طالع و نیکروز
روان سوے ایران ہو لیکر سپاہ تو نوذر سے اب جاکے ہو کینہ خواہ
شتابان ہو تا خیر مت رکھہ روا کہ لینا ہے خون سلم اور تور کا
جو قصہ سنا یہہ تو افراسیاب گیا بھول آسایش خورد و خواب
ہوا میاں خاطر سوئے رزم و کین یہہ پاسخ دیا باپ کو بس وہین
کہ شایستۂ جنگ شیران ہو نمین سزاوار رزم دلیران ہو نمین
کرون جاکے سالار ایران سے جنگ کرون ملک تسخیر سب بیدرنگ
یہہ سنکر ہوا خرم و شادوہ ہوا بند سے غم کے آزاد وہ
پھر افراسیاب اُسسے بولا وہیں کہ ہر چند نوذر دلاور نہیں

ولیکن منوچہر کے پہلوان   حشور اُسکے حاضر ہین یکسر بجان

اور اپنے یہہ گردان لشکر تمام   نہین ہمسر قارن و زال و سام

نہین خوب کچھ اِن دنون عزم جنگ   یہی مصلحت ہی کہ کیجے درنگ

یہہ بولا پشنگ ای خردمند پور   یہہ گفتار ہی عقل و دانش سے دور

یہی وقت ہی جا کے لے انتقام   شتابی سے کر کار نوذر تمام

یہہ سنکر سپہدار افراسیاب   روانہ ہوا سوئے ایران شتاب

جوانان شمشیر زن سی ہزار   جوانمرد شایستۂ کارزار

بہ شمشیر و گرز و سنان و خدنگ   کمر چست باندھے ہوئے بہر جنگ

خزروان شماساس دو پہلوان   سپہ کے تھے سالار با فر و شان

سپہدار کو پھر یہہ پہنچی خبر   کیا سام نے اِس جہان سے سفر

یہہ سنکر ہوا شاد افراسیاب   کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب

خوشی سے وہ ہر روز تھا رہنورد   نہ تھا دل مین اُسکے کچھ اندوہ و درد

اُدھر سے بھی نوذر یہہ سنکر شتاب   ہوا عازم جنگ افراسیاب

گئے ساتھہ نوذر کے مردان کار   سواران جنگی صد و چل ہزار

ملکزادہ نے نامہ سوئے پشنگ   لکھا یون کہ ای شاہ فیروز جنگ

سپہ گرچہ ایرانکے ہین بیشمار   ولیکن نہین کچھ خطر زینہار

تک اندیشہ سام نریمان سے تھا　　سو وہ اُس جہان سے سفر کر گیا
کرون مین نبرد دلیرانہ اب　　کرون غارت ایرانکے لشکر کو سب
مقابل ہوئین جب کہ دونون سپاہ　　تو باہم ہوئے پہلوان کینہ خواہ
سپہدار توران کا اک پہلوان　　کہ تھا نام اُس گرد کا بارمان
ہوا آکے میدان مین رزم جو　　کہا یون کہ ہووے جسے آرزو
کرین آنکے مجھسے اب کارزار　　نہ تاخیر کو راہ دین زینہار
پسر کاوہ کا قارن نامور　　کہ سردار لشکر تھا با کر و فر
برادر سے اپنے یہ بولا وہین　　کہ ای پہلوان جاکے ہو گرم کین
قباد اُس جوانمرد کا نام تھا　　نہ ہر گز طلبگار آرام تھا
کودا اسپ کو سوئے میدان گیا　　ہوا تازیان سے نبرد آزمان
ولے خشت پولاد کی ایک ضرب　　جو کھائی تو دی جان ہنگام حرب
قباد دلاور ہوا کشتہ جب　　وہ قارن دلیر جوانمرد تب
سوئے تازیان لیکر آیا سپاہ　　ہوا ساتھہ بدخواہ کے رزم خواہ
پہر انہوں دیکھا تو افراسیاب　　کمک کو مدد لیکے پہنچا شتاب
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد　　کسی کو کسی کا نہ تھا کچھہ بھی درد
ہوا خون سے روئے زمین لالہ زار　　پہر اتنے مین وہان شب ہوی آشکار

سواران جنگ آور و کینہ خواہ　　وہین پھر گئے سوئے آرام گاہ

ہوا جب کہ رخشندہ پھر آفتاب　　تو قارن پئے جنگ افراسیاب

گیا کر کے آراستہ فوج کو　　کہ یکسر تھے مردان پیکار جو

اودھر لشکر آراسے توران وہین　　سپہ لیکر آیا پئے رزم و کین

ہوئی گرم پیکار جنگ آوران　　قیامت ہوئی ایک برپا وہان

سر و سینہ تھا و تف پیکان و تیغ　　نہ جان گرامی کا تھا کچھ دریغ

ہزاروں ہوئے کشتہ و خستہ وہان　　زمین بن گئی سر بسر گلستان

ولے فوج توران ہوئی چیرہ دست　　دل اہل ایران کو پہنچی شکست

جہاندار نوذر نے دیکھا یہہ جب　　کہ لشکر ہوا بیدل و خیرہ سب

ہوا آپ تب عازم کارزار　　پکارا یہہ میدان میں تاجدار

کہ ہرگز نہیں اس مین کچھ فایدا　　جو ہو کشتہ ناحق یہہ خلق خدا

رکھے ہی اگر غیرت افراسیاب　　تو آکر مقابل ہو میرے شتاب

جسے نصرت و فتح دے کردگار　　کرے بادشاہی وہ لیل و نہار

یہہ سنکر وہ افراسیاب دلیر　　ہوا آنکے رزم جو مثل شیر

ہوئی نیزہ دونون طرف سے روان　　ہوا کار منجر بہ نوک سنان

بیان کیجئے کیا جو ہم حرب تھے　　سنان بر سنان ضرب بر ضرب تھے

ستبرہ کنان ہو گئی شام پر — ہوا زخم کوئی نہ کچھ کارگر

غرض جنگ موقوف کر ہردو شاہ — پھرے رزمگہ سے سوئے خوابگا

کہین سر سے نودر کے دیہیم زر — گرا وقت پیکار تھا خاک پر

کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال — ولیکن جہاندار تھا پر ملال

ملازم کوئی شہ کے سرکار کا — وہانسے وہ دیہیم لایا اُٹھا

ہوا شاہ دلگیر و اندوہگین — سخن باپ کا یاد آیا وہین

کہا تھا منوچہر نے یہہ کہ ہان — تجھے فوج توران سے پہنچے زیان

سران سپہ کو فراہم کیا — جہاندار نے پھر یہہ اُنسے کہا

کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ — یہہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ

ظفر اپنی آتی نہین اب نظر — کہ لشکر ہی اپنا زبون سر بسر

اگر بھاگئے تو کدھر جائیے — حفاظت کی جا اب کہاں پائیے

یقین ہی کہ پھر دشمنان شریر — مجھے یہانسے لیجاوین کرکے اسیر

یہہ بہتر ہی کشتہ ہون میدان مین — نہ جاؤن مین اب زندہ زندان مین ۔

جدا ہووے تن سے مرا سر اگر — تو قایم رہے ننگ و نام پدر

سران سپہ نے یہہ سنکر کہا — کہ جز جنگ چارا نہین ہی شہا

دلے اپنے بیٹھو نکو رخصت کرو — یہانسے سوئے بازسر اب بھیجدو

کہ تخم فریدون سے تا یک دو تن | رہین زندہ ای سرور انجمن

وہ فرزند جو طوس و گستہم تھے | اونھین لیکے آغوش مین پیار سے

کیا شاہ نے سوئے پارس روان | ہوئے دیدۂ زار گوہر فشان

یہہ سالار توران کو بھیجا پیام | کہ لشکر بہ تنگ آ گیا ہی تمام

فراہمی میں دو روز کیجے درنگ | کرین تیسرے روز پھر تم سے جنگ

رہی جنگ موقوف دو روز تک | رہا لشکر آسودہ زیر فلک

مگر تیسرے روز وقت پگاہ | گیا سوئے میدان پھر ایران کا شاہ

سواران جنگی یمین و یسار | ہوا جلوہ گر قلب میں شہریار

وہ شاپور و قارن سران سپاہ | بہر سو ستیزندہ و کینہ خواہ

اُدھر تھا صف آراوہ افراسیاب | کہ ترکان چین جسکے تھے ہمرکاب

یکایک ہوئے ترک چین چیرہ دست | سپہدار ایران نے کھائی شکست

ہوا کشتہ شاپور میدان مین | پڑا تفرقہ فوج ایران میں

وہ قارن بھی یہان سے گریزان ہوا | سوئے ملک پارس شتابان ہوا

فراہم نہ انبوہ لشکر رہا | نہ میدان مین قایم وہ نودر رہا

غرض شاہ نودر ہوا قلعہ بند | مخالف نے گھیرا حصار بلند

روان سوئے پارس ہوا بارمان | گرفتار ہون تا کہ شہزادگان

ہوا شدّہ قارن ناندار　　لگی ہونے باہم وہاں کارزار
ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب　　تو فوج اور بھیجی کمک کو شتاب
جو کم رہ گئی فوج گرد حصار　　تو پھر قلعہ سے نوذر ناندار
نکل کر ہوا سوئے وادی رواں　　وے بر سر کینہ تھا آسماں
سپہدار توران پہ سنکر خبر　　تعاقب کو اُسکے گیا زود تر
فروزندہ جب دم ہوا آفتاب　　مقابل ہوا جاکے افراسیاب
ستیزندہ وہ بھی ہوا ناگزیر　　ہوا آخر کار نوذر اسیر
سوا اُسکے آئے گرفتار وہاں　　ہزار و دوصد اور بھی پہلواں
بیک گردش چرخ بیداد گر　　نہ نوذر رہا اور نے کر و فر
جہاں میں رہا حکمراں ہفت سال　　پھر اقبال کا اُسکے آیا زوال
ہوا بعد ازاں جاے افراسیاب　　سریر فریدون عالی جناب
سپہدار کو پھر یہ پہنچی خبر　　کہ غالب رہا قارن نامور
ہوا بارماں کشتہ ہنگام جنگ　　گریزاں ہوئی فوج سب بیدرنگ
ہوا پر الم سُنکے افراسیاب　　بہت دلکو اُسکے ہوا اضطراب

داستان جانا خزروان اورسماس افراسیاب کے

[illegible]

تسخیر کے واسطے اور ہزیمت دانی اُسکی زال سے

سپہدار نے یہہ ارادہ کیا ۔ کہ ملک اب لیا چاہئے زال کا

روانہ کئے پھر یئے کار زار ۔ سواران جنگ آزماسی ہزار

خزروان شماساس نامی یلان ۔ گئے بنکے سالار فوج گران

سنی زال یل نے یہہ جب دم خبر ۔ کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادھر

کمر کینہ خواہی پہ باندہی وہین ۔ زرہ پوش ہو کر لیا گرز کین

روانہ ہوا سیستان سے شتاب ۔ کہ تاخیر کی تھی نہ زنہار تاب

لکھا شاہ محراب نے زال کو ۔ کہ ہون متفق تیرے ای نامجو

ہوئے پہلوانان کابلستان ۔ رفیق سپہدار زابلستان

مقابل ہوئی جب سپاہ عدو ۔ تو باہم مبارز ہوئے کینہ جو

خزروان نے آکر عمود دوسر ۔ یکایک جو مارا سر زال پر

شکستہ ہوا مغفر پہلوان ۔ ولیکن نہ کچھ سر کو پہنچا زیان

خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر ۔ مقابل ہوا اُسکے زال دلیر

بیک گرز توڑا خزروان کا سر ۔ زمین اُسکے خون سے ہوئی خوب تر

خزروان ہوا کشتہ جب وقت جنگ ۔ تو آیا شماساس پھر بیدرنگ

ولے حملہ آور ہوا زال جب ۔ نہ ٹھہرا شماساس میدان مین تب

گریزان ہوئی اُسکی ساری سپاہ — پراگندہ یکسر خراب و تباہ

تعاقب کنان زال نے پھر وہین — ہزارون کئے قتل ترکان چین

ہوا پر غضب جنگی افراسیاب — کیا قتل نوذر کو اُسنے شتاب

ہوا پھر نہیں سوئے پارس روان — گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران

گیا کر کے یہہ قصد وہ کینہ جو — کہ لاوے پکڑ طوس و گستہم کو

وہانسے وہ دونون گریزان ہوئے — طرف سیستانکے شتابان ہوئے

گیا پیشوا یہہ خبر سنکے زال — کیا اُسنے اعزاز اُنکا کمال

بخوبی اُنھین سیستان مین رکھا — رکھو جمع خاطر یہہ اُنسے کہا

وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان — سوا اِسکے تھے اور بھی پہلوان

ہوا اُن پہ شفقت کنان زال زر — کیا لطف مصروف ہر ایک پر

جو نوذر کے پروردہ تھے مردمان — سو آنے لگے ہر طرف سے وہان

فراہم ہوئی پھر فراوان سپاہ — جوانان رزم اور و کینہ خواہ

ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال — کیا زال نے دیکے فرخندہ حال

رکھا نامدارونکو تکریم سے — کیا خرم و شاد تعظیم سے

ولیکن یہی زال کو سوچ تھا — کسے تاجور کیجے ایران کا

ابھی طوس و گستہم نادان ہین — نہیں بادشاہی کے شایان ہین

نہین مین کیانی جو ہون بادشاہ کیان کو ہی زیبندہ تاج و کلاہ

جو شاہ زبردست پہنچے بہم سزاوار ہو جسکو تاج و علم

تو کرکے بداندیش کو پائمال ابھی ملک ایرانسے دیجے نکال

جوان ایک تھا حاکم شہرری سزاوار آورنگ شاہان کی

بلند اقتدار و معلی جناب برابھائی تھا اُسکا افراسیاب

ملکزادہ اغریرث اُسکا تھا نام جوانمرد و خوش خلق وشیرین کلام

اُسے زال سے ایک نامہ لکھا یہہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا

کہ مین نے بہت کی فراہم سپاہ ولیکن نہین ہی کوئی بادشاہ

اگر آوے یہان تک تواے نامدار تو اقلیم ایران کا ہو شہریار

تری چاکری اہل ایران کرین ترے آگے کار نمایان کرین

بد اندیش ہی وہ جو افراسیاب نکال اُسکو ایرانسے بھردین شتاب

روانہ ہوا پڑھکے اس نامے کو سوئے زال اغریرث نامجو

گیا ری سے بابل مین وہ نامور پہنچا نہ تھا ہو عازم پیشتر

خبر سنکے اتنے مین افراسیاب سپاہ گران لیکے پہنچا شتاب

ملکزادہ کے پاس اتنی سپاہ نہ تھی ساتھہ اُسکے جو ہو رزم خواہ

گیالا جرم پیش افراسیاب کہ پرخاش کی تھی نہ زنہار تاب

برادر نوازی کی تھی آرزو　　گیا بانحاطر بھائی کے روبرو

ولیکن ستم پرور افراسیاب　　طرح شعلے کے کھاکے بس پیچ و تاب

ہوا ساتھ بیچارے کے گرم کین　　یہہ گفتار لایا زبان پر وہین

کری پر قناعت نہ کی تو نے بس　　ہوئی تخت ایرانکی تجھکو ہوس

جو دشمن ہین اُنسے موافق ہوا　　مرا تو جہان مین منافق ہوا

دیا پاسخ اُسنے کہ ای تاجور　　خدا کے لئے تو نہ بہتان کر

مری تاب کیا جو کرون ہمسری　　نہیں مجکو دعوی بجز چاکری

جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار　　برادر نوازی نہ کی زینہار

رکھا جور و بیداد ناحق روا　　کیا تن سے بیچارے کے سر جدا

غرض سیستان مین یہہ پہنچی خبر　　ہوا کشتہ اغریرث نامور

یہہ سنکر ہوا زال اندوہ گین　　زیادہ ہوا اور بھی دل مین کین

کیا نامدارون کو اُسنے طلب　　کہا یون بایے کین کمر باندھو اب

بدر ملک سے خصم کو کیجئے　　شتاب اُسے نودر کا خون لیجئے

ولے چاہئے شاہ والا شکوہ　　دلیر و جوانمرد و دانش پژوہ

شہنشاہ نودر کے دونون پسر　　نہیں دانش و عقل سے بہرہ ور

نہین ہے سزاوار تاج شہی　　نہاہین لایق تخت فرماندہی

ہوا اُسکے نسل فریدون سے گر ۔ کرشمی ہو تو مجھکو کرو تم خبر
کہ وہ وارث تخت ایران ہو ۔ شہنشاہ باشوکت وشان ہو
کیا زال نے جب بیان یہہ سخن ۔ تو کہنے لگے موبدان کہن
منوچہر کے ہات سے وقت جنگ ۔ ہوا کشتہ جب سلم تب بیدرنگ
ملکزادہ طہماسپ اُسکا پسر ۔ فراری ہوا بادل پر خطر
جزیرے کی جانب گریزان ہوا ۔ وہان خوف سے جا کے پنہان ہوا
غرض ہی پسر ایک طہماسپ کا ۔ جوانمرد و دانشور و خوش لقا
ملکزادہ زو اُس جوان کا ہی نام ۔ سزاوار شاہی ہی وہ زو لکرام
سنا زال نے جب کہ یہہ ماجرا ۔ تو یون قارن نامور سے کہا
کہ لے آ جزیرے سے زو کو یہان ۔ ہوا وہ وہین القصہ قارن روان

داستان آنا زوشہزادیکا قارن کے ساتھہ
سیستان مین اور بیٹھنا اُسکا تخت پر کیونکے

حضور ملکزادہ پہنچا وہ جب ۔ دیا زال کا اُسکو پیغام تب
کہا یون کہ چلئے سوی سیستان ۔ مہیا ہی اورنگ شاہی وہان
خوشی سے وہین ساتھہ قارن کے زو ۔ طرف سیستان کے ہوا تیز رو
جب آیا خداوند تاج و سریر ۔ ہوئے گرد سب اُسکے فرمان پذیر

ہوا جلوہ گر تخت پر شاہ زو　　ہوئی اُسکے جہان کو خوشی نو بنو

سوئے ملک پارس روان کی سپاہ　　ہوا اُس ولایت مین پھر دخل شاہ

گیا شاہ پھر سوئے افراسیاب　　لڑائی کی ہرگز نہ لایا وہ تاب

گیا بھاگ بدخواہ توران مین　　تصرف ہوا شہ کا ایران مین

گیا خوار ہو کر جو پور پشنگ　　نہ عزت ہوئی کچھ حضور پشنگ

پشنگ اُسسے بولا کہ ای نابکار　　نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار

مرا بھائی اغریرث نامور　　ترے پاس حاضر ہوا آنکر

کیا تونے ای واے اُسکو ہلاک　　خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

روا تونے رکھا برادر کا خون　　کیا فوج ایران نے تجھکو زبون

نہین کام تیرا مرے روبرو　　مرے سامنے سے ہو بس دور تو

رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب　　ہوا ناگوار اُسکو آرام و خواب

جہاندار زو خسرو دین پناہ　　ہوا جب کہ ایران کا بادشاہ

گیا اُسنے ہر روز و شب عدل و داد　　جہان کو رکھا خوب آباد و شاد

یل زال زر اور سب پہلوان　　شب و روز تھے شاہ کے مدح خوان

جہان مین باقبال و جاہ و جلال　　رہا شاہ فرمانروا پانچ سال

پھر آخر کو پہنچا پیام اجل　　گئی جان قالب سے اُسکی نکل

داستان بیٹھنا گرشاسپ کا تخت شاہی پر اور
بازآنا افراسیاب کا قصد سے ایران کی تسخیر کے

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ — خداوند اورنگ و تاج و کلاہ

ولے تھا پذیرندۂ راے زال — کہ تھا بادشاہ جہان خردسال

پشنگ ولاور کو پہنچی خبر — کہ اس طفل ایران کا ہی تاجور

پشنگ اپنے دل مین لگا کہنے تب — کہ تسخیر ایران ہی آسان اب

بصد لطف تقصیر افراسیاب — معاف اسنے کرکے کہا یون شتاب

کہ لشکرکشی سوئے ایران تو کر — پئے کینہ خواہی تو باندھ اب کمر

سپاہ گران لیکے پور پشنگ — ہوا سوئے ایران روان بیدرنگ

بزرگان ایران یہہ سنکر خبر — گئے زال سے کہنے ای نامور

پھر آیا ہے یہ لیکے افراسیاب — کیا چاہئے اب تدارک شتاب

وہ بولا کہ مین تو ہوا سال خورد — ستیزندہ ہی کار جوانان گرد

مگر کرکے رستم کو اب سرگروہ — ادھر کھینچتا ہون مین باصد شکوہ

یہہ سنکر ہوئے شاد سب نامجو — کیا سب نے اقبال اسبات کو

لگا کہنے رستم سے پھر زال زر — کہ حیران ہون مین کیا کرون ای پسر

ہوا ایک درپیش دشوار کار — کہ جسّے گریزان ہو تاب و قرار

تو کار آزمودہ نہیں اب تلک — کہ ہی ناز پروردہ زیر فلک

تجھے کیونکہ بھیجوں پئے کارزار — سوئے شیر مردان و جنگی سوار

تری مصلحت کیا ہی تو کہہ شتاب — جو ہو تجھکو منظور سو دے جواب

غرض آزماتا تھا رستم کو زال — کہ ہی یا نہیں جنگ کا کچھ خیال

یہہ بولا تہمتن کہ ہوں مرد رزم — کروں خیرہ بدخواہ کو ہی یہہ عزم

یہہ بازو ہے پرزور و دست دراز — نہیں کچھ طلبگار آرام و ناز

کدؤں اگر اسپ کو وقت جنگ — نہ ٹھہرے مرے آگے شیر و پلنگ

یہہ گفتار سن خوش ہوا زال زر — دعا دی کہ با ہم ہو تجھسے ظفر

کہا پھر یہہ رستم نے ای پہلوان — مجھے چاہئے گرز و اسپ کلان

حضور اُسکے لائے وہیں گرز سام — تہمتن ہوا دیکھکر شادکام

دکھائے تہمتن کو پھر سر بسر — وہاں گلہ اسپ تھے جسقدر

رکھا پشت پر ہاتھ جس اسپکی — وہ شد بزخم ہو گیا بس تبھی

ولے مادیان ایک تھی سخت جنگ — نگار اُسکے تھے جسم پر لاکر نگ

اور اُسکا تھا اک بچہ پیلتن — ہوا دیکھکر خوش یلاں صف شکن

یہہ چاہا کہ ڈالے کیانی کمند — کرے تا کہ اس کرہ کو پائے بند

نگاہ دکھنو رستم سے بولا گلہ بان — کمند ... [illegible]

کئے اسنے جبین بیشتر چند خون — مبادا تجھے بھی کرے سرنگون
کہ مادر ہی کرے کی خونخوار تر — غضبناک اور مردم آزار تر
تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند — سر رخش لایا وہیں زیر بند
غضبناک ہو کر وہی مادیان — دوان آئی مانند شیر ژیان
یہہ چاہا چباوے تہمتن کا سر — کہ اتنے میں رستم بھی جوں شیر نر
ہوا جبکہ میدان میں نعرہ زنان — تو ہیبت سے خیرہ ہوئی مادیان
غرض رخش تھا نام اُس کرہ کا — توانا و زور آور و چست تھا
کمند اُسکے سر پر ہوئی جبکہ بند — لگا کھینچنے تب یال ارجمند
کیا زور اُس رخش نے اسقدر — کہ رستم کو بس لیچلا کھینچ کر
ولیکن تہمتن بھی پر زور تھا — بزور اُسکو قابو میں اپنے رکھا
کیا رخش کو زین ہوا پھر سوار — بصد شادکامی یال نامدار
در گنج پھر زال نے وا کیا — تہمتن کو گنج فراوان دیا
سپاہ گران ساتھ دیکر شتاب — روانہ کیا سوئے افراسیاب
ولیکن ہوا مضطرب زال زر — نہ لایا وہ تاب فراق پسر
گیا آپ بھی بعد دو روز کے — ملا جاکے بس رستم گرد سے
یہہ کہتا تھا ہر روز افراسیاب — کہ رستم ہی کو دیکھ کہاں اُسکو تاب

جو مجھسے کرے رزم کی آرزو ۔۔۔ وہ کیا چیز ہی بس مرے روبرو
ہوا زال بھی پیر دیرینہ سال ۔۔۔ نہیں اب ہی تسخیر ایران محال
غرض اسکی تھی پردل و شادکام ۔۔۔ وے! فوج ایران تھی بیدل تمام
یہہ تھا زال کو سوچ شام و پگاہ ۔۔۔ کہ نادان نہایت ہی گرشاسپ شاہ
کوئی چاہئے بادشاہ دلیر ۔۔۔ کہ یہان جسکی ہیبت ہو مانند شیر
روانہ کئے ہر طرف مردمان ۔۔۔ کہا زال نے یون ہر اسک سے کہان
نژاد فریدون سے کوئی اگر ۔۔۔ کہین ہو تو اگر مجھے دو خبر
کسی نے کیا آن کے یون بیان ۔۔۔ کہ ہی کوہ البرز مین یک جوان
فریدون نسب شاہ فرخ نہاد ۔۔۔ دلیر و جوان نام ہی کیقباد
ہوا یہہ خبر سنکے دل شاد زال ۔۔۔ ہوا بند سے غم کے آزاد زال
یہہ رستم سے بولا کہ ای نامور ۔۔۔ کمر باندھہ اور رخش کو زین کر
روان ہو شتابی سوئے کیقباد ۔۔۔ یہہ کہہ جاکے ای شاہ فرخ نہاد
تمنا یہہ رکھتے ہین سب پہلوان ۔۔۔ کہ تو چلکے ہو بادشاہ جہان
مددگار دولت معاون ہی بخت ۔۔۔ مہیا ہی تجھکو وہان تاج و تخت
دو ہفتے میں تو پہنچیو وہان تالک ۔۔۔ زیادہ نہو دیر زیر فلک
یہہ سنکر وہین وہ یار باشکوہ ۔۔۔ روانہ ہوا سوے البرز کوہ

داستان آنا کیقباد کا رستم کے ساتھہ کوہ البرز سے ایران میں اور لڑتھنا اُسکا افراسیاب سے پھر فتح یاب ہونا کیقباد کا افراسیاب پر

اُتر کوہ البرز سے کیقباد | کہیں آکے بیٹھا تھا سرو روشاد

ہوا رستم گرد کا وہان گذر | وہ شہزادہ حیران رہا دیکھہ کر

لگا دل میں کہنے عجب ہی جوان | تماشا ہی رخش اور گرز گران

ہوا میل خاطر کہ ہو ہم نشین | تہمتن کو آواز دی بس وہین

کہ تند اِس قدر تو نہ جا اے جوان | اُتر کر ذرا اسپ سے بیٹھہ یہان

می و نقل یہہ دیکھہ تیار ہی | وہ بولا نہیں مجھکو درکار ہی

مگر اب جو اے مرد فرخ نہاد | مجھے دے نشان شہ کیقباد

یہہ کہنے لگا پھر گر آوے تو یہان | تو اُس نامور کا بھی دون نشان

ترے ساتھہ اک مرد عامل کرون | مکان تک تجھے اُسکی داخل کرون

فرو د اسپ سے رستم آیا وہین | پلایا اُسنے اِسنے یک ساتگین

لگا پوچھنے پھر کہ اے پہلوان | بتایا تجھے کس نے یہہ نام ہان

یہہ بولا تہمتن کہ اے نامور | پدر ہی مرا پہلوان زال زر

کہا مجھکو اُسنے کہ جا سوئے کوہ | وہان ہی ملکزادہ باشکوہ

جوانمردی کیقباد اُس کا نام — اُسے جاکے جلدی یہہ پہنچا پیام

کہ ہی پہلوانوں کی یہہ آرزو — کہ تو شاہ ایران ہو ای نامجو

یہہ سنکر وہ بولا کہ مین ہون قباد — پدر بر پدر نام رکھتا ہون یاد

تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا — بجا شرط خدمت کی لا کر کہا

تجھے تخت ایران مبارک مدام — ہمیشہ ترے بخت دولت بکام

تہمتن سے بولا یہہ پھر نامور — مجھے شب کو خواب ایک آیا نظر

دو باز سفید آئے ایران سے — بیٹھایا سر تخت شاہی مجھے

دم صبح پھر با دل شادمان — اُتر کوہ سے آکے بیٹھا مین یہان

ہوا اس طرف کو ترا اب گذر — بہ لطف خدا ای یل نامور

یہہ کہہ کر بہم نوش کی وہان شراب — کہی پھر یہہ رستم نے تعبیر خواب

سمجھئے مجھے اور مرے باپ کو — دو باز سفید ای شہ نامجو

بس اب اُٹھئے تا سوے ایران چلین — ترے سر پہ ہم تاج شاہی رکھین

غرض سوے ایران وہین شاد شاد — روانہ ہوئے رستم و کیقباد

قلون دلاور یل باوقار — طرف سے تھا کرشاسپ کی راہدار

یہہ سرحد مین پہنچے جب ایران کی — ہوا سد رہ آنکے وہ تب ہی

تہمتن قلون کے مقابل ہوا — سوئے رزم و پرخاش مایل ہوا

فلون نے کیا تیر اُس پر رواں — کہ سینہ ہو رستم کا وقت سناں
وہی تیر رستم نے بس چھین کر — فلون کی جو مارا وہیں سینے پر
تو کشتہ فلون دلاور ہوا — گریزندہ یک دست لشکر ہوا
بصد شادمانی وہ دونوں جوان — ہوئے پیشتر اُس مکان سے رواں
رہیں تھے نہان دشت میں شام تک — رواں شب کو ہوتے تھے زیر فلک
غرض رفتہ رفتہ وہ پہنچے وہاں — یاں نامور زال زر تھا جہان
اُسے اُس نے اک ہفتہ پنہاں رکھا — بہ شغل مے ناب شاداں رکھا
ہوئے اکدل اتنے میں پیر و جوان — تو پھر زال نے روز ہشتم وہاں
قباد دلاور کو با کر و فر — سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
کیا قصد پھر سوئے افراسیاب — ہوئے پہلوان شاہ کے ہم رکاب
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا — سوئے رزم ہر ایک مایل ہوا
اِدھر سے تو قارن یل نامدار — گیا سوئے میدان پئے کارزار
اُدھر سے شماساس آیا وہیں — ہوا ساتھ قارن کے بس گرم کین
شماساس یکسر ہوا غرق خون — زمین پر گرا اسپ سے سرنگون
پھر آئیں زال سے رستم نوجوان — پھر بولا کہ ای پہلوان جہان
مرے دل میں ہی جاؤں میدان میں — کروں خوار دشمن کو اک آن میں

پکاروں کہ اب آکے افراسیاب — مرے ساتھ ہو رزم آور شتاب

نہ کر قصد جنگ اُسّے بولا یہہ زال — مقابل جو اُسکے ہو کسکی مجال

اگر سامنے آوے افراسیاب — تو پھر زہرۂ شیر نر ہووے آب

تہمتن یہہ بولا خطر کچھ نہیں — اُسے اسپ سے لاؤن زیر زمین

یہہ کہہ کر گیا سوئے میدان دلیر — ہوا نعرہ زن جاکے مانند شیر

کہا یون کہ ای ترک افراسیاب — مقابل تو مجھسے ہو آکر شتاب

اُسے دیکھکر مردمان سے وہیں — لگا کہنے سالار ترکان چین

بتاؤ کہ ہی کون یہہ نوجوان — یہہ سنکر کیا مردمان نے بیان

کہ ہی پور زال اور رستم ہی نام — رکھے ہاتھہ مین اپنے ہی گرز سام

مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک — زبان پر یہہ گفتار لایا وہ ترک

کہ ای طفل آیا جو تو بہر جنگ — تو کیا احتیاج سنان و خدنگ

ذرا زور سر پنجہ دکھلاؤن مین — ابھی باندھہ کر تجھکو لے جاؤن مین

تہمتن نے بھی گرز کو رکھہ دیا — ہوا بے یراق اُسّے جنگ آزما

کیا ترک نے زور ہر چند پر — رہا وہ وہین قایم یل نامور

کمربند اُسکا پکڑ کین سے — اُٹھا کر تہمتن نے بس زین سے

یہہ چاہا کہ لیجائے شاہ شاد — شتابی حضور شہ کیقباد

گیا ٹوٹ لیکن دوال کمر　　وہ چہوٹ کر وہین گر پڑا خاک پر

پھر اتنے مین آپہنچے اُسکے سوار　　ہوا گرم ہنگامۂ کارزار

ادہر سے بہی دوڑے بفرمان شاہ　　کمک کو تہمتن کے پہنچی سپاہ

ہزار و نہ صد و شصت جنگی یلان　　ہوئے کشتہ ہاتہون سے رستم کے وہان

گریزان ہوئے ترک و سالار ترک　　ہوئی سرد گرمی بازار ترک

اُتر آب جیحون سے پور پشنگ　　گیا خستہ خاطر حضور پشنگ

لگا کرنے فریاد یون باپ سے　　کہ پہلے ہی کہتا تہا مین آپ سے

کہ ایرانیون سے نہ کیجے مصاف　　مجہے رکہئے اس بات سے بس معاف

ہوا کیقباد اب وہان تاجدار　　وہ ہے مرد جنگ آور و ہوشیار

بہت یون تو ایران مین ہین پہلوان　　ولے پشت سے سام کی اک جوان

عجب صاحب زور پیدا ہوا　　کہ ہم پنجہ شیر نر اُسکا ہوا

یل پیلتن رستم اُسکا ہے نام　　زبون اُس سے ہی لشکر اپنا تمام

بیان اُسکی قوت کا مین کیا کرون　　کہ بس روبرو اُسکے یک پشہ ہون

جدا کرکے یکبارگی زین سے　　پکڑ لے چلا تہا مجہے کین سے

کمر بند میرا جو ٹوٹا وہین　　تو مین ہاتہ سے اُسکے چہوٹا وہین

ہوا سو ہوا پیشتر ای پدر　　ولے اب گذشتے کو مت یاد کر

یہہ ہی مصلحت آشتی ہو بہم خون کینہ جو کیقباد اور ہم
کہی یہہ حقیقت جو پیش پشنگ تو اُس نامہ اُسنے لکھا بید رنگ
کیا دیکے ویسہ کو نامہ روان سوئے کیقباد شہ خسروان

د استان باہم صلح کرنے مین کیقباد اور پشنگ کے

حضور جہاندار ویسہ گیا سپہدار توران کا نامہ دیا
پڑھا کرکے واشاہ لے سر بسر یہہ اُسمین لکھا تھا کہ ای تاجور
اگر تور نے خون ایرج کیا منوچہر نے اُسکا بدلا لیا
ہوا پھر اُدھر عازم افراسیاب تحمل کی اُسکو تھی ہرگز نہ تاب
لیا اُسنے پاداش نوذر سے بس نکالی غرض اپنے جی کی ہوس
ہوا پور طہماسپ پھر کینہ خواہ کیا فوج تورانکو اُسنے تباہ
اور اب دوسری بار انروے آب گیا فوج لیکر جو افراسیاب
تو رستم نے اُسکو کیا پھر زبون گر ایا بخاک مذلت نگون
بہت ہمگر کینہ خواہی ہوئی بہت فوج کی بس تباہی ہوئی
یہہ بہتر ہی اب آشتی کیجئے نہ کینے کو پھر دل مین رہ دیجئے
کہ ہم تم نہیں غیر کچھہ زینہار برادر ہمین ایک جدّی ای شہریار
موافق فریدون کی تقسیم کے رہین کتخدا اپنی اقلیم کے

کریں تازہ پیمان و عہد استوار　　نہ لشکر کشی پھر کریں زینہار

غرض آب جیحون رہے درمیان　　ادھر ہم ادھر تم رہو حکمران

یہ پاسخ لکھا شاہ نے پھر وہیں　　کہ ہرگز نہیں ہمسے آغاز کیں

ادھر سے ہوئی ابتدا ظلم کی　　ولیکن خدا نے سزا تمکو دی

نہیں عہد پیمان پہ تم استوار　　تمہاری نہیں بات کا اعتبار

مگر تو اگر ہووے قول و قسم　　تو ہوں صلح پر راضی البتہ ہم

لگا کہنے رستم کہ ای تاجدار　　نہ کر صلح اور آشتی زینہار

کیا گرز نے میرے اُسکو زبوں　　ملا اب عدو کو تہ خاک و خون

یہ سنکر وہ شاہنشہ نامجو　　طلب کر کے سہراب اور زال کو

یہ بولا تمہارا جو ہو مشورا　　کرو مجھکو آگاہ اُسسے ذرا

یہ بولے وہ شاہ قوی جنگ سے　　کہ ہی صلح بہتر شہا جنگ سے

غرض شاہ نے با نشاط و خوشی　　سپہدار توران سے پھر صلح کی

دیا رستم و زال کو گنج و زر　　عنایت کئے خلعت پر گہر

کہا یوں کہ ای رستم نامجو　　ترے جسم کا ایک بھی تار مو

بعہد ملک توران نہ دون زینہار　　کرونگا فزوں تیرا جاہ و وقار

شہ ہفت اقلیم نے بعد ازاں　　روانہ کئے بابجا پہلوان

وہ لائے تصرف میں ملک وسیع ہوئے شہ کے شاہان عالم مطیع

بہت نامداروں نے پھر شاد شاد پذیرا کیا ملک کیقباد

بقصد کامیابی و فتح و ظفر گیا سوئے پارس شہ دادگر

یہ دادو دہش شاہ نے کی وہان کہ یک خلق با خاطر شادمان

ہوئی مدح خوان شہ کیقباد فریدون کو ہرگز کیا پھر نہ یاد

رہا سو برس شاہ گیتی پناہ جہان میں خداوند تاج و کلاہ

یہ سوجھا شہنشہ کو اکبارگی کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی

شہ دادگر کے تھے فرزند چار اُنھیں ایک دن شاہ فرخ تبار

طلب کر کے بولا کہ کاؤس کی عزیزو تمھارا برا بھائی ہی

یہ ہووے خداوند تاج و سریر رہو تم شب و روز فرمان پذیر

مبادا رہو اُسکے شام و سحر کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر

سبھوں نے پذیرا کیا یہ سخن بجا لائے فرمان شاہ زمن

وہ بولے کہ ہم ای شہ نامدار اطاعت سے پھیریں نہ سر زینہار

شہ نامور پھر بحکم قضا یکایک جہان سے سفر کر گیا

داستان بیٹھنا کاؤس کا تخت پر فرمانده ہی کے

ہوئے بند جب دیدۂ کیقباد تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد

خداوند اورنگ و افسر ہوا ۔ جہان پرور و عدل گستر ہوا
نگا کرنے داد و دہش روز و شب ۔ لگا رہنے مشغول عیش و طرب
ہوا ایک سازندہ حاضر وہان ۔ کہی اُسنے تعریف مازندران
کہ آب و ہوا ہی بہت خوشگوار ۔ سدا فصل گل ہی ہمیشہ بہار
یہہ سنکر کیا قصد مازندران ۔ وزیرون سے بولا یہہ شاہ جہان
کہ ہر گز نہین اب مجھے میل بزم ۔ ہوا دل طلبگار میدان رزم
مبادا اگر میں ہون آرام گیر ۔ تو برباد ہی ملک و تاج و سریر
فریدون و ضحاک و جمشید سے ۔ نہین کم ہی کچھ زور و قوت مجھے
مشقت بھی لازم ہی اُنکے مثال ۔ کہ قایم رہے افسر و ملک و مال
یہہ جی میں ہی کشورستانی کرون ۔ ہر اس ملک میں حکمرانی کرون
سپہ کھینچون اب سوئے مازندران ۔ کرون سکہ و خطبہ اپنا وہان
یہہ گفتار خاقان آفاق گیر ۔ ہوئے سنکے حیران وزیر و امیر
پلٹ پھر یہہ بولے کہ ہی بات نیک ۔ ولے جی مین کہنے لگا یون ہر ایک
فریدون و جمشید عالی وقار ۔ منوچہر شاہنشہ نامدار
رکھین یاد تھے خوب افسون گری ۔ اطاعت میں تھے اُنکے دیو و پری
باین زور و قوت وہ شاہنشہان ۔ نہ عازم ہوئے [illegible]

تہین ہی مناسب عزیمت اُدھر — کہ آتی نہین کامیابی نظر

وہ گرشاسپ وگستہم وطوس جوان — وہ گودرز اور گیو نامی یلان

وہاں تھے ولے تھی یہہ طاقت کسے — کہ شہ کو رکھین باز اِس عزم سے

ہوئے اکدل اِثبات پر گرد سب — کیا چاہئے زال کو یہان طلب

وہین زال کو ایک نامہ لکھا — رقم اُس مین احوال سارا کیا

پہنچتے ہی نامے کے وہ نامور — روانہ ہوا سیستان سے اِدھر

یہہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو — کہ بے حکم آیا ہی کیون نامجو

یلان سے جہاندار کشورکشا — یہہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا

ملے جاکے جب زال سے پہلوان — یہہ اُنسے کہا زال نے تب یلان

کہ ہم اور تم جاکے شہ کے حضور — رکھین شاہ کو اس ارادے سے دور

جب آئے حضور شہ نامور — لگا کرنے تعریف شہ زال زر

کہ تجھسا شہنشاہ باداد و دین — نہ دیکھا کہین اور سنا بھی نہین

ہمیشہ تو شاہا جہان گیر ہو — ولایت ستان تیری شمشیر ہو

شہنشہ نے گفتار لطف و کرم — کہی پیش زال ستودہ شیم

وہین رستم یل کی پوچھی خبر — وہ بولا دعاگو ہی شام و سحر

کیا اُسنے [illegible] ذکر ماثر [illegible] — یہہ سنکر کہا شاہ نے یوں کہ ہان

ارادہ میرا اسطرف ہی درست | کہ ملک گیری پہ باندھی ہی چست
کیا زال نے عرض ای تاجور | یہہ سنکر خبر مین بھی آیا ادھر
رکھون تاکہ اس عزم سے تجھکو باز | ذرا سوچ ای خسرو سرفراز
فریدون و جمشید نے پیشتر | کیا تھا ارادہ کہ جاوین اُدھر
سنا جب کہ ہی خانۂ دیوسار | طلسم اور جادو ہی وہان بیشمار
کیا تب نہ رخ سوئے مازندران | تدبر تو بھی کر ای شہ خسروان
نہ تسخیر ہو زور شمشیر سے | نہ ہاتھ آوے افسون و تزویر سے
لگے کہنے پھر سب سران سپاہ | کہ ہم ہین ترے بندۂ نیکخواہ
یہہ ہی عرض ای شاہ عالیجناب | نہین یہہ ارادہ قرین صواب
یہہ پاسخ دیا شاہ نے زال کو | کہ ای گرد دانا و فرخندہ خو
فریدون سے افزون ہی میرا حشم | منوچہر و جم سے نہین ہون مین کم
خدا ہی مرا یاور و دستگیر | کرون جاکے دیوؤن کو فرمان پذیر
طلسم اور افسون کو تورون تمام | سر بد سگالان کو پھوڑون تمام
تو ای زال اور رستم پہلوان | رہو یہان مری طرف سے حکمران
لگا کہنے پھر شہ سے وہ نیکخواہ | کہ ہم بندے ہین اور تو بادشاہ
بدل سوزی ای شاہ کشور کشا | جو کچھ عرض کرنا تھا ہمنے کیا

مجھے بھیجیے رخصت سوئے سیستان   کرے حکمرانی کو بھی اور یہان

معاون مین اُسکا رہونگا مدام   مددگار و یاور مین ہونگا مدام

غرض شاہ سے پھر سوئے سیستان   مرخص ہوا پہلوان جہان

داستان جانا کی کاؤس کا واسطے تسخیر ماژندران
کے اور گرفتار ہونا اُسکا ہاتھ مین دیوؤن کے

یہان نامور ایک میلاد تھا   اُسے شاہ کاؤس نے یون کہا

کہ سونپی تجھے مین نے اب تختگاہ   کوئی آکے ہو تجھسے گر کینہ خواہ

تو پھر زال و رستم کو بھیجو خبر   معاون ترے ہو وینگے آنکر

یہہ کہہ کر جہاندار کشورستان   روانہ ہوا سوئے ماژندران

گیا لیکے وہان لشکر بیشمار   یلان جہانگیر و جنگی سوار

بفرمان شاہنشہ نامور   گیا گیو لشکر کو لے پیشتر

جب آئی حد ملک ماژندران   تو پھر وہان سے وہ جنگجو پہلوان

زراعت کو یکسر جلاتا گیا   مکان خاک مین سب ملاتا گیا

ہوا اسطرح جو بہ عزم ستیز   تو کھینچی اُسنے بس تیغ تیز

گیا تا در شہر غارت کنان   بہت مال و زر ہاتھ آیا وہان

گلستان سے وہ شہر کچھ کم نہ تھا   زن و مرد خوش منظر و خوش لقا

ہوا شاہ ماژندران قلعہ بند | کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند
روانہ کیا ہو کے پھر ناامید | کسی دیو کو سوئے دیو سپید
کہا یوں کہ اب جان سے تنگ ہوں | کیا شاہ ایران نے مجھکو زبون
شتابی مدد کر تو اے اہرمن | وگرنہ نہ جان بر ہو یہان ایک تن
یہہ سن کر شتابان ہوا نابکار | وہ لایا بہت لشکر دیوسار
ہوا آنکر شاہ سے کینہ خواہ | ہوئی قتل ایرانکی ساری سپاہ
ولے گیو اور شاہ کاؤس بھی | وہ گودرز و گستہم اور طوس بھی
گرفتار چنگال دیوان ہوئے | پراگندہ دل اور حیران ہوئے
کہا دیو ارژنگ نے شاہ سے | کہ لائی ہوا و ہوس یہان تجھے
بہت خوب کی سیر ماژندران | یہہ سنکر کیا شاہ نے یون بیان
وزیرون نے مجھکو کیا منع تھا | ولے مین نے اُنکا نہ مانا کہا
ہوا پھر مین آخر یہان آکے خوار | نہین چارہ تقدیر سے زینہار
جہان قید تھا شہریار زمن | نگہبان تھے بارہ ہزار اہرمن

پہنچنا خبر گرفتار ہونے شاہ کاؤس کی زال زر کو
اور روانہ ہونا رستم کا واسطے مخلصی بادشاہ کے
ماژندران کی طرف ہفت خوان کی راہ سے

بوقت اسیری ہوئے سیستان | کیا تھا روان شہ نے یک پہلوان

کہ جلد پہنچاوے تا زال زر کو خبر | سو اُس پہلوان نے یہان آنکر

بیان زال سے ماجرا سب کیا | طرف سے یہ کاؤس کے پھر کہا

کہ اُس وقت میں ای یل پیلتن | نہ لایا جو خاطر میں تیرا سخن

تو پائی سزا مین نے آخر کو آہ | ہوئی کشتہ یکدست میری سپاہ

رہے زندہ باقی جو یہان چند تن | سو ہیں قیدی پنجۂ اہرمن

یہہ پیغام بر نے کہی جب خبر | تو دلگیر و غمگین ہوا زال زر

یہہ رستم سنے بولا صد افسوس ہی | کہ والی ہمارا جو کاؤس ہی

سو ہو قید اور ہم مے و جام سے | گذارین شب و روز آرام سے

یہہ ہی وقت یاری و امداد کا | کہ حق نے تجھے زور بازو دیا

نہ ہرگز رہی مجھکو اب تاب جنگ | کہ یکسر ہوئے سست بازو و چنگ

تو ہمت کو اب کام فرما شتاب | سوئے شہر مازندران جا بشتاب

قلم نے قضا کے یہہ فتح باند | لکھی تیرے نام ای یل ارجمند

خوشی سے یہہ بولا یل نامجو | کہ ہی جنگ دیوان مری آرزو

ولے دو رہی راہ سے ہی خطر | کہ وہان میرے جانے تلک ای پدر

کہین بد سگالان ناپاک خو | مبادا کہ ضایع کرین شاہ کو

بہت تنگ گیا زال نے پھر بیان | کہ نزدیک تر ہی رہ ہفتخوان
ولے راہ مین ہی بلائے عظیم | ہر اک منزل اُسکی ہی پرخوف و بیم
گر اس راہ سے جاوے ای پہلوان | تو پھر سات دن مین تو پہنچے وہان
تہمتن یہہ بولا خطر کچھ نہیں | بتائید حق زیر چرخ برین
کرون دفع مین ہر بلا کو شتاب | طلسم اور جادوستان کو خراب
کرون قتل وہان لشکر دیو کو | چھڑا لاؤن کاؤس اور گیو کو
یہہ کہہ کر ہوا رخش پر جب سوار | دعا زال نے دی کہ لیل و نہار
تو ہو کامیاب ای یل نامور | رہے ہمقرین تیری فتح و ظفر
بوقت وداع یل نوجوان | ہوئی خوب رودابہ گریہ کنان
لگی کہنے درد جدائی مجھے | ستاوے تو کیا فایدہ ہو مجھے
تہمتن نے مان کو یہہ پاسخ دیا | کہ زندان مین ہین بندگان خدا
اب اُنکے چھڑانے کو جاتا ہون مین | بالفتح و ظفر یہان پھر آتا ہون مین
غرض ہوکے رخصت سوئے ہفتخوان | شتابان ہوا رستم پہلوان
نہ ساتھ اپنے کوئی لیا زینہار | فقط رخش تھا اور وہ شہسوار

پہلی منزل کا احوال ہفتخوان کی راہ مین

کیا صید ایک گورکو وہاں شتاب — تگ کر وہیں اُسنے کہائے کباب
دیا چھوڑ صحرا میں پھر رخش کو — گیا خواب مین وہ یلاں نامجو
نمایان ہوا ایک شیر ژیان — طرف رخش کے وہ وہیں آیا دوان
تگاور سوئے جنگ مایل ہوا — ہزبر دمان کے مقابل ہوا
اُٹھا شیر کے سر پہ مارے دو دست — چبا کر کیا اُسکو دانتون سے پست
پھر آخر ہوا شیر جنگی زبون — روان اُسکے تن سے ہوا بحر خون
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر — تو حیران نہایت ہوا دیکھ کر
کہا رخش سے ہو کے یون خشمناک — کہ تجھکو اگر شیر کرتا ہلاک
تو لے کون جاتا سلاح و سلب — بڑا ہی کیا تھا یہہ تو نے غضب
اگر پھر ہو کوئی بلا آشکار — تو ہونا مقابل نہ تو زینہار
تو بیدار و ہشیار کرنا مجھے — شتابی خبردار کرنا مجھے

دوسری منزل کا احوال ہفتخوان کی راہ مین

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر — تو رستم روانہ ہوا پیشتر
نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہین — ہوا تشنہ پانی نہ پایا کہین
خدا سے تہمتن نے کی التجا — کرمت رکھہ تو بندون پہ سختی روا
نمایان ہوا ایک آہو وہان — کہ آیا تہمتن کے آگے دوان

پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام　　یہہ سمجھا وہیں رستم تشنہ کام

کہ بیشک ہے بخشایش کردگار　　یہہ دیکھ آسکے دلکو پھر آیا قرار

ہوا پھر جو دنبال آہو روان　　تو پہنچا سر چشمہ وہ پہلوان

سپاس خداوند لایا بجا　　اُتر رخش سے اُسنے پانی پیا

کیا گور کو تیر سے پھر شکار　　اور آتش بھی کی سنگ سے آشکار

تناول کئے بس بنا کر کباب　　ہوا پھر وہیں گرم آرام و خواب

گئی جب گذر نصف شب تب وہان　　ہوا ظاہر اک اژدہا ناگہان

کہ ہشتاد گز وہ درازی مین تھا　　غضبناک تھا قہر تھا بد بلا

ہوا رخش گرم خروش و فغان　　کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان

ہوا وہ تو بیدار پر اژدہا　　نہان وہ وہیں زیر زمین ہو گیا

خفا رخش سے ہوکے بولا دیون　　کہ ناحق کیا مجھکو بیدار کیون

یہہ کہکر تہمتن وہیں سو گیا　　پھر اتنے مین نکلا وہی اژدہا

کیا رخش نے پھر جو دیکھ اُسکو شور　　تو جاگا وہیں رستم بیل زور

دلے پھر وہیں اژدہائے پلید　　بزیر زمین ہو گیا ناپدید

نہ آیا نظر کچھ جب راست جب　　کیا رخش پر اُسنے خشم و غضب

چ

اگر پھر ہوئی تجھسے ایسی خطا — توسر تن سے تیرے کرون مین جدا
پیادہ سوئے شہر مازندران — روان لیکے ہون تیغ و گرز گران
گیا خواب میں جب یل ارجمند — تو نکلا وہین اژدہائے بلند
ہوا پاس رستم کے ایستادہ رخش — ہوا جانفشانی کا آمادہ رخش
جدھر آوے تھا اژدہائے سیاہ — اُدھر رخش ہوتا تھا پس سد راہ
وہ جب متصل آگیا ناگہان — ہوا تب خروشان و حملہ کنان
پھر اتنے مین بیدار رستم ہوا — وہین گرم پیکار رستم ہوا
تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ — دلیری سے ماری وہین بیدریغ
ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر — قوی اژدہا کے ذرا پوست پر
یہہ چاہا کرے زخم دیگر رہا — کہ تا ہووے پارہ تن اژدہا
پہر اتنے میں آیا سوئے پہلوان — دہن کرکے وا اژدہائے دمان
دم اژدہا کم نہ آتش سے تھا — وہ ناچار سوئے عقب ہٹ گیا
جو دیکھا کہ رستم پہ ہی وقت تنگ — کیا کام یہہ رخش نے بیدرنگ
کہ دانتوں میں پکڑا اُسے دوڑکر — پھر اُس اژدہا نے اُٹھایا نہ سر
تہمتن نے یک تیغ ماری وہین — ہوئی خون سے اُسکے رنگین زمین
ہوا کشتہ جب اژدہائے دمان — تو لایا بجا شکر حق پہلوان

تیسری منزل کا احوال ہفتخوان کی راہ مین

روانہ ہوا رہان سے پھر صبحگاہ ۔ دراز آئی درپیش اُس روز راہ

سر شام پہنچا وہ یک چشمے پر ۔ کہ سبزہ بھی تھا خوب وہان تازہ تر

ہوا جب کہ رستم سکونت گزین ۔ تب آئی وہان ایک زن مہ جبین

صراحی مے ہاتھ مین اُسکے تھی ۔ نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی

بہت خوب تھا اُسکے بر مین لباس ۔ غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس

تہمتن نے اُسکو بغل مین لیا ۔ اور اک جام مے اُسنے لیکر پیا

پھر احوال رستم نے پوچھا تمام ۔ لگی کہنے تب یون بت لالہ فام

کہ ہون مین زن صالح وحق پرست ۔ مجھے وہ خداوند بالا ودست

بیابان مین پہنچاوے ہی نقل ومی ۔ جو کچھ چاہئے یہان سو موجود ہے

ترنم سرا پھر ہوئی نازنین ۔ ہوا سنکے رستم مسرت قرین

یہان تک وہ محظوظ وخورم ہوا ۔ کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا

نہ جانا کہ یہ زن ہی اک سحرکار ۔ ہوا راز پنہان نہ کچھ آشکار

ہوئی وہ بھی مستفسر حال جب ۔ زبان پر وہ لایا وہین حمد رب

سنا جب کہ نام جہان آفرین ۔ ہوا تیرہ رنگ رخ نازنین

تہمتن یہ تب پھر ہوا آشکار ۔ کہ ہی ساحرہ کوئی یادیوساد

گیا وہ وہیں اُسکو اسیر کمند　　غضبناک ہو پھر یل ارجمند

پھر بولا کہ تو کون ہی سچ بتا　　زن ساحرہ ہون پھر اُسنے کہا

قلم تیغ سے کرکے پھر اُسکا سر　　گیا خواب مین وہ یل نامور

چوتھی منزل کا احوال هفت خوان کی راہ مین

جو وہانسے ہوا صبحدم رہ نورد　　تو پہنچا عجب دشت مین شیرمرد

کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر　　اندھیرا رہے تھا وہان بیشتر

وہ طی کر گیا راہ تاریک کو　　سر چشمہ پہنچا یل نامجو

گیا خواب مین وقت شب پہلوان　　تب آیا وہان دشتبان ناگہان

جڑی ایک چوب آنکے پانو پر　　ہوا وہ وہین بیدار وہ نامور

لگا کہنے رستم سے یون دشتبان　　کہ اولاد گرد ولاور جوان

یہان کا ہی حاکم بڑا ہی دلیر　　کہ جسکے مقابل نہو نرہ شیر

تصرف مین ہی چند فرسنگ زمین　　پرندے کا بھی یہان گذارا نہین

تو ہو جان سے سیر آیا اگر　　گریزندہ ہو یہانسے اب زودتر

وگرنہ جو اولاد آجائیگا　　تو پھر ہاے جانے نہین پائیگا

مجھے تجھہ پر آتا ہی رحم اے جوان　　کہ ضایع کہین تو نہووے یہان

یہہ سنکر تہمتن نے ہو خشمگین　　پکڑ کان اُسکے اُکھارے وہین

طمانچا جڑا منہہ پہ پھر اسقدر ‌ ‌ ‌ کہ بینی و دندان جھڑے سر بسر

گیا دشتبان پاس اولاد کے ‌ ‌ ‌ کیا حال سے جاکے واقف اُسے

وہ مشغول صید افگنی تھا کہین ‌ ‌ ‌ یہہ سنکر سپہ لیکر آیا وہاین

اُسے دیکھکر رخش پر ہو سوار ‌ ‌ ‌ مقابل ہوا رستم نامدار

یہہ اولاد رستم سے کہنے لگا ‌ ‌ ‌ مجھے تک بتا نام تیرا ہی کیا

کہ بے نام مارا نجاوے تو یہان ‌ ‌ ‌ یہہ گفتار سنکر یل نوجوان

لگا کہنے یون نام میرا ہی ابر ‌ ‌ ‌ قوی زور ہون مثل پیل و ہزبر

دلیر و نکا زہرہ وہین آب ہو ‌ ‌ ‌ سنین گر کہین وہ مرے نام کو

پھر اولاد بولا بتا یہہ مجھے ‌ ‌ ‌ کہ آیا ہی تو کون سی راہ سے

یہہ بولا وہین رستم نامور ‌ ‌ ‌ رہ ہفتخوان سے مین آیا ادھر

بہ نیروے بازو و فضل خدا ‌ ‌ ‌ سہ منزل مین کی دفع ہر سہ بلا

چہارم یہہ منزل جو در پیش ہی ‌ ‌ ‌ تو یہان سد رہ ای بداندیش ہی

ترے تن سے بھی اب جدا سر کرون ‌ ‌ ‌ تہہ تیغ یکدست لشکر کرون

سنا جبکہ اولاد نے یہہ کلام ‌ ‌ ‌ تو بس اُڑ گئے ہوش اُسکے تمام

کیا خوف و ہیبت نے دلمین اثر ‌ ‌ ‌ نہ ہرگز بڑھا آپ پھر پیشتر

بہ اردو سے بولا کہ یکبارگی ‌ ‌ ‌ کرو حملہ دوڑا کے اب بارگی

وہ جنگ آوران کھینچ کر تیغ کین　　ہوئے رستم گرد آئے وہین

کوئی پہلوان بیشتر سب سے تھا　　اُسے پہلے رستم نے کشتہ کیا

لگا قتل کرنے جب وہ راس پھر　　نہ آیا کوئی پہلوان پاس پھر

سپاہ مخالف گریزان ہوئی　　بیابان مین یکسر پریشان ہوئی

وہ اولاد بھی پھر فراری ہوا　　وہین دشت پیمائے خواری ہوا

کیا پھر نہ آرام رستم نے وہان　　ہوا اُسکے دنبال وہ وہین روان

وہ جاتا تھا گاہے اِدھر گہ اُدھر　　غرض مثل روباہ تھا حیلہ گر

ہوا اگرچہ عاجز یل نامدار　　ولیکن نہ چھوڑا اُسے زینہار

پہنچ اُسکے نزدیک ڈالی کمند　　لیا کھینچ اولاد کو کرکے بند

دیئے باندھ ہاتھ اُسکے پھر اُستوار　　پھر اک چشمے کے پاس پاکر قرار

شجر سے دیا باندھ اولاد کو　　ہوا استراحت کنان نامجو

پانچوین منزل کا حال ھفتخوان کی راہ مین

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار　　تو بولا یہہ اولاد سے نامدار

کہ دیو سفید اور کاؤس شاہ　　ہوئے تھے جو رزم آور و کینہ خواہ

وہ احوال کر تو مفصل بیان　　کہی اُسنے القصہ سب داستان

یہہ رستم نے چاہا وہین بیدریغ　　کہ اولاد کو کیجئے زیر تیغ

باصد عجز اُسنے کیا یون بیان　　کہ مت قتل کر مجھکو ای پہلوان

کرونمین شب و روز فرمان بری　　کرون رات دن خدمت و چاکری

لگا کہنے رستم کہ کاؤس شاہ　　مقید جہان ہی بحال تباہ

وہان تک اگر لے چلے تو مجھے　　تو کشتہ کرون مین نہ ہرگز تجھے

بتادے تو گر جائے دیو سفید　　تو بر آوے تیرے بھی دل کی اُمید

پذیرا کیا اُسنے اِس بات کو　　یہہ ظاہر کیا پھر کہ ای نامجو

مکان ایک ہی درمیان دو کوہ　　وہان شاہ کاؤس گردون شکوہ

گرفتار ہی اور سر کوہسار　　نگہبان ہمین دیو بارہ ہزار

دیا جب کہ زندان کا اُسنے نشان　　تب اُسپر تہمتن ہوا مہربان

رہا وہ ہمین اولاد کو پھر کیا　　ولے قول اور عہد و پیمان لیا

کہا یون کہ اب رہنمائی تو کر　　مراعات تجھپر کرون بیشتر

وہ بولا کہ نزدیک ہی وہ مکان　　جہان قید ہی بادشاہ جہان

وہی شہر ازندران کی ہی راہ　　کہ ہی دیوزادون کی آرامگاہ

اور اک دشت بزگوش ہی درمیان　　کہ سنگ گران سنگرہ ہمین جہان

اور اُس دشت سے شہر تک پاسدار　　سواران جنگی ہمین نہصد ہزار

سوا اُسکے ای پہلوان جہان　　ہزار و دو صد پیل جنگی ہمین وہان

گذر اُس مکان سے ہی دشوار تر　　مرا پا ہی تو سنگ و آہن اگر
یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن　　لگا کہنے اولاد سے پیلتن
تو ہان دیکھنا پھر کہ زیر فلک　　کہ تو راہبر ہو اگر وہان تلک
ملاتا ہون کیونکر تہ خون و خاک　　کرون ہون مین کسطرح سبکو ہلاک
یلان پیلتن رستم پہلوان　　ہوا ساتھ اولاد کے پھر روان
مقابل نہ آئی کوئی وہان بلا　　جہان تک تعلق تھا اولاد کا
ہوا دشت مین بے خطر رہ نورد　　غرض اس شب و روز وہ شیر مرد
تہمتن کو ناگاہ آیا نظر　　کہ مین نصف شب قلعۂ کوہ پر
جو پوچھا تو اولاد نے یون کہا　　کہ آتش ہی افروختہ جا بجا
یہی ہی کہ آتش ہی روشن جہان　　کہ دروازۂ شہر مازندران
سکونت کرین ہین جہان روز و شب　　وہ دیو سپید اور بھی دیو سب
کہ دستور اُنکا ہی ہر شب یہی　　فروزندہ ہر دیو نے آگ کی
ہوا دشت مین پھر سکونت گزین　　یہہ سنکر ہوا وہ مسرت قرین
روان یہان سے ہم ہونگے وقت سحر　　کہا اب تو ہی شہر نزدیک تر
دیا باندھہ اور سو رہا نامجو　　درخت ایک تھا اُسسے اولاد کو
ولے راہ مین شرط تھی احتیاط　　بہم گرچہ تھا عہد اور اختلاط

چوتھی منزل کا حال هفت خوان کی راہ میں

دم صبح اولاد کو ساتھ لے — روانہ ہوا رستم اُس دشت سے

وہ لے تھی کمند اُسکی گردن میں تند — وہ رہبر تھا پیش یال ارجمند

پھر اولاد بولا کہ ای نامور — یہہ منزل ہی پر خوف و بیم و خطر

نگہبان ہیں ارژنگ و بیدار ژنگ — نہیں جن سے اِنسان کو تاب جنگ

نہ اندیشہ رستم نے ہرگز کیا — جہاں دیو ارژنگ تھا واں گیا

دلیرانہ جا کر کیا جب غریو — تو خیمے سے نکلا وہ ارژنگ دیو

تہمتن کے مارے کمر میں دو دست — کہ تا پہلوان کو کرے وہ ہمین پست

تہمتن نے ہاتھ اُسکے رکھ کتف پر — پکڑ دوسرے ہاتھ سے اُسکا سر

اُسے خاک پر سر فگندہ کیا — سر دیو ناپاک کندہ کیا

جہاں اور دیوؤں کی تھی انجمن — دیا پھینک وہاں بس سر آہرمن

ہوئے پھر گریزندہ سب دیوزاد — ہوا وہاں سے رستم روان شاد شاد

سر کوہ جس دم کہ رکھا قدم — ہوا وہاں توقف کنان ایک دم

روانہ ہوا پھر یال ارجمند — غرض کر کے طی راہ پست و بلند

جہاں شاہ ایران گرفتار تھا — وہاں ساتھ اولاد کے وہ گیا

موکلی وہاں خواب غفلت میں تھے — بغلگیر سلطان ہوا گرد سے

شہنشہ نے پوچھا جو احوال راہ　　تو رستم نے یکسر کہا پیش شاہ

گرفتار زنجیر کاؤس تھا　　تہمتن نے اُسدم ارادہ کیا

کہ بکدست تر رہے وہ نبدگران　　کہ اتنے مین جاگے وہان پاسبان

لیا گھیر رستم کو بس آنکر　　وے پہلوان کو نہ تھا کچھ خطر

جو سردار تھا قوم کا بند دیو　　مقابل ہوا وہ ہین کرکے غریو

وہ بولا کہ میں نے بفضل خدا　　کیا تن سے ارژنگ کے سر جدا

کسی کو ہوئی پھر نہ یارائے جنگ　　گریزان ہوئے دیو سب بیدرنگ

خدا نے دیا اس قدر مجھکو زور　　کہ دیوؤنکو سمجھون ہون مانند مور

مرے ہاتھ ہی مرگ دیو سپید　　مین آیا یہی کرکے دل میں اُمید

کرون قتل اُس دیو ناپاک کو　　نہ جان اپنی دے ہوکے تو رزم جو

اطاعت مری کر تو اب اختیار　　کہ پرخاش بہتر نہیں زینہار

اگر جنگ کی دل مین ہی کچھ ہوس　　تو سر تیرا اور تیغ بران ہی بس

ہوا دیو فرمان بر اُسکا وہیں　　کہ پیدا ہوئی ہیبت تیغ کین

کہا اور دیوان ناپاک کو　　کہ مت آؤ پیش یلان ناجو

گرفتار تھے جتنے ایرانیان　　اُنھین لاکے حاضر کیا پھر وہان

لگا کہنے رستم سے پھر اہرمن　　کہ دیو سپیدا ای یل پیلتن

ہوا کشتہ گر ہاتھ سے تیرے وہان　　تو فرمان بری ہم کرین سب یہان

تہمتن روان اُس مکان سے ہوا　　اور اک دیو ساتھ اُسکے وہانسے ہوا

بیابان مین تھا وقت شب رہ سپر　　وہ اولاد اور دیو تھا راہبر

پڑا ایک لشکر نظر دور سے　　کہ افزون ملخ سے تھا اور مور سے

یہہ اولاد سے پوچھنے وہ لگا　　کہ یہہ فوج کسکی ہی مجھکو بتا

وہ بولا کہ ہی فوج دیو سپید　　سنایا سوا اُسکے اور اک نوید

کہ نکلے ہی جب چرخ پر آفتاب　　تو ہر دیو ہوتا ہی پھر گرم خواب

گر اُسوقت تو اُنسے ہو کینہ خواہ　　تو پھر ہو مظفر بفضل الٰہ

جو تھی بات اولاد کی دل پذیر　　ہوا رات کو رستم آرام گیر

حال ساتوین منزل کا هفتخوان کی راہ مین

سحر جبکہ خورشید تابان ہوا　　یلان پیلتن تب شتابان ہوا

جہان لشکر دیو تھا وہان گیا　　کوئی خواب مین کوئی بیدار تھا

تہمتن کمر سے وہین کھینچ تیغ　　لگا قتل کرنے اُنھین بیدریغ

ہوئے پھر خبردار یکدست دیو　　کیا گرد رستم کو کرکے غریو

چپ و راست تھا تیغ زن پہلوان　　جو آیا مقابل ہوا کشتہ وہان

رہی جب نہ زنہار تاب ستیز　　تو لی وہانسے دیوؤن نے راہ گریز

پھر آیا وہاں با دل پر اُمید　سوئے خانہ وجائے دیو سپید
پر از جادوان تھا وہ یکسر مکان　نہ تھا نام کو روشنی کا نشان
وہی دیو رہبر ہوا رہنما　یہاں پہلوان کو وہان لے گیا
کوئی غار تاریکتر تھا وہان　کہ دیو سپید لعین تھا جہان
نکل غار سے وہ مقابل ہوا　سوئے رستم گرد مایل ہوا
اُسے دیکھ رستم ہوا خوفناک　پنہ لیگیا سوئے یزدان پاک
دلیری سے پھر لیکے نام خدا　کیا زخم شمشیر اُس پر رہا
ہوئی خستہ اُس زخم سے ران دیو　ولے دوڑ کر اُسنے کرکے غریو
بغل مین لیا اپنی رستم کو داب　لگا زور کرنے وہ خانہ خراب
جوان نے بھی اُسدم کیا خوب زور　دلیرانہ باہم کیا خوب زور
اِدھر یون کہے تھا یہان نامجو　کہ اب دیکھئے جان بری کیونکہ ہو
اُدھر دل مین کہتا تھا دیو سپید　کہ ہون جان سے آج مین نا اُمید
غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی　اِدھر اور اُدھر سے درشتی ہوئی
بہم ہو کے عاجز ہوئے پھر جدا　جدا ہو کے اکدم توقف کیا
زمین پر یکایک پڑی جو نظر　تو دیکھی زمین خون سے رستم نے تر
یقین یہہ ہوا زخم کاری لگا　ہوا دل قوی رستم گرد کا

اُٹھایا پکڑ کر کمر دیو کو دیا پھر پٹک خاک پر دیو کو
کیا وہین خنجر سے اُسکو ہلاک نکالا جگر دل کیا اُسکا چاک
نگہ کی جو رستم نے پھر سوئے غار تو کشتہ بہت پائے وہاں دیو سار
یہہ پوچھا اُنھین قتل کسنے کیا جواب اُسکو اولاد نے یہہ دیا
کہ باجان دیو سپید لعین ہراک کی تھی وابستہ جان حزین
ہوا کشتہ جب وہ تو سب مر گئے جہنم مین ساتھہ اُسکے یکسر گئے
یہہ کہہ کر کہا پھر کہ ای نامدار کچھ انعام کا ہون مین اُمیدوار
تہمتن یہہ بولا تجھے ای جوان کرون حاکم شہر مازندران
پھر اولاد کو وہ جگر دیو کا یہان پیلتن نے حوالے کیا
وہ وہین پھر وہانسے پھرا شاد شاد گیا پیش کاؤس فرخ نہاد
دیا مژدۂ فتح جب شاہ کو تو شادان ہوا خسرو نامجو
لگا کہنے یون شاہ باداد و دین کہ ای مرحبا آفرین آفرین

سر نوسے جلوس فرمانا کاؤس کا تخت پر اور خوشی
کرنا اور شاہ مازندران کو نامہ لکھنا

جو سردار دیوؤن کا تھا بید نام ہوا وہ مطیع شہ ذوالکرام
وہ لایا وہان ایک اورنگ زر ہوا اُسپہ کاؤس کی جلوہ گر

وہ گودرز و گستہم اور طوس و گیو — وہ گرگین و بہرام اور خیال دیو
ہوئے ایستادہ چپ و راست سب — کمر بستہ چون بندگان باادب
یلان نامور رستم پہلوان — سر کرسئی زر تھا جلوہ کنان
سر نو ہوئی محفلِ انبساط — مہیا ہوا ساز و برگ نشاط
رہا سات دن تک یہہ جشن طرب — رہے روز و شب مایلِ عیش سب
سوئے شاہ مازندران بعد ازان — کیا شاہ نے لکھکے نامہ روان
فرستادے کا نام فرہاد تھا — غرض نامۂ شاہ وہ لیگیا
دیا شاہ مازندران کو شتاب — کہا یون کہ لکھ دیجیے اُسکا جواب
شہ جادوان نے پڑھا کرکے وا — لکھا تھا کہ یک گرد زور آزما
روان ہوکے ایران سے آیا ہی یہان — قوی زور ہی مثل شیر ژیان
دلیر و جوان مرد رستم ہی نام — ہزبر افکنی ہی سدا اُسکا کام
وہ دیو سپید اور ارژنگ دیو — جہان مین تھا قوت کا جنکی غریو
ہوئے ساتھ رستم کے جب گرم جنگ — تو دونون ہوئے کشتہ پھر بیدرنگ
کہان ہی تجھے رزم کی اُسکے تاب — تو حاضر ہو اب آنکر یہان شتاب
ہمین ملک اپنا حوالے تو کر — تجھے خواہش خیر ہی کچھ اگر
تیرے حق مین بہتر ہی فرمان بری — وگرنہ ہی دشوار پھر جان بری

یہہ مضمون پڑھا جب تو ہو کر خفا	شہ جادوان نے یہہ پاسخ دیا
کہ دیو سپید اور ارژنگ گر	ہوئے کشتہ تو یہان ہوا کیا ضرر
ہزارون ہیین دیوان پیکار جو	قوی بازو و کینہ و تند خو
سوا انکے ہین پاس میرے شہا	ہزار و دو صد پیل جنگ آزما
تو نازان ہی اک رستم گرد پر	یہان ہیین ہزارون یل نامور
ارادہ کرون گر تو فرصت نہ دون	بس ایکدم مین تسخیر ایران کرون
ترے ساتھہ مین نے برا کیا کیا	کہ زندان میں تجھکو زندہ رکھا
رہائی تری ہو گئی ناگہان	غنیمت سمجھہ اسکو اب بیگمان
تو جا خیر سے سوئے ایران زمین	نہ ہرگز مرے ساتھہ ہو گرم کین
کرونگا تجھے قید گر ابکی بار	تو جیتا نہ چھوڑونگا پھر زینہار
فرستادہ لیکر جواب پیام	پھر آیا حضور شہ ذوالکرام
سنا اور دیکھا تھا جو کچھہ وہان	کیا پیش کاؤس یکسر بیان
پڑا فکر مین شاہ فرخندہ خو	لگا کہنے تب رستم نامجو
مجھے نامہ لکھہ دیجئے ابکی بار	کہ تا جاؤن مین وہان فرستادہ وار
یہہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ	ہوا بند سے غمکی آزاد شاہ
تہمتن کی تعریف کرنے لگا	پھر اُس نے رقم وہین نامہ کیا

لکھا یون کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ　　ہماری اطاعت سے آپ منہ نہ موڑ

نہیں تیرے لشکر سے ڈرتے ہین ہم　　تجھے پھر خبردار کرتے ہین ہم

سمجھ گر تو ہی عاقل و پیش بین　　کہ پرخاش زنہار بہتر نہیں

اگر آکے حاضر ہو یہان ایکبار　　ترا ملک تجھ پر رہے برقرار

وگرنہ تجھے خوب پہنچے زیان　　رہے پھر نہ تو اور نہ مازندران

ہوئی مہر کاؤس جب نامے پر　　روان تب ہوا رستم نامور

حضور سپہدار مازندران　　کیا جاکے یون مردمان نے بیان

کہ آیا ہی پھر ای شہ نامور　　فرستادہ اک زور با کروفر

قد و جسم ہی مثل پیل بلند　　رکھے ہی وہ پاس اپنے تیغ و کمند

قوی ہیکل اسکا اسپ ہی زیر ران　　عجب شان و شوکت کا ہی وہ جوان

شہ جادوان نے وہین پیشوا　　روانہ کئے گرد زور آزما

یلان پیلتن نے اُنھین دیکھ کر　　اکھاڑا وہان اک تناور شجر

اُسے دیکے جولان طرح نیزے کی　　جونزدیک پہنچا تو چھوڑا تبھی

بہت گرد اُسکے تلے دب گئے　　یہ دیکھا تو حیرت مین پھر سب گئے

اشارون مین کہنے لگے یون بہم　　کہ دکھلاوین کچھ زور اپنا بھی ہم

کیا ایک نے پنجہ اپنا دراز　　ہوا خندہ زن رستم سرفراز

تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا | کہ ہم پنجہ کا ہاتھہ رنجہ کیا
جدا ہو گئین اُسکی رگہائے دست | ہوا مرد زور آزما وہین پست
وہ بیتاب و بیخود ہوا اِسقدر | کہ بس گر پڑا آپ سے خاک پر
خبر سنکے یہہ شاہ مازندران | یہہ سمجھا کہ رستم یہی ہی جوان
کلانپور اک گرد پرزور تھا | اُسے شاہ مازندران نے کہا
کہ تو بھی اُسے زخمی و خستہ کر | دل و پنجے کو اُسکے بشکستہ کر
کلانپور آیا غضبناک ہو | لگا کہنے یون رستم گرد کو
ذرا مجھسے ہم پنجہ ہوای جوان | کہ دیکھون ترا ہین بھی زور و توان
مقابل وہین پھر تہمتن ہوا | کلانپور سے پنجہ افگن ہوا
اُسے بھی کیا ایکدم مین زبون | کیا اِسکے سر پنجے کو غرق خون
حضور خداوند آیا وہ مرد | پراگندہ خاطر گرفتار درد
دکھایا اُسے دست آویختہ | کہ رگ اور ناخن تھے سب ریختہ
کہا پھر کہ بہتر نہین کارزار | رہ آشتی کر تو اب اختیار
کلانپور نے جب کیا یہہ بیان | ہوا پر غضب شاہ مازندران
کیا پھر طلب رستم گرد کو | گیا جب حضور اُسکی وہ نامجو
لگا کہنے تب شاہ مازندران | کہ تو ہی مگر رستم پہلوان

یہہ سنکر دیا اُسنے پاسخ وہین | کہ رستم کا ہون چاکر کمترین
یہہ کہکر وہ نامہ حوالے کیا | وہ پڑھکر ہوا پھر نہایت خفا
تہمتن یہہ بولا کہ لکھئے جواب | لکھا پاسخ نامہ اُسنے شتاب
کہ یہان تجھسے ہی دعوی ہمسری | نہو ہمسے جو یاسے فرمان بری
ہمارا تو ہو بالکہ فرمان پذیر | کہ قایم رہے ملک و تاج و سریر
بزرگون سے تیرے نچاہا کبھو | کہ تا سوئے ماژندران لاوین رو
تو باہر نہ انداز سے رکھہ قدم | نہ پھر اپنی جان پر روا رکھہ ستم
تہمتن سے یون وقت رخصت کہا | کہ کاؤس کی کر اطاعت شہا
نہ برباد دے اپنا دیہیم و تخت | روانہ ہوا کہہ کے دشوار و سخت
حضور شہنشاہ کاؤس جب | وہ آیا تو بولا زروئے طرب
کہ اب کیجیے آراستہ ساز جنگ | روان ہوجیئے شوق سے بیدرنگ

داستان لڑنا شاہ کاؤس کا شاہ ماژندران سے اور
مارا جانا شاہ ماژندران کا رستم کے ہاتھہ سے
اور فتح پانا شاہ کشورستان کا

اُدھر سے جہاندار کشور ستان | اُدھر سے سپہدار ماژندران
صف آرا ہوئے جاکے میدان میں | ہوا حشر برپا پھر اُس آن مین

کوئی دیو جو تھا وہاں بیدرنگ | ہوا آکے رستم سے جویاے جنگ

لگا جبکہ اسکے زخم نوک سنان | رہی دیو کے پھر نہ قالب میں جان

شہ جادوان نے کہا فوج کو | کہ اکبارگی اب تو حملہ کرو

ہوا گرم ہنگامۂ کشت و خون | ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون

ہوا بوق اور کوس کا یہہ خروش | کہ یکسر پریشان ہوا مغز و ہوش

ہوا گیر ہو کر غبار زمین | گیا تا سر سقف چرخ برین

دو لشکر بہم حملہ آور ہوئے | ہزاروں تن اکدم مین بے سر ہوئے

بہ شمشیر و گرز و سنان و خدنگ | رہا گرم یک ہفتہ بازار جنگ

ہوا روز ہشتم درخشندہ جب | یہہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب

کہ یارب مرے ہمقرین ہو ظفر | زبون ہوئین دیوان بیداد گر

وہین غیب سے پھر یہہ آئی ندا | کہ ہی فتح تیری بفضل خدا

یہہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد | گیا سوئے ناورد گہہ شاد شاد

کہا حملہ آور ہو ساری سپاہ | کرو فوج مازندران کو تباہ

تہمتن سوئے شاہ مازندران | شتابان ہوا مثل پیل دمان

کھڑے تھے اُسکے آگے پیلان مست | کیا گرز سے اُسنے ہراک کو پست

کشادہ ہوئی راہ جب سربسر | گیا راست تب رستم نامور

نہ ہاتھہ سے گرز اُسدم ہوا طابگار نیزہ وہ رستم ہوا
وہیں گیو نیزہ وہاں لیگیا تہمتن کو جاکر حوالے کیا
یل پیلتن لیکر اُس نیزے کو شہ جادوان سے ہوا رزم جو
وہی نیزہ مارا کمر بند پر کیا غرق خون بس اُسے سر بسر
جو کشتہ ہوا شاہ مازندران ہزیمت پڑی فوج کے درمیان
گریزان ہوئے مردم و اہرمن پریشان ہوئے زیر چرخ کہن
بہ فیروزی و فتح شاہ جہان ہوا داخل شہر مازندران
شہ جادوان کا جو تھا تختگاہ ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ
ہوئے مردم شہر و دیوان تمام پرستار شاہنشہ ذو الکرام
بہت ہاتھہ آیا وہاں مال و گنج ہوا دور یکدست پھر دل سے رنج
سپاس عنایات لطف خدا جہاندار کاؤس لایا بجا
طلب کر کے اولاد کو بعد ازان کیا حاکم شہر مازندران

داستان لوٹنا کاؤس کا مازندران سے ایران کی طرف
اور چڑھائی کرنا اُسکا ہاماوران پر اور خواستکاری
کرنا شاہ ہاماوران کی لڑکی کی

بتائید اقبال و نیروی بخت جو مازندران سے لیا تاج و تخت

تو پھر سوے ایران با فتح و ظفر　　روانہ ہوا خسرو نامور

ہوئی ایک عالم کو یہہ آگہی　　کہ با شوکت و فر شاہنشہی

خدیو جہانگیر کاؤس کی　　بلند اقتدار اور زبردست ہی

کیا جسنے تسخیر مازندران　　ہوا خیال دیوان پہ اب حکمران

ہوئے سرکشان سنکے اندیشہ مند　　مبادا کہ ناگاہ پہنچے گزند

بہت بادشاہان گردن فراز　　ہوئے گام فرسائے راہ نیاز

ہراک نے زر و گوہر و طوق و تاج　　حضور اُسکی بھیجا برسم خراج

اطاعت پہ جسنے نہ باندھی کمر　　تو اُسکی ولایت کو پہنچا ضرر

بہت کجروان شہ نے سیدھے کئے　　مکان ملک توران کے اکثر لئے

نہ لیکن ہوا شاہ ہاماوران　　مطیع جہاندار کشورستان

نمایان ہوئی اُسّے جب سرکشی　　تو کی شاہ نے اُس پہ لشکر کشی

کیا اسقدر پہلوانون نے تنگ　　کہ ہرگز رہی پھر نہ یارائے جنگ

وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام　　صنوبر قد و گلرخ و لالہ فام

جہاندار اُسکا ہوا خواستگار　　نہ انکار اُسنے کیا زینہار

بندھا عقد باہم برسم شہان　　ہوا شاہ کاؤس پھر مہربان

رکھا ملک ہاماوران برقرار　　مراعات کی اور بھی بیشمار

پیام سپہدار ہاماوران یہہ آیا حضور شہ خسروان
کہ تشریف اب قلعے مین لائیے یہان تک قدم رنجہ فرمائیے
قبول اب مری میہمانی کرو میرے حال پر مہربانی کرو
کیا شہ نے اقبال اسبات کو ۔ ولیکن وہ دلدار فرخندہ خو
یہہ بولی کہ ای خسرو نامدار مرے باپ کا کچھ نہیں اعتبار
وہ کم بخت ظالم تبہ کار ہی بڑا ہی دغاباز و مکار ہی
نہ جاؤ غرض قلعے کے درمیان کہ ہرگز نہیں خوب جانا وہان
کیا منع سو دابہ نے چند بار نہ مانا ولے شاہ نے زینہار

جانا کاؤس کا مہمانی کھانی کے طور پر شاہ
ہاماوران کے گھر اور وہان گرفتار ہوجانا اُسکا
اور آنا افراسیاب کا اُس خبر کو سنکر توران سے
اور لے لینا اُسکا ایران کو

ہوا جاکے مہمان شہ کامگار گئے ساتھ اُسکے کئی نامدار
وہان سات دن رونق افزا رہا نہ وسواس و اندیشہ ہرگز کیا
تمنا سے سالار ہاماوران براہی کہ آیا وہ شاہ جہان
شب و روز خدمت مین حاضر رہا جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا

کہون کیا کہ خدمت میں خوشدل کیا — شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا
کیا قید پھر شاہ کاؤس کو — کیا بند گودرز اور طوس کو
ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ — تو راہی ہوئی سوے ایران سپاہ
یہہ سنکر سپہدار افراسیاب — سپہ لیکے توران سے پہنچا شتاب
تصرف کیا آکے ایران میں — کیا ملک تسخیر اک آن مین
بزرگان ایران نے پرزینہار — اطاعت نہ کی ترک کی اختیار
گئے زابلستان مین رستم کے پاس — شکستہ دل و پرغم و بیحواس
کیا جاکے احوال سارا بیان — کرے تا کہ تدبیر کچھ پہلوان
سنا جبکہ رستم نے یہہ ماجرا — تو یون شاہ پاماوران کو کہا
سنا ہوگا احوال مازندران — کہ نیرو سے بازو سے میرے وہان
ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک — ملے دیو سرکش تہہ خون و خاک
تمہین ہی یہہ لازم کہ کاؤس کو — با عزاز و اکرام یہان بھیجدو
وگرنہ سواران زابلستان — نہ چھوڑینگے ہاماوران کا نشان
کہا اُسنے پاسخ کہ کاؤس کی — نہایت ہی دشوار اب مخلصی
اگر تو بھی آویگا میدان مین — تو ہوگا گرفتار اک آن مین

فوج کشی کرنا رستم کا شاہ ہاماوران پر اور فتح پانا
اُسکا جنگ کے میدان مین اور چھوتنا کاؤس کا
اور ساتھہ فتح کے کوچ کرنا ایران کی طرف

پڑھا جبکہ نامے کا اپنے جواب — تو پھر زابلستان سے جون موج آب
روانہ ہوا سوئے ہاماوران — یہان پیلتن ایکے فوج گران
مخالف نے بھی جمع لشکر کیا — شہ مصر و بربر کو یاور کیا
غرض بادشاہ گران ہرسہ شاہ — تہمتن سے آکر ہوئے کینہ خواہ
کیا پہلوانان نے مبارز طلب — کہ جی چاہے جسکا مقابل ہو اب
ہوا دل مین ہراسکے پیدا خطر — کیا رزم سے اُنکے سب نے حذر
ہوا شاہ ہاماوران پر غضب — کئی پہلوانون نے ناچار تب
کیا قصد رستم سے پیکار کا — ولے جبکہ رستم نے حملہ کیا
سراسیمہ وہین گریزان ہوئے — یلان سہ کشور پریشان ہوئے
پھر آیا نہ میدان مین ایک سوار — مقابل نہ کوئی ہوا زینہار
جو دیکھا کہ بیدل ہی ساری سپاہ — تو غیرت سے پھر مصر و بربر کے شاہ
گئے سامنے پہلوانکے دلیر — مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر
سوئے تارک سرور مصریان — کیا گرز رستم نے جدم روان

بچا کر وہ ضرب اُسکی بھاگا وہین ۔ ولے بخت بد سے تھا چارا نہین
تہمتن نے پھر اُسپہ ڈالی کمند ۔ ہوا الغرض وہ گرفتار بند
شتابی سے کر پشت زین سے جدا ۔ اُسے مردمان کے حوالے کیا
سپہ لیکے پھر حملہ آور ہوا ۔ شتابان سوئے فوج بربر ہوا
گریزان سواران بربر ہوئے ۔ نہ یک لحظہ وہان رزم آور ہوئے
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا ۔ گرفتار پھر شاہ بربر ہوا
نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر ۔ جہان نامداران ہوئے دستگیر
تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران ۔ ہوا آرزومند امن و امان
ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی ۔ چھٹے قید سے طوس و گودرز بھی
جہاندار کاؤس باکر و فر ۔ ہوا تخت شاہی پہ پھر جلوہ گر
سپاہ سہ کشور بصد آرزو ۔ ہوئی ہم رکاب شہ نامجو
تصرف مین آیا بہت مال و زر ۔ غرض پھر وہان سے بفتح و ظفر
روان سوے ایران ہوا پادشاہ ۔ زیادہ تھی چھے لاکھ سے بھی سپاہ

لڑائی ہونا درمیان لشکر کاؤس اور افراسیاب
کے اور شکست کھا کر جانا افراسیاب کا توران کو

اور فتح پانا کاؤس کا

جب آیا جہاندار عالی جناب | سپہ لیکے پہنچا تب افراسیاب
صف جنگ آراستہ وہان ہوئی | جہان مین قیامت نمایان ہوئی
سپہدار توران نے پھر یون کہا | کہ ای پہلوانان جنگ آزما
پکڑ لائے رستم کو گر کوئی مرد | کرے قتل یا آنکہ وقت نبرد
کرون صاحب تاج و افسر اُسے | سوا اُسکے دون اپنی دختر اُسے
بہت نامور کئی گرد میدان مین | گئے اور ہوئے کشتہ اک آن مین
پھر آیا سوئے رستم افراسیاب | ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب
یان پیلتن لیکے گرز گران | ہوا جب کہ میدان مین حملہ کنان
تو سالار توران ہراسان ہوا | سراسیمہ وہان سے گریزان ہوا
دلیرون نے پھر کھینچ کر تیغ کین | ہزارون کئے قتل ترکان چین
ہوئے کشتہ تورانیان یہان تالک | کہ کشتونکے پشتے ہوئے تا فلک
گیا سوئے توران پھر افراسیاب | ہوا شاہ کاؤس کی فتحیاب
ہوا ملک ایران مین پھر بندوبست | ہوئے سرکشان جہان خوب پست
ہوئے شہ کے محکوم دیو و پری | لگے کرنے جون بندگان چاکری
مکان ہاے نادر بزیر فلک | بنائے بہت کوہ البرز تک

کرون اُن مکانونکی تعریف کیا	کہ تھا ہر مکان دژ ویا قوت کا

سوا اُسکے ہر جا تھے شیشے لگے	جہاندار کاؤس کے حکم سے

غرض دیو فرمایش بادشاہ	سر انجام کرتے تھے شام و پگاہ

ولیکن بہ تنگ آگئے تھے تمام	وہ ناچار اِس فکر مین تھے مدام

کہ شہ کو کسی طرح کیجے ہلاک	جہان مین رہیں تاکہ بے خوف و باک

پھر ابلیس نے ایکدن یون کہا	کہ پیش شہنشاہ کشور کشا

کرو جاکے ترغیب سیر فلک	کرو شہ کو بے راہ تم یکبیک

کہ برگشتہ ہو عقل شاہ زمن	تمھارا ہو سر سبز یکسر سخن

بتاؤن تمھین پھر میں ایسا ہنر	کہ زنہار جان پر نہو تاجور

پھر ابلیس سے سنکے دژ خیم دیو	گیا بس وہین پیش کیہان خدیو

کیا عرض ای بادشاہ جہان	تو ہی خسرو خسروان زمان

ہے حیف ہی یہہ کہ راز فلک	نہین تجھکو معلوم کچھ اب تلک

کواکب کی گردش کا بھی زینہار	نہین تجھ پر احوال کچھ آشکار

اگر تو ہو عازم سوئے آسمان	تو ظاہر ہو ایکدست راز نہان

سنی بات جب دیو گمراہ کی	تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی

یہہ کہنے لگا دیو سے تاجور	کہ تو لیچلے گر مجھے چرخ پر

تو مین مجھکو انعام دون بیشمار — زیادہ کرون عزت و افتخار

وہ بولا کہ تدبیر اُسکی کرون — سر چرخ پھر آپ کو لیچلون

جانا کاؤس کا ہوا پر آسمان کے قصد سے بسبب فریب
درخیم دیو کے اور گرنا اُسکا چین کے جنگل مین
اور پھر لانا سردارون کا کاؤس کو ایران کی تختگاہ مین

گیا پیش ابلیس درخیم دیو — کہا یون کہ راضی ہی کیہان خدیو

وے اُسکی تدبیر فرمائے — کہ گردون پہ کس طرحسے جائے

بتائی وہین اُسنے تدبیر ایک — کہ نزدیک ابلیس کے تھی وہ نیک

گیا پھر حضور شہ نامدار — عقاب اُسنے منگوائے جنگل سے چار

کھلایا اُنھین گوشت شام و سحر — قوی زور اُنکے ہوئی بال و پر

اُنہین ساتھہ مردم کے خوگر کیا — کئی روز پھر اُنکو فاقہ دیا

رکھی ران بزلاکے اک نیزے پر — کیا ایک طیار پھر تخت زر

عقابون کو باندھا سر تخت سے — کہا پھر یہہ شاہ قوی بخت سے

کہ اب بیٹھئے آپ اِس تخت پر — ہوا جاوہ گر خسرو نامور

غرض قصد یہہ تھا سر آسمان — کہ ہو رزم آور بہ تیر و کمان

جہان تک نہاین زور پرواز تھا　　ہوئے اوج گیرا بروئے ہوا

نہ ہرگز رہی تاب پرواز جب　　سر خاک بس گر پڑا تخت تب

گرا بیشہ چین مین وہ تاجدار　　گزند اسکو پہنچی نہ کچھ زینہار

کہ بکرتے ہوئے تھا قوی تخت کو　　غرض دشت مین خسرو نامجو

چہان روز غمگین وخستہ رہا　　پراگندہ و دل شکستہ رہا

شب و روز روتا تھا وہ زار زار　　خدا نے کیا رحم انجام کار

بشارت ہوئی خواب مین رات کو　　کہ رکھہ جمع خاطر تو اے نامجو

وزیروں نے القصہ کی جستجو　　روانہ کئے دیو ہر چار سو

کہی آکے دیوؤن نے پھر یہہ خبر　　کہ ہے بیشہ چین میں وہ تاجور

روانہ ہوئے تب سران سپاہ　　شہنشہ کو لائے سوئے تختگاہ

ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر　　تو گودرز و رستم نے وہان آنکر

ملامت بہت کی کہ افسوس ہائے　　ہوئی گم تری یک قلم عقل ورائے

ستم ہے کہ ہر بار اے بادشاہ　　تو دیتا ہے بدخواہ کو تختگاہ

ہوا تو گرفتار خواری سہ بار　　ولیکن نہ سمجھا ذرا زینہار

بنا خوب کیا تجھسے کار زمین　　کیا پھر جو قصد سپہر برین

یہہ سنکہ شہنشہ پشیمان ہوا　　خجالت سے سر در گریبان ہوا

لگا عذر کرنے وہ شاہ جہان   لیا شغل داد و دہش بعد ازان

کیا بسکہ عدل و کرم صبح و شام   شہنشہ سے راضی ہوئے خاص و عام

ہر تاجدار ان تھا گیہان خدیو   پرستار تھے اُسکے انسان و دیو

جہان میں کوئی شاہ گیتی پناہ   نہ ہرگز ہوا مثل کاؤس شاہ

ولے وہ نہین اب وہ ہوتا اگر   تو پھر پیش اکبر شہ نامور

کمر باندھتا جاودان بندہ وار   شب و روز ہوتا وہ خدمت گذار

الٰہی یہہ شاہ خلایق پناہ   رہے اِس جہان مین بہ تاج و کلاہ

سمند قلم کی میں پھیرون عنان   لکھون آگے سہراب کی داستان

داستان پیدا ہونا سہراب کا

کہین ایک دن رستم نامدار   گیا دشت مین جو برائے شکار

ہوا سیر یک گور کے کھا کباب   کیا پھر وہان اُسنے آرام و خواب

کسی سمت سے آگئے ناگہان   سواران ترکان عیار وہان

تو اتر سوئے رخش ڈالی کمند   کیا گردن رخش کو زیر بند

گئے جب کہ نزدیک اُس رخش کے   تو اُ سینے لگد اور دندان سے

کئے چند کس کشتہ اک آن میں   رہائی ہوئی پر نہ میدان مین

پکڑ لیگئے ترک وہان سے اُسے   کیا جفت اک مادیان سے اُسے

ہوا جب کہ بیدار وہ نامجو — نہ دیکھا کہیں دشت میں رخش کو
وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا — پیادہ بسوئے سمنگان گیا
جو شاہ سمنگان کو پہنچی خبر — کہ آیا یہاں رستم نامور
تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا — تہمتن سے جا کر یہہ اُسنے کہا
ترے ہم ہیں فرمان بر و نیک خواہ — خدا ہی ہمارے سخن کا گواہ
اِدھر اب قدم رنجہ کیونکر کیا — یہہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا
میرا رخش لائے ترے مردمان — سراغ اسپ کا مجھکو پہنچا یہان
جہان ہو وہان سے تو لا رخش کو — کہ آفت یہاں کوئی برپا نہو
وہ بولا کہ اتنا نہ گھبرائیے — نہ تندی کو اب کام فرمائیے
کرم کیجئے میرے ایوان مین شب — بسر کیجئے شب بہ عیش و طرب
رکھو جمع خاطر کہ رخش آپ کا — سحر آپکے پاس آجائیگا
یہہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا — سمنگان کے سلطان کا مہمان ہوا
مہیا کیا شہ نے چنگ و رباب — شراب مصفا و نقل و کباب
پس پردہ سے رات کو ناگہان — نمایان ہوئی یک بت دلستان
سمن برگل اندام شمشاد قد — پری چہرہ مہ روی و خورشید خد
جو دیکھی وہ دلدار آئینہ رو — تو حیران رہا رستم نامجو

پھر پوچھا کہ تو کون ہی کیا ہی نام | لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
کہ شاہ سمنگان کی دختر ہون مین | پری چہرہ و ماہ پیکر ہون مین
میرا نام تہمینہ ہی ای جوان | رہی جون پری مردمان سے نہان
وسلے تیری مدت سے دیوانہ ہون | قرار و صبوری سے بیگانہ ہون
ہوئی والہ سنکر تری خوبیان | خدا سے کیا عہد مین نے کہ ہان
کبھی نہون جفت تیرے سوا | تمناے دل تھی یہہ صبح و مسا
گئے تجھے تعین مین نے ہیے مردمان | کہ لائے ترے رخش کواب یہان
بجالائی مین شکر الطاف رب | کہ وارد ہوا اس مکا مین تو اب
یہہ سنکر ترے پاس آئی روان | کرون تا حقیقت مفصل بیان
غرض جبکہ خورشید ہو جلوہ گر | مرے باپ سے میری درخواست کر
وہ چاہے ہی مجھسے زیادہ تجھے | کریگا نہ انکار اِ س بات سے
یہہ کہہ کروہ رخصت ہوئی دلستان | ہوا خوش بہت رستم پہلوان
سحر موبد شاہ کو کر طلب | تہمتن نے بھیجا یہہ پیغام جب
تو لاکر بجا شرط آئین و دین | تہمتن کو دی شہ نے وہ نازنین
ہوا اُسسے ہمخواب یک شب جوان | ہوئی حاملہ وہ بت دلستان
کو تھی مہرہ سام نریمان کا تھا | سو رستم نے اُسکو حوالے کیا

کہا یون کہ ای دلبر سیمبر — اگر ہووے تجھسے تولد پسر

تو یہہ مہرہ تو اُسکے بازو پہ باندھہ — اگر ہووے دختر تو گیسو پہ باندھہ

بیان کیجیے خاصیت مہرہ کیا — کہ ہو پاس جسکے بفضل خدا

تو اُسکے مقابل نہو پیل و شیر — وہ ہو مثل سام نریمان دلیر

طلب رخش اپنا کیا بعد ازان — سوار اُسپہ ہوکر ہوا پھر روان

جدائی سے تہمینہ گریان ہوئی — بہت اُسکی خاطر پریشان ہوئی

غرض نو مہینے گئے جب گذر — تو پیدا ہوا نازنین سے پسر

جسیم و قوی پنجہ مانند سام — رکھا شاہ نے اُسکا سہراب نام

وہ اس ماہ نظرون مین یکسالہ تھا — رخ خوب رشک گل و لالہ تھا

سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار — لگا پھرنے میدان مین لیل و نہار

ہوا پانچوان سال آغاز جب — تو کی اُسنے پھر گوے و چوگان طلب

ہوا جبکہ دہ سالہ وہ پیلتن — لگے ڈرنے مردان شمشیرزن

تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو — سہ یاقوت بھیجے تھے اور لعل دو

طلب کی تھی یہہ نازنین سے خبر — کہ دختر تولد ہوئی یا پسر

ولیکن بہت والستان نے وہان — لگاتا تھا کہ پیدا ہوئی دخت یہان

غرض آکے تہمینہ سے ایکروز — لگا کہنے وہ کودک دلفروز

یہہ ہر کوئی پوچھے ہی یہان صبح و شام　　کہ تیرا پدر کون ہی کیا ہی نام
کہون کیا میں اُنکو بتاؤن میں کیا　　یہہ سنکر پری چہرہ نے یون کہا
تیرا باپ ہی رستم پہلوان　　یلان پیلتن گرد کشورستان
دلیران و گردان روئے زمین　　کوئی زینہار اُسکے ہمسر نہین
ہوئی بعد ازان وہ بت مہ جمال　　ثنا گوے سام و نریمان و زال
سنا جبکہ سہراب نے یہہ سخن　　تو پھر یون لگا کہنے وہ پیلتن
کہ بھیجون کسیکو حضور پدر　　کہ پہنچاوے دونون طرف کی خبر
وہ بولی کہ ای پور فرخ خصال　　نہ لانا یہہ زنہار دل مین خیال
تیرا نام سنکر جو رستم تجھے　　بلاوے تو پھر رنج و غم ہو مجھے
سوا اِسکے وہ شاہ افراسیاب　　کیا جسکو رستم نے آکر خراب
رکھے ہی تیرے باپ سے بغض و کین　　یقین ہی کہ تجھکو وہ چھوڑے نہین
غرض ہی یہہ بہتر کہ تو زینہار　　نہ کر باپ کے نام کو آشکار
ہوا تند وہ کودک ارجمند　　یہہ بولا نہیں بات یہہ دل پسند
رکھون مین نہ پوشیدہ نام پدر　　نہیں مجھکو ہرگز کسی کا خطر
سواران ترکان و مردان کار　　فراہم کرون لشکر بیشمار
پھر کدم میں ...لو... تحت کاؤس ... کا　　مٹاؤن ... ناموس ... طوس ... کا

تہمتن کو بٹھلاؤن مین تخت پر — کرون اُسکو ایران کا تاجور

کرون قصد پھر سوے افراسیاب — سر تخت لون اُسکا جا کر شتاب

جو رستم پدر ہوئے اور مین پسر — نہ دنیا مین کوئی رہے تاجور

پری چہرہ مانند ابر بہار — یہہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار

لگی کہنے سہراب سے ای پسر — تو بہر خدا یہہ ارادہ نہ کر

ہوا گرم سہراب پھر شعلہ سان — کیا اسپ اُسنے طلب بعد ازان

دکھائے اُسے گلہٗ شہ تمام — کہ جسمین ہر اک اسپ تھا تیز گام

پسند اُسکو لیکن نہ آیا کوئی — سواری کے لایق نا پایا کوئی

سر پشت ہاتھ اُسنے جسکی رکھا — شکم اُس ہیون کا زمین پر لگا

ہوا بچۂ رخش جب روبرو — تو شادان ہوا وہ یل نامجو

کہ وہ باد پا چست و شایستہ تھا — قوی زور و چالاک و بایستہ تھا

سوار اُسپہ ہو کر یل شیر زاد — نہایت ہوا دل مین مسرور و شاد

روانہ ہونا سہراب کا کاؤس کی لڑائی کے واسطے

ایران کی طرف اور راہ مین فتح کرنا قلعۂ متین کو

اور اِس خبر کو سنکر بلانا کاؤس کا رستم کو زابل

سے اور پہنچنا اُسکا ساتھہ بہت فوج کے

جوانمرد نے قصد ایران کیا مہیا لڑائی کا ساماں کیا
زرہ پوش مردان جنگ آوران فراہم کیا لشکر بیکران
لگا کہنے پھر یوں کہ اب ہے یہہ عزم کروں شاہ کاؤس سے جاکے رزم
سر تخت کاؤس رستم کو دوں پھر اور اقلیم ایران کروں
ہوئے متفق اسکے تورانیاں لگے کرنے اغوا اُسے ہر زماں
کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہیں سب نہ چھوڑینگے کاؤس کو زندہ اب
یہہ سنکر ہوا شاد افراسیاب پھر اُسنے یہہ پیغام بھیجا شتاب
کہ بدخواہ میرا ہی کاؤس شاہ یہہ ہی آرزو کیجے اُسکو تباہ
کمر باندھہ کر کینہ خواہی پہ چست کیا قصد ایران جو تونے درست
تو میں ہوں رفیق اب ترا ای جواں کروں تیرے شامل سپاہ گراں
روانہ کیا فوج کو پھر ادھر کئے سر گروہ اُسمیں دو نامور
سنو نام کا اُنکے مجھسے بیان کہ ہومان تھا اک دوسرا بارمان
یہہ افراسیاب انسے کہنے لگا کہ رکھنا ذرا دھیان اس بات کا
کہ سہراب رستم سے واقف نہو تہمتن نہ پہچانے سہراب کو
پدر سے پسر اور پسر سے پدر نہوں زینہار آشنا ہمدگر
کرو جہد و کوشش یہہ صبح و مسا کہ سہراب و رستم ہوں جنگ آزما

قوی زور سہراب ہی اور دلیر　　یقین ہی کرے یہہ تہمتن کو زیر

بوقت وغا رستم نامجو　　اگر ہووے کشتہ تو سہراب کو

کسی حیلے سے کیجیو تم ہلاک　　اسے بھی ملانا تہہ خون و خاک

جو کشتہ ہون دونون یہہ جنگی سوار　　رہے پھر کسے طاقت کارزار

نہ دشوار تسخیر ایران ہو پھر　　ہلاک بد اندیش آسان ہو پھر

سو افوج کے اُسنے بے درد و رنج　　روانہ کیا پیش سہراب گنج

سپاہ گران لیکے وہ نوجوان　　ہوا سوے اقلیم ایران روان

کوئی راہ میں قلعہ تھا اُستوار　　ہجیر دلاور تھا وہان قلعہ دار

اکیلا نکل کر مقابل ہوا　　سوئے جنگ سہراب مایل ہوا

مبارز کیا جبکہ اُسنے طلب　　گیا سامھنے اُسکے سہراب تب

یہہ سہراب نے اُسسے پوچھا کہان　　تیرا نام کیا ہی بتا ای جوان

دیا اُسنے پاسخ کہ ہون مین ہجیر　　قوی بازو و زورمند و دلیر

کرون سر کو اب تن سے تیرے جدا　　یہہ کہہ کر کیا زخم نیزہ روا

بہت زور اُسنے کیا کین سے　　ہلا پر نہ سہراب تک زین سے

دلیری سے سہراب نے بعد ازان　　روان کر کے پہلو مین اُسکے سنان

اُٹھا زین سے پٹکا وہین خاک پر　　اُسے لیگیا. پھر گرفتار کر

وہان گرد ہم ایک تھا پہلوان | اور اُسکی تھی ایک دختر دلستان
سو وہ پہلوانی مین تھی بے نظیر | ہنرمند دانا شجاع و دلیر
جہان مین تھا گرد آفرید اُسکا نام | ہنر جنگ کے یاد اُسے تھے تمام
سنا جب کہ گرد دلاور ہجیر | ہوا وقت پیکار زندہ اسیر
تو مانند مردان شمشیر زن | لباس نبرد اُسنے کر زیب تن
شتابی سے ہو بادپا پر سوار | دلیرانہ آئی پئے کارزار
خروشان ہوئی جب کہ وہ سیمبر | تو سہراب حیران ہوا دیکھ کر
گمان لے گیا زن ہی یہہ ماہ رو | ہوا یا کوئی طفل پرخاش جو
غرض سوے سہراب وہ شیرزن | ہوئی جون نگہ اپنی ناوک فگن
لگی بے تحاشا چھوڑنے تیر جب | سپر لیکے سہراب نے منہہ پہ تب
سنان سے اُٹھایا اُسے زین سے | سر خاک پٹکا رہ کین سے
ولے دخت نے کھینچ کر تیغ کین | دو نیمہ کیا نیزے کو بس وہین
سوار اسپ پر ہو کے پھر دلربا | ہوئی مثل مردان نبرد آزما
دلیری یہہ اُسکی جب آئی نظر | تو میدان مین سہراب نے زود تر
اسیر کمند اُس پری کو کیا | سر زین سے پھر ہوئی وہ جدا
گرا خود تارک سے پھر خاک پر | [illegible]

ور خشان ہوا جب رخ مہ جبین ۔۔۔ تو سہراب عاشق ہوا بس وہین

کہا دلستان نے یہہ سہراب سے ۔۔۔ کہ ہو بند سے گھر رہائی تجھے

تو مین دون تجھے گنج زر بیشمار ۔۔۔ کہ اس قلعے مین ہی مرا اختیار

رہا اسکو سہراب نے پھر کیا ۔۔۔ ولے عہد و پیمان محکم لیا

گئی قلعے میں جب کہ وہ نازنین ۔۔۔ پدر اور برادر سے اُسنے وہین

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان ۔۔۔ یہی مصلحت سب نے دیکھی وہان

کہ اس دژ مین رہنا نہیں خوب اب ۔۔۔ گریزان ہوئے الغرض وقت شب

ہوا جب کہ خورشید جلوہ کنان ۔۔۔ تو آواز مردم نہ آئی وہان

شتابی سے توڑا در قلعے کو ۔۔۔ گیا قلعے مین پھر یان ناجو

نہ پایا کہین مردمان کا نشان ۔۔۔ نہ دیکھی جو وہ دختر دلستان

تو سہراب کا دل ہوا بیقرار ۔۔۔ ہوا خاطر آشفتہ جون زلف یار

ادھر تھا یہہ ہمدوش فتح و ظفر ۔۔۔ اُدھر گژدہم قلعے سے بھاگ کر

گیا پیش کاؤس گردون وقار ۔۔۔ کہا یون کہ ای خسرو نامدار

جوان ایک آیا ہی توران سے ۔۔۔ مشابہ ہی سام نریمان سے

تھا شاید ہی عمر مین خورد ہی ۔۔۔ کم از چاردہ سال وہ گرد ہی

ولے پیلتن ہی جوان و دلیر ۔۔۔ قوی بازو و چست مانند شیر

مقابل ہوا جبکہ اُسکے ہجیر | تو وہ لیگیا وو ہیں کر کے اسیر

گئی سامنے جبکہ گرد آفرید | تو یہہ بھی رہی فتح سے نا اُمید

یہہ اب مصلحت ہی کہ ای شہریار | تو غافل نہو جلد کر فکر کار

یہہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین | تہمتن کو نامہ لکھا پھر وہین

کہ ای پیلتن رستم پہلوان | یل نامور گرد کشورستان

تو ایرانیون کا ہی پشت و پناہ | تو ہی سرگروہ سران سپاہ

عدو سوز ہی تیری تیغ و سنان | جہانگیر ہی تیرا گرز گران

تو جلدی پہنچ زابلستان سے | کہ آتا ہی اک گرد توران سے

دلیر و قوی پنجہ سہراب نام | زبون اُسسے ہیں پہلوان سب تمام

سوار توانا و پر زور ہی | یہان زور کا اُسکے اک شور ہی

سوا تیرے ای پہلوان جہان | نہین کوئی اُسکے مقابل یہان

ہوا نامہ تیار جب سربسر | دیا گیو کو شاہ نے مہر کر

ہوا گیو نامے کو لیکر روان | بفرمان شہ سوے زابلستان

وہان جاکے رستم کو نامہ دیا | وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا

یہہ پوچھا کہ ای گیو کر یہہ بیان | کہ کس شکل و صورت کا ہی وہ جوان

وہ بولا کہ کہتے ہیں یون خاص و عام | کہ ترکیب و شکل اُسکی ہی مثل سام

یہہ دل میں لگا کہنے وہ پیلتن　　کہ چاہی تھی میں نے سمنگان میں زن
تولد ہوا ہووے اُسّے پسر　　کہ تھی حاملہ مجھسے وہ سیمبر
وہی طفل شاید کہ ہو یہہ جوان　　جسے سام پیکار کہیے ہی جہان
یہہ پھر سوچ کرنے لگا ناہور　　کہ دختر ہوئی وہان یہہ آئی خبر
دروغ اُسکی ماکیونکہ کہتی یہان　　بھلا کس لئے مجھسے رکھتی نہان
تہمتن سے کہنے لگا پھر یہہ گیو　　کہ ہی اِس طرح حکم گیہان خدیو
کہ پہنچیں رواں ہوکے یہانسے شتاب　　حضور شہنشاہ عالی جناب
وہ بولا کہ کیا اضطراب اِس قدر　　ذرا بادۂ لعل گون نوش کر
یہہ کہہ کر کیا جشن ترتیب یہان　　رہے سات دن تک وہ شادی کنان
یہہ پھر گیو نے روز ہشتم کہا　　کہ ای پہلوان نبرد آزما
نہیں اب ہی لازم توقف یہان　　بجا لائیے حکم شاہ جہان
یہہ بولا وہیں رستم نامدار　　نکر خوف و اندیشہ کچھ زینہار
نہیں کوئی پہنچے مرے زور کو　　یہہ ہی تاب کسکی مقابل جو ہو
کداؤنگا جب رخش کو جاکے وہان　　رہیگا نہ سہراب کا پھر نشان
غنیمت ہی یہہ صحبت ہمدگر　　کہ ہی آخر کار جانا اُدھر
وہی اور دو روز بزم طرب　　خوشی سے رہے بادہ کش روز و شب

ہوا جب کہ روز دہم جلوہ گر ۔ تو پھر زابلستان سے باکرّ و فر
روانہ ہوا رستم پہلوان ۔ گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران
زوارہ جو اُسکا برادر تھا خرد ۔ اُسے لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد
غرض ہوکے منزل بمنزل رواں ۔ گیا پیش کاؤس جب پہلوان
تو وو ہیں وہ شاہنشہ نامور ۔ ہوا خشمگیں رستم و گیو پر
کہا طوس سے یوں زروئے غضب ۔ کہ دونوں کو تو دار پر کھینچ اب
کہ اتنا توقف وہاں کیوں کیا ۔ مرا حکم لائے نہ ہر گز بجا
زبردست تھا طوس ہرچند یہ ۔ کیا رستم نامور سے تذو
ہوا پر غضب طوس پر شہریار ۔ کہا جلد لیجا انہیں سوے دار
تب اُسنے سوئے رستم سر فراز ۔ کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز
تہمتن نے جھٹکا وہیں اُسکا دست ۔ خروشندہ پھر ہوکے جوں شیر مست
یہہ بولا کہ ہی کونسا نامور ۔ جو لیجا کے کھینچے مجھے دار پر
سمجھتا نہیں کون کاؤس ہی ۔ مرے آگے کیا چیز یہہ طوس ہی
مجھے جز خداوند یزدان پاک ۔ نہیں ہی کسیکا ذرا خوف و باک
مخاطب ہوا پھر سوئے شہریار ۔ یہہ تندی سے بولا یل نامدار
ہو گرم مانند شعلہ تو اب ۔ کہ بیفایدہ ہی شہا یہہ غضب

تو سہراب کو کھینچ اب دار پر　　بد اندیش کو خستہ و خوار کر

یہہ کاری اب تو نے کی اختیار　　تو شاہی کے لایق نہیں زینہار

کرون آتش خشم کو تیز گر　　تو خس سے بھی کمتر ہی پھر تو جوز

دلیران گردن کش و نامجو　　یہہ کہتے تھے مجھسے بصد آرزو

کہ سر پر رکھو اپنے تاج شہی　　کرو ملک ایران مین فرماندہی

ولیکن نہ اقبال مین نے کیا　　کہ جز بندگی کچھ ارادہ نہ تھا

پذیرا جو کرتا مین تاج شہی　　پہنچتی نہ تجھکو کلاہ مہی

سزا ہی میری تو نے جو کچھ کہا　　بجا ہی روا تو نے جو کچھ کہا

یہہ کہکر وہین رخش پر ہو سوار　　روان سوے زابل ہوا نامدار

جو آزردہ ہو کر گیا پہلوان　　تو بیدل ہوئے وہین پیر و جوان

یہہ احوال گودرز سے پھر کہا　　وہ سنکر حضور شہنشہ گیا

کہا اسنے یون شاہ کاؤس کو　　کہ یہہ کیا کیا ای شہ نامجو

جو رستم کو آزردہ خاطر کیا　　یہہ زنہار تجھکو مناسب نہ تھا

پشیمان ہوا شاہ گیتی ستان　　لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان

توقف نکر اب شتابی سے جا　　دلاسا تو کر کے تہمتن کو لا

ہوا وہانسے گودرز وہین روان　　تہمتن سے جا کر کیا یہہ بیان

یہہ ظاہر ہی اور تجھکو معلوم ہی — کہ عاری ہی دانش سے کاؤس کی

تمیز اُسکو ای پہلوان کچھ نہین — جو آوے زبانپر کہے بس وہین

پشیمان ہو پھر خود بخود بادشاہ — سر نو کرے عہد ہو عذر خواہ

تو ہووے گا آزردہ شہ سے اگر — تبہ ہونگے ایرانیان سر بسر

کہے ہی یہی گرزہم ہرزمان — کہ سہراب ہی وہ دلاور جوان

کوئی پہلوان جسکے ہمسر نہین — کوئی گرد اُسسے قوی تر نہین

خدا کے لئے ای یل نامور — تو ایرانیون پر ذرا رحم کر

کہ پشت و پناہ دلیران ہی تو — نگہدار اقلیم ایران ہی تو

سمند عزیمت کی پھیر اب عنان — تو ہرگز بجا سوے زابلستان

وگرنہ ہون گردان توران دلیر — دلیری کرین آ کے مانند شیر

زبان پر ہو لوگون کے پھر یہہ سخن — کہ اک طفل سے رستم پیلتن

یہان تک ہراسان و ترسان ہوا — کہ بے جنگ یہانسے گریزان ہوا

یہہ سنکر وہیں رستم پہلوان — پھر آیا حضور شہ خسروان

اُٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو — کہا پھر کہ ای رستم نامجو

یہہ تندی و گرمی ہی میری سرشت — نہیں چھوٹتی مجسے یہہ خوے زشت

بلایا تجھے اس لئے مین نے یہان — کہ ہون چارہ جو تجھسے ای پہلوان

ترا دیر آنا ہوا ناگوار ہوا تند پھر مجھ پہ بے اختیار
ہوا جو تو آزردہ ای شیر دل تو پھر میں پشیمان ہوا اور خجل
ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ کہ بندہ ہون تیرا میں اے بادشاہ
جو کچھ حکم ہووے سو لاؤن بجا شہنشہ نے ارشاد تب یون کیا
کرین آج ترتیب بزم طرب بسر ہم کرین عیش و عشرت سے شب
سحر یہان سے لیکر سپاہ گران سوئے دشمن کینہ جو ہون روان

جانا شاہ کاؤس اور رستم کا ساتھہ تمام پہلوانون اور ایران کے لشکر کے سہراب کے لڑنے کے قصد پر قلعۂ متین کے متصل

درخشان ہوا جب کہ مہر منیر تو کاؤس سلطان آفاق گیر
دلیران ایران کو کر کے طلب یہہ بولا کہ تابع ہو رستم کے سب
یہان پیادتن با سپاہ گران ہوا سوے سہراب وہان سے روان
چھپا گرد لشکر سے رخسار روز نہان ہو گیا مہر گیتی فروز
جو پہنچا وہ نزدیک حصن متین تو لشکر ہوا وہان اقامت گزین
گیا پھر وہان شاہ کاؤس بھی گئے گیو گودرز اور طوس بھی
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ تو دیکھا کہ ہے بیکران بہہ سپاہ

یہہ ہومان سے کہنے لگا دیکھہ تو — کہ ہی کس قدر لشکر جنگ جو

ہو یہہ کثرت فوج آئی نظر — توہومان کی ہوش اُڑ گئی سربسر

یہہ سہراب بولا ہراسان نہو — کروں قتل اکدم مین سب فوج کو

کھچا پھر سرا پردہ پیش حصار — بفرمان سہراب عالی تبار

گیا اُس سرا پردے مین رات کو — خبر کے لئے رستم نامجو

نظر سے وہ مردم کی ہوکر نہان — لگا کرنے دریافت احوال وہان

جو دیکھا تو سہراب ہی تخت پر — چپ و راست بیٹھے ہیں سب نامور

مہیا ہی بزم نشاط و طرب — خوشی سے مے لعل پیتے ہیں سب

کوئی بزم مین زندہ تھا پہلوان — پڑی اُس پہ اُسکی نظر ناگہان

اُٹھا وو ہیں اور آنکے روبرو — لگا پوچھنے یوں کہ ہی کون تو

تہمتن نے یک مشت مارا جو سخت — تو کشتہ ہوا زندۂ خفتہ بخت

گیا وہانسے پھر رستم نامور — اور اس شخص ناگاہ آیا اُدھر

جو دیکھا تو افتادہ ہی ایک جوان — کہ ہرگز نہین اُسکی قالب میں جان

کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ — تو زندہ کا وہان کشتہ پایا چراغ

یہہ سہراب لوگونسے کہنے لگا — کوئی آکے جاسوس کاؤس کا

نمود اپنی دکھلا گیا اب یہان — خبر لیگیا آنکر بیگمان

عوض زندہ کا جہد م جاکے لون — کرون ایک لشکر کو مین غرق خون

نہ چھوڑون سحر زندہ کاؤس کو — ملاؤن تہہ خاک وخون طوس کو

زبان پر تھا اُسکی اِدھر یہہ سخن — اُدھر شاہ سے رستم پیلتن

یہہ کہتا تھا ای بادشاہ جہان — کرون کیا مین سحراب کا اب بیان

جوان قوی ہیکل و زور مند — قد اُسکا ہی مانند نخل بلند

تکلف نہین اسمین کچھ زینہار — بعینہ ہی ہم شکل سام سوار

یہہ چاہے ہی اب چرخ فیروزہ رنگ — کہ با ہم پدر اور پسر سے ہو جنگ

سنے اور دیکھین بہت رزم و بزم — پر اب سنئے سہراب و رستم کے رزم

رستم اور سہراب کی لڑائی پہلے دن

سر چرخ مہر جہان تاب نے — کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے

سب آراستہ اپنا لشکر کیا — یہہ ہومان سے اور بارمان سے کہا

کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو — کرو اپنی آراستہ فوج کو

ہجیر دلاور کو پھر کر طلب — کہا گر کہے راست تو مجھسے اب

تو بخشون رہائی تجھے بند سے — وہ بولا کہ مین اُس تنو مند سے

دروغ آگے مردون کے ہی بیفروغ — بھلا کس لئے کوئی بولے دروغ

یہہ سہراب کہنے لگا ای ہجیر
پلنگی سراپردہ گردون نظیر
یہہ کسکا ہی جلدی بتا مجھکو تو
کہ ہاتھی بہت جسکے ہیں روبرو
وہ بولا کہ ای گرد با عز و جاہ
یہہ ہی شاہ کاؤس کی بارگاہ
سوئے راست کس کا ہی خیمہ کہا
وہ بولا کہ یہہ خیمہ ہی طوس کا
کہا پھر سراپردہ لالہ رنگ
یہہ کس کا ہی مجھکو بتا بیدرنگ
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما
خداوند ہی خیمۂ سرخ کا
کہا پھر یہہ سہراب نے بعد ازان
سراپردۂ سبز کسکا ہی وہان
کھڑا ہی جہان کاویانی درفش
کہ ہی یک قلم سرخ زرد و بنفش
سوا اُسکے مانند کاؤس کی
دکھا ایک سراپردے میں تخت ہی
اگرچہ تھا واقف دلاور ہجیر
کہ ہی خیمۂ رستم شیرگیر
ولے دلمیں اندیشہ اُسنے کیا
مبادا کہ یہہ ترک جنگ آزما
سنے نام رستم کا اور ناگہان
کرے جنگ و پرخاش اب جاکے وہان
وہ غافل ہو اور کشتہ ہووے کہین
تو ہو حشر برپا بروئے زمین
یہی مصلحت ہی کہ اب زینہار
نہ بتلاؤن نام یاں نامدار
کہا یون کہ خاقان چین نے یہان
سپہ دیکے بھیجا ہی اک پہلوان
کہ یہہ ماورشاہ کاؤس ... رکہ ...
یہہ اُسکا سراپردۂ سبز ہے

وہ بولا کہ اِس گرد کا نام کیا　　کہا نام اِسکا نہیں جانتا

کہا دل میں اُسنے کہ ماں نے وہان　　بتایا تھا رستم کا جو کچھ نشان

وہ سب دیکھتا ہوں ولے ہے عجب　　کہ ظاہر کیا اُسنے کچھ اور اب

کہا پھر ذرا غور سے کر نگاہ　　کہ کس نامور کی ہے یہہ بارگاہ

یہی اُسنے سہراب سے پھر کہا　　کہ یہہ خیمہ ہے چین کے گرد کا

کہا پھر یہہ سہراب نے ہے کہاں　　مرا پردۂ رستم پہلوان

یہہ سنکر دیا پاسخ اُسنے وہیں　　کہ وہ زابلستان سے آیا نہیں

کہا پھر یہہ اُسنے رہ لطف سے　　کہ بتلا نشان تہمتن مجھے

تو ہو قید سے تا کہ جلدی رہا　　کروں تجھہ پہ مصروف لطف و عطا

جواب اُسنے اُسکو دیا پھر وہی　　جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی

ہوا پھر وہ تند اور کہا ای ہجیر　　نہیں یہہ تری بات کچھ دل پذیر

اگر جان کی خیر چاہے ہے تو　　تو کہہ راستی اب مرے روبرو

تہمتن کا خیمہ یہی ہو مگر　　تو زنہار اب مجھسے پنہاں نکر

کروں ورنہ تن سے تری سر جدا　　کروں قید ہستی سے تجھکو رہا

کیا اُسنے پھر اُسنے انکار صاف　　وہ لایا زبان پر یہہ گفتار صاف

کہ یہہ کیا ہے تندی و قہر و غضب　　عبث ہی مرے ساتھہ یہہ کینہ اب

تہمتن کی مجہکو خبر کچھ نہین — تو کھینچے کسو واسطے تیغ کین

یہی جی مین ہی تو بہانا ہی کیا — مرے تن سے کر شوق سے سر جدا

یہہ کہہ کر لگا کہنے پھر یون ہجیر — کہ رستم ہی مرد شجاع و دلیر

تن اُسکا ہی مثل تناور درخت — زبردست وچست وتوانا و سخت

ہزبران و دیوان و پیلان و پلنگ — مقابل نہون اُسکے ہنگام جنگ

کہا سنکے سہراب نے ای جوان — کہان تونے دیکھین ہمین جنگ آوران

جہان مین ہمین ایسے خداوند زور — کہ رستم کو سمجھین ہمین مانند مور

ہوا غمزدہ وہ یان نوجوان — کہ رستم کا ہر گز نپایا نشان

بلندی سے اُسنے فرود آنکر — زرہ اور جوشن کیا زیب بر

لیا نیزۂ وگرز و تیغ و خدنگ — شتابان ہوا سوے میدان جنگ

جدھر قلب مین شاہ کاؤس تھا — اُدھر جاکے سہراب نے یون کہا

عوض زندہ کے رات کھائی قسم — کرون کشتہ کاؤس کو صبحدم

سواران ایران کو میدان مین — تہہ تیغ کھینچون مین اک آن مین

اگر پاس نام اور غیرت بھی ہی — تو آکر مقابل ہو کاؤس کی

سوا اُسکے ہووے جسے عزم جنگ — نبرد آزما مجھسے ہو بیدرنگ

یہہ کہہ کر لگا کھینچنے انتظار — کہ آتا ہے اب کونسا نامدار

و لیکن نہ نکلا کوئی نامور — کہ تھا دل مین ہر اک کے خوف و خطر

کوئی جب نہ اُٹھ سکے ہوا ہم نبرد — ہوا پھر خروشندہ وہ شیر مرد

کہ شاہونکو غیرت ذرا چاہئے — نہ جنگ آور ان سے ڈرا چاہئے

چورا تاہی دل رزم سے جو شہا — تو کیون نام کاؤس اپنا رکھا

پھر آواز کاؤس نے دی وہین — کہ ای نامداران ایران زمین

کوئی جلد رستم سے جاکر کہو — کہ یارا نہین ہی کسی گرد کو

جو اس ترک سے جاکے ہو کینہ خواہ — ہراسان و خایف ہی ساری سپاہ

دوان طوس پیش تہمتن گیا — تہمتن سے یہہ ماجرا سب کہا

کیا تھا یہہ رستم نے اُسدن قرار — کہ پہلے کرونگا نہ مین کارزار

کوئی اور جاکر سوئے رزمگاہ — بداندیش سے آج ہو کینہ خواہ

مبادا جو سب پہلوان ہون زبون — تو پھر مین نبرد آزما اُٹھتے ہون

ولے طوس نے جب کیا یہہ بیان — تو ناچار پھر رستم پہلوان

پہن کر زرہ رخش پر ہو سوار — گیا سوے میدان پئے کارزار

یہہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم — ستیزندہ ہون چاہیے یکسو بہم

کہا یون تہمتن نے اچھا چلو — گئے جبکہ یکسو وہ پیکار جو

تو سہراب نے یون کہا ای جوان — نہین ہی کسی کو یہہ تاب و توان

جو مجھ سے مقابل ہو میدان مین — کرونگا تجھے قتل اک آن مین
یہہ سنکر وہین رستم نامدار — لگا کہنے اے کور دست خاکسار
نہ کر شیخی اب پختہ کارون سے تو — نہ جنگ آورانسے ہو پرخاش جو
وہ مین ہون دلاوریاں نامجو — کہ دیو سپید سیہ کار کو
کیا کشتہ اکدم میں ہنگام جنگ — نہ جان بر ہوئے مجھسے شیر و پلنگ
وہ کہنے لگا سنکے یہہ داستان — کہ شاید تو ہی رستم پہلوان
وہ بولا کہ زنہار رستم نہیں — میں اسکا ہون اک چاکر کمترین
یہہ سنکر اُسے یاس افزون ہوئی — بہم جنگ پھر زیدگر دون ہوئی
ہوئے لیکے نیزہ دست تیرہ کنان — لگی چلنے باہم سنان پہ سنان
ہوا زخم کوئی نہ وہان کارگر — وہ نیزے شکستہ ہوئے سر بسر
دلیرون نے پھر کھینچ کر تیغ تیز — کیا گرم بازار کین و ستیز
بہم ضرب پر ضرب تھی بیدریغ — شکستہ ہوئی آخر کار تیغ
لیا ہاتھہ میں پھر عمود گران — لڑے اسقدر پھر وہ جنگ آوران
کہ حیران رہا دیکھہ چرخ کبود — ہوئے آخرش کج سراسر عمود
ہوئی پارہ پارہ زرہ اک قلم — رہا کچھ نہ زنہار گبرون مین دم

جداگانہ پھر دور استادہ ہو   وہ سہراب اور رستم نامجو
ذرا راست اپنا لگے کرنے دم   ولیکن نہ دل سے ہوا کینہ کم
تہمتن یہی دل مین کہنے لگا   کہ اس قدرت و قوت و زور کا
نہ زنہار دیکھا جہاں میں بشر   نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر
پھر اتنے مین سہراب نے یون کہا   کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما
بہم وہین لیکر کمان و خدنگ   دلیران جنگی لگے کرنے جنگ
ہوئے دم میں ترکش تہی سربسر   ہوا پر نہ یک تیر بھی کارگر
پکڑ کر کمر باہم دگر بعد ازان   لگے زور کرنے وہ دونون جوان
کیا پہلے رستم نے زور اسقدر   کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر
تو دیتا جبال کو زمین سے ہلا   ولیکن نہ سہراب زین سے ہلا
کیا زور اُسنے بھی ہرچند پر   نہ ہرگز ہلا رستم نامور
اُسے چھوڑ سہراب نے پھر وہین   لیا ہاتھ مین گرز از روی کین
جو مارا تہمتن کے بالائے سر   تو رنجہ ہوا تارک نامور
یہہ ہنسکر لگا کہنے سہراب پھر   کہ ہی جنگ کی تجھ مین کچھ تاب پھر
تہمتن یہہ بولا ہوا دن تمام   قریب آگیا ای جوان وقت شام
تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پگاہ   تیرے ساتھ ہون آکے پھر رزمخواہ

وہ سہراب پھر لیکے گرز گران — سوئے لشکر شاہ آیا دوان

تہمتن اُدھر کھینچ کر تیغ کین — شتابان ہوا سوے ترکان وہین

کہون کیا کہ اکدم مین یہان اور وہان — ہزارون ہوئے قتل پیر و جوان

یہ رستم کے پھر دل مین آیا وہین — مبادا کہ سہراب از روی کین

کہین شاہ سے جاکے ہو رزم جو — وہ غیرت سے ضایع کرے آپ کو

شتابی تگاور کی موڑی عنان — کہا آکے سہراب سے یون کہ ہان

تو جنگ دلیران سے واقف نہین — عبث ہی یہ بیباکی و بغض و کین

ذرا صبر کر شب کو آج ای جوان — سحر تو ہی اور میرا گرز گران

سوا اسکے گر اب ہی خواہان جنگ — تو پھر ہو مقابل میرے بیدرنگ

اُسے بھی نہ تھی رزم کی تاب پھر — گیا اپنے لشکر میں سہراب پھر

وہانسے وہ سہراب جب دم گیا — سراپردے میں اپنے رستم گیا

تہمتن کو شہ نے کیا پھر طلب — جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب

وہ بولا کہ ای شاہ فرخ خصال — بڑا ہی دلاور ہی یہ خردسال

تن اُسکا ہی آہن سے بھی سخت تر — کہ گرز و سنان اور تیغ و تبر

اثر اُسپہ کرتے نہین زینہار — مجھے اُسسے اندیشہ ہی بار بار

تسلی اُسے دیکر شہ نے کہا — کریگا ظفریاب تجھکو خدا

شہنشہ سے رخصت ہوا پیلتن　　زوارہ سے جا کر کہا یہہ سخن

کہ سہراب ہر چند ہی خرد سال　　ولے اُسکو ہی زور و قوت کمال

خدا جانے کیا پیش آوے سحر　　زہے بخت اگر ہمقرین ہو ظفر

مبادا اگر کشتہ ہوں وقت رزم　　تو پھر رزم کا اسے کیجو نہ عزم

سوئے زال لشکر کو لے جائیو　　خیال اور دل میں نہ کچھ لائیو

تو ماباپ سے کہیو جا کر یہی　　ہوا وہ جو کچھ چاہے تقدیر تھی

عبث زاری و آہ و شور و بکا　　بھلا چارہ کیا جبکہ آوے قضا

زوارہ سے جب کہہ چکا یہہ سخن　　لگا کرنے گریہ یل پیلتن

کہا کر کے زاری کہ یا کردگار　　ترے ہوں کرم کا میں اُمیدوار

تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب　　بد اندیش مغلوب ہووے شتاب

اِدھر پیلتن کا یہہ احوال تھا　　اُدھر جا کے سہراب جنگ آزما

یہہ ہومان سے بولا کہ ای نیک مرد　　عجب پہلوان ہی میرا ہم نبرد

قوی بازو و سخت چنگال ہی　　بعینہ وہ رستم کی تمثال ہی

وہ پاتا ہوں اُسمیں سراپا نشان　　مری ماں نے جو کچھ کئے تھے عیان

گماں ہی مجھے یہہ میرا ہی پدر　　جہان پہلوان رستم نامور

یہہ سہراب کو اُسنے پاسخ دیا　　کہ رستم کو ہوں خوب پہچانتا

تہمتن کی ہم شکل ہی یہہ جوان   تگاور کی صورت بھی ہی رخش سان
ولیکن یہہ رستم نہین زینہار   یقین جان تو ای یل نامدار
وہ سمجھا کہ یہہ راست گفتار ہی   ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہی

رستم اور سہراب کی جنگ دوسرے دن
اور پچھاڑنا سہراب کا رستم کو کشتی مین

ہوا مہر تاباں جو پرتو فگن   تو سہراب اور رستم پیلتن
پہن کر زرہ رخش پر ہو سوار   گئے سوے میدان پئے کارزار
وے نرم سہراب کا دل ہوا   سوئے الفت و مہر مایل ہوا
تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو   کہا وہ جہین ہنسکر کہ ای تند خو
مصمم کیا تو نے اب دلمین کیا   ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
یہہ بہتر ہی ہم تم نہون رزمخواہ   کرین آشتی آؤ شام و پگاہ
بہم محفل آرا و می نوش ہون   بچنگ و نی و می طرب کوش ہون
کرین عہد و پیمان محکم بہم   پشیمان ہون اب کینہ خواہی سے ہم
تو یکسو ہو تا اور کوئی جوان   یہان آنکر ہو ستیزہ کنان
مرے دل مین پیدا ہوئی تیری مہر   نہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر

کسی سے نے بتایا نہیں زینہار ۔ تو کر نام کو اپنے اب آشکار

تجھے شاد کہ ہی زال زر کا پسر | یل پیلتن دستم نامور
سنر صلح ہر چند تھا وہ جوان | پر ایمن نہ تھا رستم پہلوان
کہے تھا یہہ دل مین یل پیلتن | نہیں طفل کا اعتبار سخن
یہہ پاسخ دیا پھر کہ سن ای جوان | نہیں مین بھی کو دستو گر ہی جوان
بہت میں سے نے دیکھا فراز و نشیب | نہ کر مجھسے گفتار مکر و فریب
کمر باندھ پشت ہیون سے اتر | کہ سر گرم کشتی ہون اب ہمد گر
جو دیکھا کہ رستم ہی اب گرم کین | تو ناچار سہراب بولا وہین
تو مایاں ہوا سو ہے کشتی اگر | تو ہان میں بھی کشتی کو حاضر ہون پر
نہیں چاہتا یہہ کہ تجھسا جوان | مرے ہاتھہ سے کشتہ ہووے یہان
یہہ کہہ کر وہ دونون یل نامدار | لگے کرنے کشتی کے فن آشکار
کیا زور رستم نے وہان حد سے بیش | گیا آگے سہراب کے کچھ نہ پیش
ہوا وہ خروشندہ جون پیل مست | کیا زور سے اسنے رستم کو پست
جو کھینچا پکڑ کر کمر بند کو | تو سنبھالا نہ پھر رستم نامجو
زمین سے بہم پشت رستم ہوئی | خرابی تہہ چرخ پر خم ہوئی
گرا خاک پر جب وہ یل نامور | تو سہراب بیٹھا وہین اسکے سینے پر

دیا کھینچ پھر خنجر آب گون — یہہ چاہا کہ اُسکو کرے غرق خون

کیا چاہ اُسوقت رستم نے وہان — لگا کہنے سہراب سے ای جوان

یہان کی یہہ آئین نہین زینہار — کرے زیر جسکو کوئی ایکبار

تو سر کو کرے اُسکے تن سے جدا — مگر ہو دگربارہ زور آزما

اُسے قوت وزور سے لاوے زیر — کرے شوق سے قتل پھر وہ دلیر

یہہ سنکر وہ اُسکے اُٹھا سینے سے — غرض ہاتھ اُٹھایا وہین کینے سے

گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد — طرف اپنے لشکر کے خندان و شاد

کہا جب کہ ہومان سے یہہ ماجرا — کیا اُسنے افسوس اور یون کہا

کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ — رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ

نہ دیکھا تھا گاہے فراز و نشیب — تو یک طفل تھا تو نے کھایا فریب

تہہ دام آیا تھا شیر ژیان — دیا چھوڑ تو نے کیا قہر ہان

ہوئی تجھسے یہہ بیوقوفی کمال — رہائی تری اُسسے اب ہی محال

یہان نوجوان نے کہا کیا ہی غم — کرونگا اُسے زیر پھر صبحدم

گیا جب کہ رستم سوئے خیمہ گاہ — رہا شب کو زاری کنان تا پگاہ

دعا مانگی اُسنے کہ اب یا خدا — وہی زور دے مجھکو پہلے جو تھا

اُسے ابتدا میں تھا زور اسقدر — زمین چاک ہوتا تھا ہر گام پر

وہ عاجز بہت وقت رفتار تھا زمیں پر اُسے چلنا دشوار تھا
ہوا تھا تب اِس بات کا خواستگار کہ کچھ زور کم ہووے یا کردگار
ہوئی تھی مناجات اُسکی قبول مراد اُسکی وہیں ہوئی تھی حصول
غرض کر کے شب زاری و التماس ہوا زور پیشین کا پھر خواستگار
خدا نے پذیرا کی اُسکی دعا وہی زور اُسکو کیا پھر عطا

رستم اور سہراب کی لڑائی تیسرے دن اور مارا جانا سہراب کا رستم کے ہات سے

سحر دیکھ کر قوت و زور تن ہوا شادمان پہلوان زمن
سپاس عنایات پروردگار بجا لا کے اور رخش پر ہو سوار
گیا شاد و خرم سوئے رزمگاہ ہوا جا کے سہراب سے کینہ خواہ
یہہ سہراب نخوت سے کہنے لگا کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا
تو پھر آج آیا سوئے کارزار عزیز اپنی شاید نہیں جان زار
تہمتن یہہ بولا کہ جب تک ہی جان ترے ساتھ ہونگا ستیزہ کنان
وہ کرنے لگے پھر درشتی بہم ہوئے مایل زور و کشتی بہم
بہم خوب زور آزمائی ہوئی نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی
پکڑ کر کمر بند سہراب کا زمین سے لیا پیلتن نے اُٹھا

پلنگ کر زمین پر اُسے پھر وہین سر سینہ بیٹھا وہ ازدوی کین

یہہ سوچا کہ یہہ گرد زور آزما جو پھر اُٹھہ کھڑا ہو تعجب ہی کیا

غرض کھینچ کر خنجر آبدار کیا سینۂ و دلکو اُسکے فگار

وہ خستہ جگر کھینچ کر ایک آہ . یہہ بولا کہ تھے بخت میرے سیاہ

یہان مین جو آیا تو یہہ تھی مراد کہ دیدار سے باپ کے ہونمین شاد

تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی بہلاک عدم جان واصل ہوئی

جو دریا مین اب ہووے مسکن گزین تو یا جاوے بالائے چرخ برین

مرا باپ تجھکو نہ چھوڑیگا ہان کریگا ہلاک آنکے اے جوان

کہا نام کیا اُسنے تب یون کہا کہ ہی نام رستم مرے باپ کا

مری مان بھی ہی صاحب عز و جاہ کہ ہی باپ جسکا سمنگان کا شاہ

جب اُس خستہ تن سے سنا یہہ سخن تو غمگین ہوا رستم پیلتن

پڑا ہوکے بیہوش بس خاک پر جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر

لگا کہنے اُسسے تو کر یہہ بیان تیرے پاس رستم کا کیا ہی نشان

کہ مین ہین سیہ بخت رستم ہون آہ جہان جسکی آنکھو نمین ہووے سیاہ

یہہ سہراب نے سنکے پاسخ دیا کہ صد حیف اے گرد کشورکشا

بہت گرم اُلفت مرا دل ہوا ولے تو ادھر کچھ نہ مایل ہوا

نشانی تو دیکھ اب زرہ کرکے وا　　کہ مہرا ہی بازو پہ میرے بندھا

نہیں زخم سے اب یہہ طاقت مجھے　　جو کھولوں زرہ اور دکھاؤں تجھے

وہ مہرا جو دیکھا زرہ کرکے وا　　تو رستم نے پھر شور رونا کیا

یہہ بولا کہ ای جان من بیگناہ　　تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ

پسر کو کسی نے بھی مارا نہیں　　نہیں یہہ ہوا جور ہرگز کہیں

نچھوڑیگا زنہار مجھکو یہہ غم　　رہونگا گرفتار رنج و الم

یہی اب ہی بہتر کہ ہونمیں ہلاک　　کروں اپنے سینے کو خنجر سے چاک

یہہ سہراب بولا کہ کیا فایدا　　نہیں چارہ زنہار پیش قضا

تڑپتا تھا سہراب بسمل اُدھر　　اِدھر رستم گرد تھا نوحہ گر

جو دیکھا کہ رخش یل نامدار　　کھڑا ہی بہت دیر سے بے سوار

تو سمجھے یہی دل میں پیر و جوان　　کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان

وہیں یکقلم اُڑ گئے سب کے ہوش　　اُٹھا ایک لشکر میں شور و خروش

گئی یہہ خبر پیش شاہ زمان　　کہ رستم سے خالی ہوا اب جہان

کیا حکم شہ نے کہ یکبارگی　　اُدھر جاؤ دوڑا کے اب بارگی

تموئے رزمگہ جا کے لاؤ خبر　　مبادا ہوا کشتہ رستم اگر

تو کی جاوے تدبیر کچھ اور یہان　　کہ ایسا نہیں اب کوئی پہلوان

جو سہراب سے ہووے پھر کینہ خواہ — نہیں تاب رکھتی یہہ ہرگز سپاہ

سواران لشکر گئے جب اُدھر — تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر

کرے ہی فغان اور بیتاب ہی — تڑپتا پڑا واہان بھی سہراب ہی

یہہ جانا کہ زخمی ہمین دونون جوان — لگا زخم کاری ہوئے ناتوان

اُٹھا کر سر رستم نامور — لگے پوچھنے سب کہ کیا ہی خبر

زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن — لگا کہنے یون رستم پیلتن

ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم — رہیگا قیامت تلک جسکا غم

مری رو و سر پر پڑی ہاے خاک — پسر کو کیا مین نے ناحق ہلاک

یہہ کہہ کر وہین کھینچ خنجر لیا — کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا

پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہاتھ — لگے رونے گردان فرخ صفات

زوارہ نے پارہ گریبان کیا — غم و درد سے شور و افغان کیا

کہا پھر یہہ سہراب سے کیا ہی حال — وہ بولا کہ ہی درد مجھکو کمال

جگر پر مرے زخم کاری لگا — نہین کچھ بھروسا ہی اب زیست کا

ملی پیان تن کے سراپا نشان — مری ما نے مجھسے کئے تھے عیان

ہجیر سیہ بخت سے بارہا — جو پوچھا تو پوشیدہ اُسنے رکھا

تجھے نام رستم بتایا نہین — رکھا ہاے غافل جتایا نہین

مقابل مرے جب کہ رستم ہوا　　تو پرسان حال اُسکے ہردم ہوا

کیا اُسنے بھی نام اپنا نہان　　کیا میرے آگے نہ ہرگز عیان

کوئی کیا کرے کسکا ہی اختیار　　نہیں چارہ تقدیر سے زینہار

پسر کی اجل باپ کے ہاتھہ تھی　　ازل سے یہہ ٹھہری ہوئی بات تھی

یہہ احوال سنکر ہوئے نوحہ گر　　زوارہ اِدھر اور رستم اُدھر

لگے کو تنے سینہ و سر وہان　　کیا دیدۂ تر سے دریا روان

یہہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا　　کسی کو نہین ہی جہان مین بقا

نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو　　ذرا صبر کو دل مین اب راہ دو

یہان تم کو اپنا کیا مین نے خون　　ولے التماس ایک رکھتا یہہ ہون

کہ زنہار اب رستم ارجمند　　نہ پہنچاوے لشکر کو میرے گزند

نہ جاکے ترکون سے پھر کینہ خواہ　　نہ کھینچے سوئے ملک توران سپاہ

کہ مولد میرا ملک توران ہی　　میرا جاے بازی وہ میدان ہی

اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پر　　مراعات کرتا مین شام و سحر

پدر بعد میرے مدارا کرے　　تلطف مدام آشکارا کرے

جگر خستہ نے جو کچھ اُسدم کہا　　تہمتن نے یکسر پذیرا کیا

کہا پھر یہہ رستم نے گودرز کو　　کہ جاکر حضور شہ ناجو

جو ہی خاص تر نوش دارو وہ لا　　مگر اُسسے چارہ ہو سہراب کا

وہین آکے پیش شہ نامدار　　ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار

لگا کہنے سنکر یہہ شاہ جہان　　مہیا ہی وہ نوشدارو یہان

کہ جسّے ہو سہراب پھر تندرست　　توانا و زورآور و چاق و چست

پر ای پایر مرد خجستہ صفات　　تجھے یاد اُسروز کی کچھ ہی بات

کہ کیا کیا تجھے نامالایم کہا　　زبان پر جو آیا سو اُس دم کہا

کیا سرکشی سے نہ پاس ادب　　رہ و رسم دی ہاتھہ سے اُسنے سب

سخنہاے دشوارتر کہہ گیا　　اُسے قید کوئی نہ یہان کر سکا

سوا اسکے سہراب کی گفتگو　　سنی تونے اور خوب واقف ہی تو

کہے تھا وہ مردم سے ہردم یہی　　کہ رستم کو دون تخت و تاج شہی

سمجھہ اپنے دل مین کہ فہمیدہ ہی　　جہان مین تو مرد جہان دیدہ ہی

جب ایسے دلاور ہون دو پہلوان　　رہے پھر یہہ آورنگ و افسر کہان

سنا جبکہ گودرز نے یہہ سخن　　گیا پھر وہ پیش یل پیلتن

کہا یون کہ خوئے بد شہریار　　بیان کیا کرون تجھہ پہ ہی آشکار

تہمتن یہہ سنکر ہوا دردمند　　گیا آپ پیش شہ ارجمند

مکان میں تھا اُسدم شہ نامور　　برآمد ہوا جب یہہ پہنچی خبر

کہ سہراب کا کام آخر ہوا ‌ ‌ ‌ نشان مٹ گیا نام آخر ہوا

ہوا سنکے رستم پیادہ روان ‌ ‌ ‌ گیا لعش پر اُسکی زاری کنان

فغان کرکے کہتا تھا یہہ دمبدم ‌ ‌ ‌ میری ہاتھہ واجب ہیں کرنا قلم

جگر گوشے کو اپنے میرے سوا ‌ ‌ ‌ جہان مین بھلا قتل کسنے کیا

سنے جبکہ ما اسکی تب کیا کہے ‌ ‌ ‌ جو کچھہ وہ کہے سو نہ بیجا کہے

غرض رکھہ کے تابوت مین لعش کو ‌ ‌ ‌ گیا سوے خیمہ یلاں نامجو

وہ خیمہ اور اسباب تھا جسقدر ‌ ‌ ‌ جلا کر کیا خاک پس سر بسر

ہوئے اُسکے ماتم مین پیر و جوان ‌ ‌ ‌ خروشان و گریان و نالہ کنان

گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس ‌ ‌ ‌ جو دیکھا تو ہی وہ بہت بیحواس

کہا سخت ماتم ہی اور قہر درد ‌ ‌ ‌ ولے کچھہ نہیں چارہ ای نیکمرد

ہر اک کو ہی آخر یہی رہ گذر ‌ ‌ ‌ کوئی دیر جاوے کوئی زود تر

سمجھہ اب تو دانا و ہشیار ہی ‌ ‌ ‌ شکیبائی و صبر درکار ہی

گیا عرض رستم نے ای تاجدار ‌ ‌ ‌ ہوا سو ہوا کچھہ نہیں اختیار

ولے یہہ وصیت ہی سہراب کی ‌ ‌ ‌ کہ ترکون پر کیجو نہ لشکر کشی

یہی عرض کرتا ہون اب بار بار ‌ ‌ ‌ یہہ لطف و کرم کا ہون اُمیدوار

کہ ہومان کی حرمت رکھو تم نگاہ ‌ ‌ ‌ نہ ہووے پراگندہ اُسکی سپاہ

کر و رخصت اُنکو بہ عز و وقار ۔ یہہ سنکر لگا کہنے یون شہریار
ہوا اب جو تجھکو بہہ رنج والم ۔ تو میرے بھی دلکو ہوا درد وغم
پذیرا کیا مین نے تیرا سخن ۔ مجھے پاس خاطر ہی ای پیلتن
کرین مجھسے اب ترک گوسرکشی ۔ کروں مین نہ زنہار لشکر کشی
زوارہ سے رستم نے پھر یون کہا ۔ کہ جیحون تلک ساتھہ ہو ماںکے جا
زوارہ گیا ساتھہ جب بےخطر ۔ گیا اب جیحوں سے ہو ماں گذر

روانہ ہونا کاؤس کا ایران اپنی تختگاہ کو اور
جانا رستم کا ساتھہ تابوت سہراب کے سیستان مین
اور وہاں آنا سہراب کی ما کا شہر سمنگان سے

باقبال و دولت سوئے تختگاہ ۔ روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ
یان نامور رستم پہلوان ۔ گیا ہوکے رخصت سوئے سیستان
غرض لیکے تابوت سہراب کا ۔ پراگندہ دل شہر مین جب گیا
سیہ پوش ہو زال پہنچا وہان ۔ ہوا ساتھہ تابوت کے پھر روان
خروشان و گریان گئے گھر تلک ۔ قیامت تھی برپا بزیر فلک
وہ رودابہ رستم کی ما اسقدر ۔ ہوئی دیکھہ تابوت کو نوحہ گر
کہ برپا وہان شور محشر ہوا ۔ غضب ایک روئے زمین پر ہوا

گیا دفن لاشے کو پھر زیر خاک دل پیر و برنا ہوا درد ناک

گئی جب یہ سوئے سمنگان خبر تو تہمینہ کو غم ہوا اس قدر

کہ آتش وہیں کر کے افروختہ گری آگ مین با دل سوختہ

لیا کھینچ مردم نے پھر دور کر ولیکن جلے سر بسر موے سر

تن نازنین بھی ہوا داغ داغ جہان اسکی نظرون مین تھا بے چراغ

لگی باپ سے کہنے ای نامجو کیا قتل رستم نے سہراب کو

سوئے سیستان کھینچ جلدی سپاہ تہمتن سے چلکر تو ہو کینہ خواہ

کہا اسنے ای دختر نازنین سپہ اپنی رستم کے ہمسر نہین

دیا شاہ نے جب اسے یہ جواب تو پھر دل مین کھا کر بہت پیچ و تاب

گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ سوئے سیستان با دل کینہ خواہ

قریب آنکر اسنے اک پہلوان روانہ کیا اور کہا یون کہ ہان

تہمتن سے جا کر تو کہہ یہ سخن کہ تہمینہ آ پہنچی ای پیلتن

وہ لائی ہی ساتھ اپنے فوج گران دلیران و گردان جنگ آوران

رکھے ہی یہی دل مین اب عزم جزم کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم

فرستادہ پیش تہمتن گیا سنا تھا جو اسنے سو یکسر کہا

یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا پشیمان بہت دل مین اسدم ہوا

وہین ساتھ لے زال ورودابہ کو گیا سوے تہمینہ وہ نامجو

پھرا پردے مین اُسکے پہنچے یہہ جب نکل آئی تہمینہ پردیسے تب

بغلگیر وہین ہوئے ہمدگر کیا نوحہ سہراب کو یاد کر

کہا زال نے سوے خانہ چلو شبستان کو رشک گلستان کرو

لگی کہنے تہمینہ ای نیک مرد میرے دلکو رستم سے پہنچا ہی درد

میرے آگے رستم کو لاؤ شتاب کیا جسنے یون اپنے گھر کو خراب

مین اُسّے یہہ پوچھون کہ ای کینہ جو کیا کشتہ کیون تو نے فرزند کو

گیا پیش تہمینہ جب پہلوان تو کھینچ اُسنے پھر خنجر جان ستان

یہہ چاہا کہ رستم کا چیرے شکم کرے غرق خون اُسکو بیدرد وغم

پکڑ ہاتھ اُسکا لیا زال نے یہہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے

کہ تقدیر پر کچھہ نہاین اختیار نہین چارہ پیش قضا زینہار

عدم سے جو پھرنا ہو سہراب کا تو کر رستم و زال کا سر جدا

غرض خوب سمجھا کے وہ نامور گئے لیکے تہمینہ کو اپنے گھر

وہ تہمینہ اور رستم نامدار بہم وہان لگے رہنے لیل و نہار

ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر ہوا بعد نہہ ماہ پیدا پسر

قوی بازو و گلرخ ولالہ فام تہمتن نے رکھا فرامرز نام

سپرد ایک دائی کو وہین کیا   لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

وہ تہمینہ رہتی تھی غمگین مدام   تصور تھا سہراب کا صبح و شام

دل اُسکا تھا نالان مژہ خون چکان   کہتے آہ کرتی تھی گاہے فغان

پس مرگ سہراب وہ مہ جمال   رہی زندہ بارنج و غم ایک سال

نہ غم سے رہا تھی نہ تھی زینہار   وہ دے بیٹھی جان اپنی انجام کار

یہہ قصہ تو مین کر چکا سب بیان   سیاوش کی آگے سنو داستان

داستان تولد ہونا سیاوش بادشہزادے کا
اور اُسکی سرگذشت کا بیان

کوئی بیشۂ خورم و دلکشا   کہ نزدیک دریاے جیحون کے تھا

گئے ایک دن وہان برائے شکار   یہہ طوس اور گیو جنگی سوار

پڑی ناگہان ایک دختر نظر   پری پیکر و مہوش و سیمبر

لباس اور زیور تھا شاہانہ سب   کرشمہ ستم آن و غمزہ غضب

یہہ پوچھا جوانون نے ای مہ لقا   تو ہی کون تیری حقیقت ہی کیا

بت ماہ پیکر یہہ کہنے لگی   کہ دختر ہون مین شاہ بلغار کی

کہ گرشیوز اُسکا جہان مین ہی نام   وہ نسل فریدون سے ہی ذوالاکرام

مجھے چاہتے تھے بہت تاجور   ولیکن یہہ چاہے تھا میرا پدر

کہ تورا زمین کا جو ہی بادشاہ / پشنگ دلاور خداوند جاہ

میرا باندھا تھا اُسکے عقد نکاح / نہ زنہار بھائی مجھے یہہ صلاح

کہ میں نے سنا زشت خو ہی پشنگ / نہ کچھ زشت خو زشت رو ہی پشنگ

کیا مجھسے جب ذکر اسبات کا / تو بس صاف انکار مین نے کیا

خفا ہو کے تب شہ نے مارا مجھے / نہ ہرگز ہوا یہہ گوارا مجھے

نکل گھر سے اور اسپ پر ہو سوار / شتابی سے لی مین نے راہ فرار

گذر آب جیحون سے آئی ادھر / کیا اسپ پر ماندگی نے اثر

فرس جب کہ رفتار سے رہ گیا / تو پھر راہ مین چھوڑ اُسکو دیا

پیادہ ہوئی چند فرسخ روان / ہوئی آکے اس دشت مین اب نہان

وہ دونون جوان اُسپہ مایل ہوئے / خدنگ نگہہ کے وہ گھایل ہوئے

ہوئے خواستگار بت سیمبر / لگے کرنے پرخاش وہان ہمدگر

بہم بعد پرخاش پایا قرار / کہ لے جائیے پیش شہ نامدار

جسے حکم دی خسرو نامجو / وہ لے شوق سے اس پری چہرے کو

گئے لیکے جب پیش کاؤس شاہ / ہوا شاہ دیوانۂ رشک ماہ

کسی کو نہ زنہار شہ نے دیا / پری چہرے کو پاس اپنے رکھا

بندھا عقد باہم بائین دین / ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین

گئے نو مہینے جب اُس پر گذر
تو پیدا ہوا پور رشک قمر

نظر کر کے طالع پر شہزادے کے
منجم شہنشہ سے کہنے لگے

کہ ای شاہ اسکے پریشان ہین نحت
ہوا سنکے غمگین خداوند تخت

سیاوش رکھا نام شہزادے کا
لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

ولیکن دل شاہ تھا پر ملال
نہ تھا تربیت کا کچھ اُسکی خیال

کہین اُن دنون رستم آیا وہان
لگا کہنے ای خسرو خسروان

اسے زابلستان میں لیجاؤن میں
ہنر ہاے شاہانہ سکھلاؤن مین

کیا شاہ نے وہ ہین اُسکو سپرد
غرض لے گیا زابلستان مین کرد

ہنر پروروں کے حوالے کیا
ہوا پھر وہ مصروف صبح و مسا

طریق نبرد و شکار و ادب
ہنر ہاے شاہانہ سکھلائے سب

سیاوش جہان مین ہوا بے نظیر
ہنرمند و دانا شجاع و دلیر

سیاوش نے رستم سے پھر ایکروز
کہا یونکہ ای رستم نیک روز

مجھے یہہ تمنا ہی شام و سحر
کہ حاصل کرون پاے بوس پدر

یہہ سنکر مہیا کر اسباب جاہ
زر و نعمت واسپ و فیل و سپاہ

کیا عرض شہزادے سے یون کہ اب
روان ہوجیئے با نشاط و طرب

وہ بولا کہ تجھہ [illegible]
تو نہ [illegible] سے پھر یاسر [illegible] کیا

گیا ساتھ شہزادے کے آپ بھی ۔ حضور شہنشاہ با صد خوشی
اُسے لے گئے پیشوا آکے سب ۔ ہوا دیکھکر شہ قرین طرب
بہت لطف مصروف اُسپر کیا ۔ سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا
ہنر پر جب اُسکے ہوئی آگہی ۔ تو رستم کو بھی آفرین خوب کی
حضور اپنے پھر شہ نے تا ہفت سال ۔ رکھا اُسکو مشغول کسب کمال
یہہ دل چاہے تھا پھر شہ دہر کا ۔ کہ مالک اُسکو دے ماورالنہر کا
بجاہ وحشم یہاں سے ہوکے رواں ۔ سیاوش کرے حکم رانی وہاں
کہ اتنے میں سودابۂ مہ جبین ۔ جہاندار کی زوجۂ اولین
یہہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے ۔ کہ ای شاہ یہہ آرزو ہی مجھے
سیاوش کو اک دختر خواندہ واں ۔ اُسے کتخدا ساتھ اُسکے کروں
جہاندار بولا کہ بہتر ہی پر ۔ سیاوش کو راضی کرے سیمبر
طلب اُسنے شہزادے کو پھر کیا ۔ یہہ سلطان سے لیکر اجازت گیا
سیاوش پہ عاشق تھی وہ مہ جبین ۔ سیاوش گیا جب تو اُسنے وہیں
پکڑ تنگ آغوش میں شوق سے ۔ لئے اُسکے بوسے کئی ذوق سے
ہوئی گرم مہر اُسکی جب دلبری ۔ وہ سمجھا کہ ہی اُلفت مادری
کہو دختر خواندہ زہرہ جبیں ۔ کہ سب نے سدا و شاہوں کی تھی

اُنہیں وہاں طلب کر کے باصد خوشی — سیاوش سے ہووا یہ کہنے لگی

ہوا ہو بدانسے یہہ مجھکو عیان — تیرے تخم سے کب پسر اے جوان

خداوند ہو تخت و دیہیم کا — شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا

یہہ ہے ذکر تمنا ہوئی یہہ مجھے — کرو میری دختر کے ہو لتن سے

یہہ دختر جو حاضر ہیں تیرے حضور — کہ ہیں حسن میں رشک غلمان و حور

تو اِنمیں سے کر ایک کو اب قبول — تمناے دل تا کہ ہووے حصول

رہا سنکے خاموش وہ نامدار — نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار

کیا یہہ بھی اندیشہ دل میں وہیں — کہ یہہ مان حقیقی میری کچھ نہیں

یہہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے — تعجب نہیں گر عداوت کرے

سوا اِسکے کہتے ہیں ہی سحر ساز — حذر اس سے بہتر ہی اور احتراز

وہ کہتی تھی تک کھول اپنی زبان — پہ دل تنگ و لب بستہ تھا غنچہ سان

وہ سمجھی کہ ہی اُسکو شرم و حجاب — جو دیتا نہیں بات کا کچھ جواب

کیا سب کو رخصت اکیلی رہی — سیاوش سے پھر یہہ حکایت کہی

ہوئی منقضی مدت ہفت سال — کہ عاشق ہوں میں تجھ پہ اے مہ جمال

تو بر لا شتابی سے اب کام دل — کہ حاصل مجھے ہووے آرام دل

مجھے بعد کاؤس کشورستان — کرونگی میں فرمان رواے جہان

سپاہ جہاندار کاؤس کی | سراسر میرے تابع حکم ہی
فریب اُسنے ہرچند اُسکو دیئے | اب اپنے نہ شہزادے نے واکیے
جھکائے ہوئے سر کو وہ نامدار | یہہ چاہے تھا کے وہانسے راہ فرار
اُٹھا جب تو سودابہ نے بیدرنگ | لیا بوسہ پھر کھینچ کر بر مین تنگ
یہہ سوچا ملکزادۂ نامور | کہ تندی و سختی کرون کچھ اگر
مبادا غضبناک ہو جاے یہہ | بلا کوئی سر پر میرے لائے یہہ
نہ دیکھا کوئی چارہ جز انقیاد | یہہ ناچار بولا وہ فرخ نہاد
پئے عقد دختر جو تونے کہا | یہہ البتہ مین نے پذیرا کیا
و لیکن نہ رکھہ اور کچھ آرزو | ادب ہی ترا مجھکو مادر ہی تو
سیاوش نے یہہ بات جسدم کہی | تو خاطر جمع ہوئی سودابہ کی
کیا اُسکو رخصت بہ لطف و طرب | کہا پھر یہہ کاؤس سے وقت شب
کہ دختر کو میری پذیرا کیا | ملکزادۂ نامور نے شہا
ہوا شاد و خرم شہ ذو الکرام | دیا اُسکو اسباب شادی تمام
سیاوش کو پھر اُسنے روز دگر | یہہ پیغام بھیجا کہ ای نامور
زر و گوہر و نعمت بیکران | ترے واسطے شہ سے لائی مین یہان
ہوا جسکے اسباب شادی جدا | تکلف سے میں نے مہیا کیا

پھر سب نعمت اور دختر رشک ماہ — تجھے دونگی اب آن کے کر نگاہ

نہ آیا وہ شہزادۂ گاہگار — گئی پھر حضور شہہ نامدار

کہا جاکے ای شاہ روئے زمین — سیاوش میرے پاس آتا نہین

شہنشہ نے اُسکو تاکید کیا — ملک زادہ ناچار پھر وہان گیا

وہ لائی زبان پر سخنہائے دوش — کہا کچھ نہاین عشق مین تیرے ہوش

جوانی پہ میری ذرا کر نگاہ — نہ منہہ موڑ زنہار ای رشک ماہ

تو ہمخواب ہو مجھسے دل شاد کر — مجھے بند سے غم کے آزاد کر

یہہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار — توقع یہہ مجھسے نرکھہ زینہار

تو ہے بانوئے شاہ کشور کشا — بھلا کس طرح مجھسے ہو کچھ خطا

نہ تکرار کر مجھسے کہتا ہون صاف — کہ اِس کام سے تو مجھے رکھہ معاف

کیا شاہزادے نے اِنکار جب — وہ سودابۂ فتنہ انگیز تب

اُٹھی تخت سے ہوکے پر خشم و کین — سیاوش کے دامن کو پکڑا وہین

سیاوش وہان سے شتابان ہوا — وہ دامن چھوڑا کر گریزان ہوا

لگی کہنے سودابہ کرکے فغان — بھلا کیا ترے سر پہ لاتی ہون ہان

غرض فتنہ اک اُسنے برپا کیا — کہ یکبار گی شور و غوغا کیا

کیا پارہ پارہ وہ گریبان کو — کیا چاک چاک اپنے دامان کو

خراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا　　پریشان کئے بال سر تا بپا

کنیزان بھی اُسکے اشارے سے وہان　　لگین کرنے غوغا و شور و فغان

یہہ سنکر گیا خسرو نامور　　یہہ احوال سودابہ کا دیکھہ کر

لگا پوچھنے کیہہ حقیقت ہی کیا　　رہ مکر سے اُسنے ظاہر کیا

کہ شاہا سیاوش نے یہان آنکے　　پچھاڑا مجھے زور سر پنجہ سے

کیا یہہ ارادہ کہ بیخوف و بیباک　　کرے میرے دامان عصمت کو چاک

بدشواری اُس سے ہوئی مین رہا　　مرا پاک عصیان سے دامن رہا

سنا جب یہہ قصہ ہوا پر غضب　　سیاوش کو شہ نے کیا پھر طلب

کہا یون کہ اب راز کر آشکار　　نہ کہنا بجز راستی زینہار

کہا اُسنے احوال سارا بیان　　وہ راز نہفتہ کیا سب عیان

یہہ بولی وہ سودابۂ حیلہ گر　　کہ باطل ہی گفتار یہہ سر بسر

لگا سونگھنے اُنکے پھر رخت کو　　شہ نامور خسرو نامجو

معطر تھی پوشاک سودابہ کی　　سیاوش کا جامہ تھا بو سے تہی

ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین　　کیا خوار اُس حیلہ گر کو وہین

اگرچہ یہہ منظور تھا کھینچ تیغ　　کرے سر کو اُسکے جدا بیدریغ

مبادا کہ برپا کرے کچھ فساد　　خلل ملک میں لاوے وہ بدنہاد

سوا اسکے تھا مبتلا اُسکا شاہ　　کہ تھی حسن میں غیرت مہر و ماہ

شبستان میں شہ کے کوئی نازنین　　نہ تھی مثل سوداوہ مہ جبین

بہت خرد تھے اُسکے فرزند بھی　　غرض اس لئے درگذر اُسنے کی

پھر سوداوہ سے شاہ نے پھر کہا　　سیاوش کو دیکھا تو ہی بیخطا

تو خاموش ہو راز کو کر نہان　　نہ ہو خوار عالم میں کر کے فغان

نہ سمجھی ولے جی میں وہ حیلہ ساز　　نہ آئی ذرا بیحیائی سے باز

پھر شہ سے کہتی تھی صبح و مسا　　سیاوش کو پہنچا عقوبت شہا

ولے بات اسکی شہ نامدار　　پذیرا نہ کرتا تھا کچھ زینہار

اسی فکر میں تھی وہ بے ترس و باک　　کسی حیلے سے اُسکو کیجے ہلاک

ہوئی ناگہان حاملہ ایک زن　　ہوئی خوش وہ ظالم یہ سنکر سخن

حضور اپنے کر کے طلب زود تر　　کیا شاد وے کر اُسے سیم و زر

لگی کہنے پھر اُسسے وہ کینہ جو　　کہ اس حمل کو کر دے اسقاط تو

کنیزو نا ہو میری اُسدم خبر　　کرین تا کہ غوغا وہان سر بسر

شہ نامور تجھسے پرسان ہو جب　　سیاوش کا تو لیجیو نام سب

کنیزین بکایک خروشان ہوئین   وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئین
ہوا سے نکے بیدار فرمان روا   یہہ پوچھا کہ یہہ شور و غوغا ہی کیا
کنیزون نے کاؤس سے یون کہا   فلانی حرم ہی جو تیری شہا
ہوئے اُسکے بیدا دو مردہ پسر   کہا شہ نے لاؤ اُسے زود تر
وہ رکھہ طشت میں لیگئی پایش شاہ   گیا شاہ حیرت مین کرکے نگاہ
جب اُس زن سے پوچھا حقیقت ہی کیا   یہہ کم بخت نے تب گذارش کیا
یہہ بچے سیاوش کے ہیین تخم سے   کہ ہمخواب اُسنے کیا تھا مجھے
یہہ سودابہ نے بدنکے شہ سے کہا   مری بات کا تجھکو باور نہ تھا
ولے فعل دیکھا سیاوش کا اب   کہ کیا کام اِسنے کیا ہی غضب
شہنشاہ پھر اُٹھہ کے باہر گیا   طلب اہل تنجیم کو وہان کیا
دکھائے اُنہین ہر دو مردہ پسر   کہا اِنکے طالع پہ کرکے نظر
یہہ ظاہر کرو کسکے ہیں تخم سے   خبر راز پنہان سے اب دو مجھے
وہیں طالع وقت کو دیکھہ کر   لگے غور کرنے وہ شام و سحر
کہا بعد اک ہفتہ ای شہریار   یہہ تخم کیان سے نہیں زینہار
کیا راز پنہان ناپاک زن   عیان سر بسر پیش شاہ زمن
حرامزادہ شناسان نے ظاہر کیا   وہ سوذابہ سے جاکے شہ نے کہا

وہ بولی کہ ای شاہ جوہر شناس | تہمتن سے ڈرتے ہین اختر شناس
نہین راست گفتار یہہ زینہار | نہین اُنکی کچھ بات کا اعتبار
سیاوش کو واجب ہی دینی سزا | سزاوار ہی قتل اہل خطا
رہا سنکے خاموش کاؤس شاہ | کہ بیچارہ شہزادہ تھا بیگناہ
بد اندیش از بسکہ سودابہ تھی | شہ نامور سے یہہ کہنے لگی
حمایت تو کرتا ہی بیٹے کی اب | ستم ہی ستم ہی غضب ہی غضب
کیا اور کرتا ہی مجھکو خراب | یہہ کہکر لیا زہر قاتل شتاب
کہا یونکہ مرتی ہون مین کھاکے زہر | ہوا سخت ناچار تب شاہ دہر
یہہ ٹھہرا کہ شہزادۂ نامدار | پڑے آگ کے درمیان ایکبار
اگر ہی گنہگار جل جائیگا | وگرنہ نہ ایذا ذرا پائیگا
ہوئی آتش افروختہ جب وہان | لگا کہنے تب شاہ سے وہ جوان
خطر کیا ہی ای شاہ فرخ خصال | نہین راستی کو ہی ہرگز زوال
خدا ہی نگہبان مرا ہر زمان | کہ ہی واقف آشکار و نہان
خداوند غفار کو یاد کر | سیاوش گیا آگ مین بیخطر
نہ پہنچا ضرر کچھ اُسے زینہار | سلامت وہ نکلا پھر انجام کار
سیاوس کو شہ نے بغل مین لیا | سر و چشم پر اُسکی بوسہ دیا

ہوا سخت سودابہ پر خشمناک کہا یون کرا سکو کر واب ہلاک
ولیکن شفاعت سیاوش نے کی بہانا ہی چاہے تھا کاؤس بھی
سر خون میں گذرا شہ دین پناہ غرض اُسپہ کی مرحمت کی نگاہ

جانا سیاوش بادشاہ زادے کا افراسیاب سے لڑنے کو اور فتح کرنا بلخ کا

وہ سودابہ ازبسکہ بدکیش تھی سیاوش کی ناحق بداندیش تھی
مانکزادے کے قتل کا قصد تھا یہہ تدبیر تھی اُسکو صبح و مسا
خطرناک رہتا تھا وہ نامدار دعا مانگتا تھا یہہ لیل و نہار
کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال شتابی کہین مجھکو یہان سے نکال
یہہ پہنچی خبر اُنکو ناگہان کہ توران سے با لشکر بیکران
اِدھر پھر ہوا عازم افراسیاب یہہ سنکر جہاندار عالیجناب
ہوا خشمناک اور کہنے لگا کہ ای نامداران جنگ آزما
بداندیش ترکان نخوت شعار نہین عہد پیمان پر اُستوار
کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ خواہ یہہ رکھتے ہین دل مین خیال تباہ
سپہ کھینچ کر بلخ تک ابکی بار کرون اُنکو آوارۂ و قتل و خوار
سیاوس نے کاؤس سے یون کہا کہ ای شاہ شاہان کشور کشا

مجھے بھیجئے سوے افراسیاب — کرون جا کے اُسکو تباہ و خراب

یہہ مقصود تھا اسکا اِس بات سے — کہ دوری ہو اب خصم بدذات سے

کہا شہ نے تجھکو کہاں ہی یہہ تاب — جو ٹھہرے ذرا پیش افراسیاب

زبردست ہی تجھسے وہ اِی جوان — قوی جنگ میں اُسکے سب پہلوان

یہہ بہتر ہی مین آپ ایکبار شاہ — بداندیش سے جا کے ہوون رزم خواہ

وہ بولا کہ اُسسے نہ کمتر ہون مین — ہنر اور قوت میں ہمسر ہون مین

یہہ لشکر بھی اپنا ہی جنگ آزما — سدا فوج توران پہ غالب رہا

حضور شہنشاہ جوہر شناس — کیا پھر تہمتن نے یہہ التماس

کہ ہمراہ شہزادۂ نامدار — مجھے کیجئے رخصت اِی شہریار

کرو آپ تصدیع ہرگز نہ اب — رہو یہان بہ آرام و عیش و طرب

ملکزادہ اور بندہ کافی ہی وہان — پئے جنگ ترکان نخوت نشان

اُنہین الغرض دیکے سامان جنگ — روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ

وہ شہزادہ اور رستم نامور — دلیری سے پہنچے در باختر

وہان کا جو تھا حکمران بارمان — سو آیا پئے کینہ خواہی دوان

ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز — تو بس وہ وہین لی اُسنے راہ گریز

نہ ہرگز رہی طاقت کارزار — ہوا جا کے محصور انجام کار

پہہ سنکر سوئے بلخ پہنچا شتاب　　سپہ لیکے داماد افراسیاب

دلاور تھا گرشیوز اُسکا تھا نام　　ہوا دیکھہ کر بارمان شادکام

بہم متفق ہوکے پھر بیدرنگ　　ہوئے شاہزادے سے خواہان جنگ

رہا خوب دو روز تک کشت وخون　　کیا فوج ایران نے اُنکو زبون

رہی رزم کی جب نہ تاب وتوان　　تو ناچار گرشیوز وبارمان

گریزان ہو جیحون سے گذرے شتاب　　گئے خستہ دل پیش افراسیاب

ہوا بلخ مین دخل شہزادے کا　　پہہ شہزادے نے پھر ارادا کیا

کہ ہوکر روان بلخ سے پیشتر　　گذر آب جیحون سے با کر و فر

سپہدار توران سے ہو رزم خواہ　　کرے اُسکے لشکر کو یکسر تباہ

سران سپہ نے پہہ اُسسے کہا　　کہ جلدی کو مت کام فرما ذرا

تو لکھہ شاہ کو نامہ ای نامدار　　وہ کیجیو لکھے جو تجھے شہریار

سیاوش نے مرقوم نامہ کیا　　لکھا پہہ کہ ای شاہ کشور کشا

گیا حاکم بلخ کھا کر شکست　　اور اپنا ہوا بلخ مین بند وبست

گذر جاؤن جیحون سے گر حکم ہو　　سپہدار توران سے ہون رزم جو

لکھا شاہ کاؤس نے پہہ جواب　　کہ ہی سخت مکار افراسیاب

اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادھر　　تو ہرگز اُدھر کا ارادا نہ کر

سیاوش بفرمان شاہ جہان ہوا بلخ مین پھر توقف کنان

بھیجنا افراسیاب کا گرشیوز اپنی داماد کو معہ ہدیے

اور تحفون کے سیاوش شہزادے کے پاس اور

باہم صلح ہونی اور ناخوش ہونا کاؤس شاہ کا اس

امر سے اور رخصت کرنا اُسکا طوس کو لڑنے کے

قصد پر اور نامہ لکھنا سیاوش کی طلب مین

جہان تھا سپہدار توران وہان گئے جب کہ گرشیوز و پارمان

گذارش کیا اُسنے احوال جنگ یہہ سنکر اُڑا اُسکے چہریکا رنگ

گیا خواب مین شب جو افراسیاب تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب

ہوا ہول سے جبکہ گرم فغان سنا جب تو گرشیوز آیا وہان

یہہ پوچھا کہ ای خسرو نامور تجھے خواب میں اب پڑا کیا نظر

جو یکبار گی تو خروشان ہوا ہراسان ہوا دل پریشان ہوا

یہہ کہنے لگا اُسسے افراسیاب کہ اسوقت دیکھا ہی مین نے یہہ خواب

کہ اک دشت میں سبکہ تھی سانپ ہیں مری فوج بھی ہی وہان اور ہین

عقابان ہوا پر ہیں اور اک غبار ہوا سوے ابر انسے آشکار

وہیں باد صرصر ہویدا ہوئی پھر اُسمین سے اک فوج پیدا ہوئی

کیا میرے لشکر کو اُسنے ہلاک ملایا ہر اک کو تہہ خون و خاک
پکڑ کر مجھے لے گئے مرد مان شہنشاہ کاؤس کی تھا جہان
جون اک خورشید رو رشک ماہ کہ بیٹھا تھا نزدیک کاؤس شاہ
اُٹھا اور اک کھینچ کر اُسنے تیغ کیا چاک پہلو میرا بیدریغ
ہوا دل کو اُسوقت از بسکہ درد خروشان ہوا پھر مین ای نیکمرد
لگا کہنے داماد افراسیاب کہ برعکس ہوتی ہی تعبیر خواب
نہ دل مین ذرا خوف و اندیشہ کر میسر تجھے ہوگی فتح و ظفر
یہہ تعبیر اُسکو نہ آئی پسند گیا دل سے ہرگز نہ خوف و گزند
طلب اُسنے دانشوروں کو کیا مفصل کہا ماجرا خواب کا
ہوئے سنکے خاموش دانشوران کہ تھا دل مین ہر ایک کے خوف جان
ولے ایک نے عہد و پیمان لیا سپہدار توران سے پھر یون کہا
کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو سیاوش سے ای شاہ ہو صلح جو
وگرنہ خرابی پڑے ہی نظر مبادا کہ ہو جاے نوع دگر
پسند آئی گفتار خترشناس عطا کی اُسے نعمت بیقیاس
روان پھر کیا اُسنے داماد کو سوئے بادشہ زادۂ نامجو
فقط نامہ اُسکے حوالے نہ تھا تحائف بھی انواع وہ لیگیا

گیا جب کہ گرسیوز ناجو — سیاوش اُٹھا وہ ہمین تعظیم کو

وہ تحفے دیئے اور نامہ دیا — پئے آشتی اُسنے کی التجا

سیاوش ہوا دیکھکر شادمان — پھر اک بزم آراستہ کی وہان

ہوا محفل آرا بہ عیش و طرب — گئی جب گذر الغرض نصف شب

اُٹھا وہ ہمین داماد افراسیاب — ہوا جاکے سرگرم آرام و خواب

سیاوش نے رستم سے پھر یون کہا — کہ ای پہلوان مصلحت اب ہی کیا

ہوا آشتی خواہ افراسیاب — تہمتن نے سنکر دیا یہہ جواب

کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال — کیا آشتی کا تب اُسنے سوال

ولے سخت مکار ہی بد نہاد — نہین اُسکے کچھ قول پر اعتماد

فرستادہ کو دیجئے یہہ جواب — کہ گردان و خویشان افراسیاب

جنہین ہم کہین سو وہ آوین یہان — برسم گرو یہان رہین جاودان

تعلق مین ایران کے جو کچھ کہ ہو — تم اُسسے بھی اب دست بردار ہو

ہمین اس طرح صلح منظور ہی — وگرنہ رہ آشتی دور ہی

سحر جبکہ گرسیوز آیا وہان — کیا اُسسے مرکوز خاطر عیان

یہہ احوال لکھہ اُسنے قاصد شتاب — روانہ کیا پیش افراسیاب

کیا شاہ توران نے سب کچھ قبول — ہوئی آرزو دلکی سب کچھ حصول

بخارا و خوارزم اور چاچ بھی سمرقند و مغنجان کئے سب تہی

عزیزان و خویشان فرخ تبار دلیران و گردان عالی وقار

تہمتن نے جن کا لیا نام تھا روان پیش شہزادہ اُنکو کیا

گیا آپ لیکر سپہ سوے گنگ نہ تاخیر کی کچھ نہ ہرگز درنگ

ہوا شاد شہزادۂ نامدار تہمتن کو بھیجا سوئے شہریار

کہا صالح کا شہ کو احوال سب کئے تحفے توران کے ارسال سب

سنی تھی خبر شاہ نے بیشتر کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر

اُڑا ہول سے جسکے ہوش و حواس بہت دل میں ہی اُسکے خوف وہراس

سوا اسکے اختر شناسان نے بھی کہا شاہ کاؤس سے تھا یہی

کہ تیرا معاون ہی پروردگار ظفرمند ہوگا تو ای شہریار

تبہ ہوگی افواج افراسیاب وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب

حضور شہنشہ جو رستم گیا کیا سب بیان ماجرا صالح کا

لگا کہنے تب بادشاہ جہان نہیں صلح منظور ای پہلوان

یہہ سنکر رستم پہلوان نے کہا کہ ہی جنگ سے صلح بہتر شہا

کہا شہ نے تم عذر رکھتے ہو گر تو میں اور کو بھیجتا ہوں اُدھر

تہمتن نے آزردہ ہو کر کہا کہ حاضر رہونگا میں یہاں خسروا

روانہ کیا طوس کو پھر شتاب ❊ جہاندار نے سوے افراسیاب
کہا کچھ تامل تو قف و درنگ ❊ نہ کیجو ذرا ہو جیو گرم جنگ
سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا ❊ کہ تورانیوں کو تو یہاں لیکے آ

ناخوش ہونا سیاوش شاہزادے کا کیکاؤس سے اور
چلا جانا افراسیاب کے پاس اور تعظیم اور تواضع
کرنا افراسیاب کا اور اپنی لڑکی بیاہ دینا اُسکا
سیاوش کو اور دینا ملک ختن کا اُسکو

پڑھا نامہ شہ کا سیاوش نے جب ❊ ہوا دل پریشان و آزردہ تب
سران سپہ کو بلا کر کہا ❊ کہو سوچ کر مصلحت اب ہی کیا
دیا سب نے پاسخ کہ بہتر یہ ہی ❊ کہ لاؤ بجا حکم کاؤس کی
وہ بولا کہ خویشان افراسیاب ❊ جو واں جاوین تو شاہ عالیجناب
کرے قتل ہر ایک کو ہی یقین ❊ کہ دل مین بھرا اُسکے ہی بغض و کین
مرے عہد و پیمان کا پھر اعتبار ❊ نہ کوئی کریگا یہان زینہار
ہوا اسکے سودا یہ ہی کینہ جو ❊ مری دشمن جان ہی وہ زشت خو
خدا جانے کیا ظالم نابکار ❊ مرے سر پہ لاوے بلا اکبار
نظر آوے جب یہ گزند و ضرر ❊ تو پھر جاؤن کیونکر حضور پدر

یہہ دل مین ہی یہان چھوڑکر سب سپاہ   سپہبد از توران کی لون اب پناہ

یہہ سنکر بہت ہو کے اندوہگین   یہہ گودرز بہرام بولے وہین

نہیں مصلحت یہہ قرین صواب   کہ بدخواہ تیرا ہی افراسیاب

سمجھہ ای ملکزادہٴ نامجو   کہ ہرگز نہین اعتماد عدو

دیا شاہزادے نے پھر یہہ جواب   کرے گر مجھے قتل افراسیاب

تو بہتر ہی اُسسے کہ لیل و نہار   رہون مین حضور پدر خوار و زار

یہہ کہہ کر وہین ایک نامہ لکھا   سوئے شاہ توران روانہ کیا

لکھا یون کہ ای خسرو نامور   مرا باپ راضی نہین صلح پر

عوض میرے بھیجا ادھر طوس کو   کہو تم سے اب آنکے رزم جو

میرا عہد و پیمان ہی استوار   اگر سر بھی جاوے تو ہان زینہار

نہ پھیرون مین سر عہد و پیمان سے گاہ   رکھون راہ و رسم مروت نگاہ

غرض کچھ نہین شاہ کاؤس سے   نہین ہی مجھے کام کچھ طوس سے

یہہ ہی قصد اب زیر چرخ برین   کہین دور جاکے ہون مسکن گزین

نہ پہنچے جہان ہاتھ کاؤس کا   رہون امن سے وہان میں صبح و مسا

بتاؤ مجھے کوئی ایسا مکان   کہ جاکر کرون مین اقامت وہان

تمہارے عزیزان و خویشان کو اب   کیا مین نے رخصت بہ عیش و طرب

گیا پڑھ کے حیرت میں افراسیاب　　لکھا نامے کا اُسنے پھر یہہ جواب

کہ مجھکو سمجھ عہد و پیمان میں چست　　ترے ساتھہ ہی صلح میری درست

ولے وہ جو کینہ ہی کاؤس سے　　وہی جنگ و پرخاش ہی طوس سے

کہاں طوس کو تاب ای نیکمرد　　کہ ہو آکے مجھسے اب ہم نبرد

جو منظور رکھہ کے تو پاس وفا　　ہوا میری خاطر پدر سے جدا

تو میں نے کیا تجھکو اپنا پسر　　محبت کروں میں بطرز پدر

کروں بلکہ فرمان بری روز و شب　　تو آ شوق سے یہاں بہ فرط طرب

تو جو چاہے تجھکو وہ اقلیم دوں　　زر و گنج و اورنگ و دیہیم دوں

تجھے بعد کاؤس پیدا دگر　　کروں ملک ایران کا تاجور

یہہ نامہ پڑھا شاہزادے نے جب　　ہوا بند سے غم کے آزاد تب

وہیں عزم توران مصمم کیا　　اور اک نامہ کاؤس کو یہہ لکھا

کروں عرض کیا ہی یہہ تجھپر عیاں　　کہ پہلے تو ای شاہ کشورستان

کیا متہم مجھکو سوداوبہ نے　　کیا پر غضب تجھکو سوداوبہ نے

یہہ چاہا کہ مجھکو کرے تو ہلاک　　خدا کا نہ ہرگز کیا تو نے باک

ستاروں شناسوں نے جو کچھ کہا　　وہ زنہار تو نے نہ باور کیا

گیا آذر آتش میں یہہ خاکسار　　ولیکن بالطاف پروردگار

سلامت رہا کچھ نہ پہنچا ضرر — کیا بلخ کو فتح پھر آنکر

سپہدار توران کو عاجز کیا — زر و افسر و ملک اُسّے لیا

بخوبی ہوئی آشتی یہان بہم — ولے تو نہ راضی ہوا ہی ستم

عوض مہر کے تو ہوا خشمگین — توقع مجھے تجھہ سے اب کچھ نہین

ہوا سخت ناچار مجبور آہ — سوئے خانۂ خصم لیتا ہون راہ

جو ہی سرنوشت اپنی وہ ہوویگا — مٹے کب لکھا کاتب تقدیر کا

وہ نامہ سوئے خسرو نامجو — روان کرچکا جب تو بہرام کو

طلب کرکے بولا وہ خورشید جاہ — کہ یہہ کشور بلخ و گنج و سپاہ

ترے اب حوالے ہی طوس آئے جب — تو کر دیجیو اُسکی تفویض سب

یہہ کہہ کر ملکزادۂ نامدار — روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار

وہ دریاے جیحون سے گذرا شتاب — گیا الغرض سوے افراسیاب

یہہ نزدیک تر شہر کے جب گیا — خوشی سے وہ آیا وہیں پیشوا

اُدھر شاہ اور شاہزادہ اِدھر — پیادہ ہوئے دور سے دیکھہ کر

کیا یکسر آراستہ شہر کو — بہ آئین دل خواہ و طرز نکو

در شہر سے تا در شہریار — ہوا سر پہ شہزادے کے زر نثار

سیاوش سے بولا یہہ افراسیاب — تجھہ دیکھکہ مین ہوا کامیاب

کیا تو نے توران کو گلستان | ہوئی تیرے آنے سے رونق یہاں
سپہدار نے پھر بآئین نیک | کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
تواضع مدارا و تعظیم کی | برسم پسندیدہ تکریم کی
دف و بربط و شاہد و جام مے | مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شے
ملکزادہ کا پھر ہوا مدح خوان | کہ مجھسے منخر ہی تو ای جوان
تو ہی پور فرزند سلطان قباد | جوان مرد و دانا و فرخ نژاد
نکو روے خوش خلق و پاکیزہ خو | حقایق شنو عاقل و راست گو
میسر تفاخر کا ساماں ہوا | کہ تجھسا ملکزادہ مہماں ہوا
سنی جب یہ گفتار لطف و کرم | ہوا شاد شہزادۂ جم حشم
جھکا کر ادب سے سر انکسار | ہوا وہ پرستندۂ شہریار
غرض ہر شب و روز تھا پیش شاہ | فزوں تر سیاوش کا اعزاز وجاہ
کوئی نامدار ایک وہاں ویسہ تھا | سیاوش سے اک روز اُسنے کہا
کہ تو ہی دل و جان افراسیاب | ہوا جب سے مہمان افراسیاب
بہت تجھ پہ ہی مہربانی شاہ | وفور محبت ہی شام و پگاہ
یہی اب ہی مقرون رائے رزین | کہ اس شہر میں ہو کے مسکن گزین
تو ہو کتخدا اے ملکزادہ اب | بسر کر بہ عیش و طرب روز و شب

بفضل خدا بعد کاؤس شاہ — تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ

وہ ہستی سے جب جاوے سوئے عدم — تو ہو شاہ ایران بجاہ و حشم

یہان سے ہی نزدیک ایران زمین — نہ زنہار جا دور دست اب کہین

جو ویسہ نے شہزادے سے یہہ کہا — تو اُسنے خوشی سے پذیرا کیا

جریرہ کی تھی دختر گلعذار — کہ گلشہر تھا نام رشک بہار

اُسے ویسہ نے با دل پر صفا — کیا ساتھ شہزادے کے کتخدا

جو دیکھا رخ دلبر سیمبر — ہوا خوش ملکزادۂ نامور

لگا رہنے ساتھ اُسکے دن رات شاد — نہ کرتا تھا کاؤس کو گاہے یاد

کسی نے سیاوش سے پھر یون کہا — کہ ساتھ اور کے کیون ہوا کتخدا

فرنگیس ہی دخت افراسیاب — کہ چمکا نہ جسکے حضور آفتاب

تو ہوتا گر اُس دخت کا خواستگار — تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار

سیاوش یہہ بولا کہ اب کیا گیا — دگر بارہ ساتھ اُسکے ہون کتخدا

یہہ ہی رسم شاہان عالی وقار — کہ زن چاہتے شوق سے تین چار

طلب کر کے پھر موبد خاص شاہ — لگا کہنے اُس سے وہ خورشید جاہ

کہ مصروف ہی خسرو نامور — مری پرورش مین مثال پدر

عجب کیا جو دے اپنی دختر مجھے — کرے سب سے [illegible] مجھے

کہا جا کے موبد نے جب شہ کے پاس
پذیرا کیا شہ نے یہہ التماس

حضور سیاوش پھر آیا وہین
وہ مژدہ خوشی کا سنایا وہین

ہوا شاد شہزادۂ نامور
کہا جا کے گلشہر سے یون کہ گر

تری ہو اجازت تو ای دلربا
فرنگیس کے ساتھہ ہون کتخدا

دیا سنکے گلشہر نے یہہ جواب
کہ راضی ہون ہین کیجئے اب شتاب

یہہ بہتر ہی ہمکو بھی ای نامجو
کہ تو شاہ توران کا داماد ہو

بسان کنیزان مین لیل و نہار
فرنگیس کی ہون گی خدمتگذار

یہہ کہکر خوشی سے وہ گلرو شتاب
سوئے خانۂ شاہ افراسیاب

گئی لیکے اسباب شادی تمام
فرنگیس کی ماہوئی شاد کام

ہوئی جا کے گلشہر خدمت کنان
ہوا اُس سے ہر ایک شادان وہان

پھر اپنی طرف کا بھی اسباب سب
بصد شادمانی و عیش و طرب

فرنگیس کی مان نے سونپا اُسے
ہوا خواہ دختر کا سمجھا اُسے

رہا سات دن جشن شاہانہ وہان
بصد حشمت و جاہ و توقیر و شان

کیا کتخدا رسم و آئین سے
فرنگیس کو ساتھہ شہزادے کے

در و لعل و فیلان و اسپان و زر
جہیز اُسکو وہان سے ملا اِس قدر

کہ جسکا نہیں ہو سکے یہان بیان
سوا اسکے ہوکر بہت شادمان

دیا شہ نے اُسکو دیار ختن ‌‌ کیا لطف سے شہریار ختن

سنی جب کہ کاؤس نے یہہ خبر ‌‌ کہ وہ بادشہ زادۂ نامور

گیا بلخ سے پیش افراسیاب ‌‌ ہوا شاہ کے دلکو اک اضطراب

ہوا یہہ پسر کی جدائی کا درد ‌‌ کہ ہردم لگا کھینچنے آہ سرد

خفا ہو کے شہ سے سوئے سیستان ‌‌ روانہ ہوا رستم پہلوان

سپہدار توران سے پرخاش کا ‌‌ ارادہ جو کاؤس کے دل مین تھا

رکھا شہ نے موقوف اورطوس کو ‌‌ لکھا یون کہ پھر آتو ای نامجو

جانا سیاوش شاہزادے کا ختن مین اور وہانسے
بسبب ناموافقت آب وہوا کے چلاجانا اُسکا دریای
گنگ کی طرف اوربنانا اُسکا سنگین قلعہ اور مکانات
دلچسپ وہان اور حسد کرنا گرسیوز برادر
افراسیاب کا اور ورغلانا اُسکا افراسیاب کو سیاوش پر
اور مارا جانا سیاوش کا افراسیاب کے حکم سے

سیاوش ماکنزادۂ نامجو ‌‌ مرخص سپہدار توران سے ہو

فرنگیس کو لیکے با فر و شان ‌‌ گیا سوے شہر ختن شادمان

ہوا جبکہ رونق فزائے ختن ‌‌ نہ ہرگز خوش آئی ہوائے ختن

تعین مردمان کو کیا جابجا — کہ ہووے تمامان خوب آب وہوا

خبر دو کہ مسکن گزین بنا کے ہون — بہ آرام و عیش وطرب وہان رہون

لب گنگ ایک جاے دلچسپ تھی — ملکزادے کو آکے دی آگہی

کہ ہی ایک مکان مثل باغ جنان — ملکزادے نے کی حکومت وہان

بنا وہان کیا ایک حصن متین — حضور اُسکی تھا پست چرخ برین

بنائے درون حصار بلند — مکان ہاے دلچسپ وخاطر پسند

ہر اک سے جا تھے انواع نقش ونگار — بصد رنگ وہان جلوہ گر تھی بہار

کیومرث و جمشید فرخ نہاد — فریدون منوچہر اور کیقباد

شہنشاہ کاؤس عالی جناب — پشنگ وسپہدار افراسیاب

نریمان و ہم رستم و سام و زال — یہہ جتنے تھے گزران ماضی وحال

لکھی سب کی صورت بخوبی وہان — بنا ہر مکان غیرت گلستان

سنی شاہ توران نے جو یہہ خبر — تو بھیجے وہان اور اہل ہنر

سوا اسکے بھیجا بہت مال و گنج — حضور ملکزادہ بے درد ورنج

پری چہرہ گلشہر رشک چمن — کہ تھی حماں سے وقت عزم ختن

سیاوش ملکزادہ اِس واسطے — گیا چھوڑ تھا باپ کے گھر اُسے

ہوا اُنکو اُس سے پیدا پسر — کہ تھا حسن مین رشک شمس وقمر

سپہدار توران ہوا شادکام | رکھا پھر خوشی سے فرود اُسکا نام
وہیں طفل کے ہاتھہ کو زعفران | لگا اور پانچے کا اُسکے نشان
حضور سیاوش روانہ کیا | تحایف بہت بھیجے اُسکے سوا
گیا لیکے گرسیوز نامدار | بحکم سپہدار توران دیار
سیاوش سے رکھتا تھا وہ بغض وکین | یہہ چاہے تھا کم بخت بیداد ودین
کہ وہ جاوے اقلیم توران سے | نہ وہان بر رہے اسطرح شان سے
ولے کینہ سینے میں پوشیدہ تھا | بظاہر تھا مداح شہزادے کا
گیا تہنیت نامہ وہ لیکے جب | ہوا شاہزادہ قرین طرب
بہت ساتھہ اُسکے مدارا کیا | نہ آیا ولے در تلک بیٹھوا
بزرگی وخوردی کا اداب وہان | نہ لایا بجا وہ ثریا نشان
یہہ بات اُسکے دل میں کمال آئی بد | زیادہ ہوا بغض وکین وحسد
وہ رخصت ہو نامے کا لیکر جواب | گیا بھاگ جب پیش افراسیاب
کیا اُسنے ظاہر کہ ای تاجدار | سیاوش سے غافل نہو زینہار
نہیں وہ سیاوش جو تھا پیشتر | بیان کیا کرون اُسکا میں کروفر
دماغ اُسکا نخوت سے یکسر بھرا | نہ کی میری تعظیم ہرگز ذرا
قوا ہے بہت کراب اُسنے سپاہ | وہ دل میں رکھے ہے خیال تباہ

اطاعت سے تیری نہاین اُسکو کام ۔ مجھے سوجھتا ہی کہ ہان صبح و شام

کرے ملک توران مین برپا فساد ۔ خبردار ای شاہ والا نژاد

سخنہاے باطل کو افراسیاب ۔ سمجھہ راستی کہا کے بس پیچ و تاب

وہین اپنے دل مین یہہ لایا خیال ۔ کہ شہزادے کو دیجیے یہان سے نکال

لگا کہنے یون شاہ توران زمین ۔ کرون اُسکو ضایع تو لازم نہاین

پناہ لاوے جو کوئی اپنے حضور ۔ بدی منصفی سے ہی مساتھہ اُسکے دور

مناسب یہہ ہی اور بہتر یہہ ہی ۔ کہ بہیجون اُسے پیش کاؤس کی

سنی جب یہہ گفتار افراسیاب ۔ تو کم بخت نے بہر دیا یہہ جواب

کہ دیکہا سیاوش نے توران دیار ۔ سب احوال یہان کا ہوا آشکار

یقین ہی کہ رستم کو لاوے یہان ۔ کرے ملک تسخیر سب بیگمان

یہہ ہی مصلحت ای شہہ ارجمند ۔ کہ رکہیے سیاوش کو اب کرکے بند

بہانے سے اُس کو طلب کیجیے ۔ نہ تاخیر کو راہ ہرگز دیجیے

یہہ سنکر لگا کہنے افراسیاب ۔ کہ پیش سیاوش تو پہر جا شتاب

ولا ہا اُسے دیکے اب لا یہان ۔ غرض ایکے نامہ ہوا وہ روان

سیاوش کو نامہ دیا جاکے جب ۔ کہا بڑہکے اُسنے یہہ باصد طرب

کہ پیش شہنشاہ والا جناب ۔ سر و چشم سے جاؤنگا مین شتاب

یہہ سنکر وہ گرسیوز بد نہاد　　یہہ سوچا کہ گر یہہ گرامی نژاد

روانہ ہو پہنچے شتابی وہان　　تو باطل مری بات ہو بیگمان

فریب ایک طرح اُسنے ووہین کیا　　یہہ شہزادۂ نامور سے کہا

کہ جانا مناسب نہین اب وہان　　وہ بولا کہ کیا واسطہ کر بیان

وہ خامش رہا کچھہ نہ پاسخ دیا　　قسم دیکے شہزادے نے تب کہا

زمان تک سخن کو ذرا لائیے　　حقیقت ہی کیا مجھسے فرمائیے

سیاوش کو اُسنے دیا یہہ جواب　　کہ ہی بد گمان تجھسے افراسیاب

تو ہی ای ملک زادۂ باتمیز　　مری جانسے اور دل سے عزیز

نہین چاہتا زیر چرخ بلند　　کہ پہنچے تری جان کو کچھہ گزند

سیاوش نے سنکر یہہ پاسخ دیا　　کہ سلطان نے واماد مجہکو کیا

نہین ہی مجھے یہہ گمان زینہار　　کہ مجھہ پر کرے کچھہ ستم شہریار

یہہ سنکر وہ بدکیش کہنے لگا　　کہ اغریرث اُسکا برادر جو تھا

کیا کس طرح اُسکو شہ نے ہلاک　　خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

فراہم کیا تو نے لشکر جو یہان　　شہنشاہ توران ہوا بد گمان

ارادا یہہ اُسنے مصمم کیا　　کہ کھینچے تجھے زیر تیغ جفا

وہ بولا کہ ہوں ہر سر راستی　　غلط شاہ سے ہی گمان بدی

لگا کہنے گرسیوز بدنہاد　　کہ ای نامدار گرامی نژاد

نہ کر جہاں تو ہی اکر ہوشیار　　دہن مین بلا کے نہ جا زینہار

سیاوش نے سو سو طرح سے کہا　　کہ دسواس ہرگز نہیں ہی ذرا

یہی مصلحت ہی کہ جاؤن وہان　　بجا لاؤن فرمان شاہ جہان

ولے اُسنے ہر بات کو رد کیا　　کہ تھا دشمن جان وہ شہزادے کا

غرض رفتہ رفتہ یہہ پایا قرار　　کہ ہان لکھئے عذر آنے کا ایکبار

فریب عدو وہان ہوا کارگر　　لکھا نامہ شہزادے نے زود تر

کہ ای نامور بادشاہ جہان　　یہی آرزو تھی کہ حاضر ہون وہان

ولیکن فرنگیس رنجور ہی　　سو ناچار یہہ بندہ معذور ہی

ذرا بھی شفا ہو تو باچشم و سر　　قدمبوس حاصل کرون آنکر

وہ گرسیوز مدبر کینہ خو　　روانہ ہوا وہانسے لے نامے کو

حضور شہنشاہ توران دیار　　جو پہنچا تو بولا کہ ای شہریار

سیاوش ملکزادہ مغرور ہی　　دماغ اُسکا اب عرش سے دور ہی

ذلیل اُسنے مجھکو کیا ہاے سخت　　کہ یعنی بٹھایا مجھے زیر تخت

نہ ہرگز پڑھا نامے کو ایکبار　　نہ میرا سخن کچھ سنا زینہار

کہا یون کہ ہرگز نہ جاؤن وہان جو چاہے کرے بادشہ بیگمان

سنی شاہ توران نے یہہ بات جب ہوئی مشتعل آتش قہر تب

گیا اُس طرف شاہ لیکر سپاہ کہ تا شاہزادے سے ہو کینہ خواہ

سیاوش نے خدم سے سنی یہہ خبر تو گفتار گرسیوز حیلہ گر

ہوئی راست نزدیک اُسکے تمام لگا کہنے شہزادۂ ذوالکرام

کہ جاتا مین گر پیش افراسیاب تو بیشک مجھے قتل کرتا شتاب

فرنگیس بھی سنکے گریان ہوئی کمال اُسکی خاطر پریشان ہوئی

سیاوش سے بولی کہ ای نامدار گریزان ہو اب سوے ایران دیار

کہا اُسنے تو بھی چل ای دلربا فرنگیس نے پھر یہہ پاسخ دیا

کہ اب پانچ ماہ مجھے حمل ہی کرونگی مین کیونکر بھلا راہ طی

مجھے چھوڑ کر یہان روانہ ہو تو سلامت تو لیجا غرض جان کو

سواران جنگ آزما اک ہزار لئے ساتھ اور وہانسے وہ نامدار

روانہ ہوا اور کہا یہہ سخن کہ پیدا پسر گر ہوا ای سیمتن

تو کیخسرو اُس طفل کا رکھیو نام اُسے دیکھکر رہیو تو شادکام

یہہ سنکر خبر شاہ افراسیاب مقابل سیاوش کے پہنچا شتاب

ہوا بس وہیں گرم بازار جنگ ہوا کار منجر بہ تیغ و خدنگ

کہا یون کہ ہرگز نہ جاؤن وہان — جو چاہے کرے بادشہ بیگمان
سنی شاہ توران نے یہہ بات جب — ہوئی مشتعل آتش قہر تب
گیا اُس طرف شاہ لیکر سپاہ — کہ تا شاہزادے سے ہو کینہ خواہ
سیاوش نے ہمدم سنی یہہ خبر — تو گفتار گرسیوز حیلہ گر
ہوئی راست نزدیک اُسکے تمام — لگا کہنے شہزادۂ ذوالکرام
کہ جاتا ہین گر پیش افراسیاب — تو بیشک مجھے قتل کرتا شتاب
فرنگیس بھی سنکے گریان ہوئی — کمال اُسکی خاطر پریشان ہوئی
سیاوش سے بولی کہ ای نامدار — گریزان ہو اب سوے ایران دیار
کہا اُسنے تو بھی چل ای دلربا — فرنگیس نے پھر یہہ پاسخ دیا
کہ اب پانچ ماہہ مجھے حمل ہی — کرونگی مین کیونکر بھلا راہ طی
مجھے چھوڑ کر یہان روانہ ہو تو — سلامت تو لیجا غرض جان کو
سواران جنگ آزما اک ہزار — لئے ساتھہ اور وہانسے وہ نامدار
روانہ ہوا اور کہا یہہ سخن — کہ پیدا پسر گر ہوا ای سیمتن
تو کیخسرو اُس طفل کا رکھیو نام — اُسے دیکھکر رہیو تو شاد کام
یہہ سنکر خبر شاہ افراسیاب — مقابل سیاوش کے پہنچا شتاب
ہوا بس وہین گرم بازار جنگ — ہوا کارزار منجر بہ تیغ و خدنگ